بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام (القرآن)

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (الحدیث)

مجلہ تفہیم الاسلام

احمد پور شرقیہ

ضلع بہاولپور

رآن و سنت
کا داعی و
خصوصی
ترجمان

مدیر: حمید اللہ خان عزیز

ربیع الاول تا رجب ۱۴۳۵ھ — جنوری تا مئی ۲۰۱۴ء

ماره 85 تا 89

عقیدہ ختم نبوت کی ترویج وتحفظ کا نقیب

www.KitaboSunnat.com

اشاعتِ خاص

بیاد: بطلِ حریت، مردِ آہن، جبلِ استقامت

حضرت علامہ

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

(۱۹۵۵ء — ۲۰۱۳ء)

تذکرہ
سوانح
افکار
آثار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خصوصی اشاعت بیاد:

بطلِ حریت

حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

[۱۹۵۵ء ـــ ۲۰۱۳ء]

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان
(اقبالؒ)

www.KitaboSunnat.com

ناشر

ادارہ تفہیم الاسلام

محلہ رحمان آباد، گلی بینک الفلاح والی احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور
0302-2186601 - 0333-6357567
email: tafhemulislam@gmail.com

بتعاون: جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور

ضلع رحیم یار خان: 068-5571589 - 0345-8572455

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدعا

اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی اور فضل سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں مکمل احتیاط برتی گئی ہے۔ بشری تقاضے کے مطابق اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاءاللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

تنبیہ

اس خصوصی اشاعت کے جملہ حقوق طبع واشاعت بحق ادارہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور محفوظ ہیں۔

آئینہ ترتیب

انتساب ---- 4
تہنیتی پیغامات ---- 5
اداریہ (مجلہ تفہیم الاسلام کی خصوصی اشاعت) ---- 9
قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ (تذکرہ، سوانح، آثار وافکار) ---- 12
قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ (بلند پایہ خطیب، بےلوث قائد، باوفا دوست) ---- 88
مردِ آزاد...... قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ ---- 92
منفرد اور عظیم دوست کی یاد میں! ---- 95
مجاہد ملت...... قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ ---- 100
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے! ---- 102
قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ کی یاد میں ---- 104
میرے والد...... میرے مربی ---- 106
آہ! قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ ---- 109
قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ (چند یادیں...... چند باتیں) ---- 111
گزشتہ رفتہ ---- 113
نیر تاباں...... قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ ---- 119
بطل حریت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی تبلیغی خدمات ---- 121
آہ! ایک مربی و مشفق شخصیت ---- 124
دیارِ حرم سے نذرانۂ عقیدت ---- 126
اک جرأت سراپا قائد کی یاد میں! ---- 130
میرے بھائی، میرے دوست ---- 133
قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوری رحمہ اللہ (عظیم قائد ومربی) ---- 136
محسن جماعت اہل حدیث ---- 139
آہ! میرے شیخ چل بسے! ---- 141
بطل حریت قائد اہل حدیث کی یاد میں! ---- 143
قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ ---- 145
خلوص کا پیکر ---- 153
قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ ...... ایک شعلہ بیاں مقرر ---- 154
پر اثر تحریکی شخصیت ---- 155
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم! ---- 157
بزم جہاں سے پیکر ایمان چلا گیا ---- 158
اہل علم کے تاثرات ---- 160

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کا داعی وخصوصی ترجمان

سلسلہ وار

تفہیم الاسلام

احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

زیر سرپرستی: فضیلۃ الشیخ محمد شریف چنگوانی حفظہ اللہ — رئیس مرکز ابن القاسم الاسلامی ملتان

زیر نگرانی: قاری محمد یعقوب شیخ حفظہ اللہ — جنرل سیکرٹری تحریک حرمت رسول ﷺ پاکستان

زیر ادارت: ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین حفظہ اللہ — مورخ تاریخ ختم نبوت پاک وہند

ربیع الاول تا رجب ۱۴۳۵ھ / جنوری تا مئی 2014ء / تبلیغی سلسلہ نمبر 85 تا 89

مؤسس: حکیم عبدالخالق خان عزیز رحمہ اللہ

مدیر مسئول: مولانا ابوطلحہ ضیاء حفظہ اللہ

نائب مدیر: حافظ عزیز احمد خان

اشاعت خاص

حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ

من آثار

مولانا عبدالرزاق فاروقی الہاشمیؒ، پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاول پوریؒ
مولانا حکیم فیض اللہ خانؒ، مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوریؒ

مجلس ادارت

صدر مجلس: حافظ صلاح الدین یوسف

مولانا مفتی سراج احمد، مولانا محمد رفیق اثری
مولانا عبدالستار علی پوری، ملک حافظ محمد ارشد
مولانا محمد یٰسین شاد، محمود مرزا جہلمی
حاجی عبدالرشید، مولانا عبدالحنان جانباز، چوہدری عبدالسلام
ڈاکٹر فیض احمد بھٹی، حافظ محمد اسرائیل فاروقی، محمد ارشد بدر
محمد اشفاق گوندل، مولانا عبدالرحیم اظہر
حافظ ریاض احمد عاقب اثری، حاجی حسن محمود

مجلس مشاورت

محمد سلیمان فاروقی، مولانا عبدالقیوم ظہیر، محمد رمضان یوسف سلفی
حاجی محمود الحسن، چوہدری محمد اعجاز حسن، الیاس فاروقی
حاجی شاہد علی محمدی، خواجہ محمد رفیق، شیخ عبدالغفار، چوہدری محمد سلیم
ڈاکٹر محمد ارشد کمبوہ، قاضی محمد رفیق اختر، شیخ محمد عتیق، ڈاکٹر عبدالغنی

نوٹ:- ''تفہیم الاسلام'' ایک خبرنامہ کی حیثیت سے تبلیغی نقطہ نظر سے شائع کیا جاتا ہے جو فرقہ وارانہ تعصبات سے آزاد کتاب وسنت کی روشنی میں تطہیر عقائد وافکار کا داعی ہے۔ ☆ ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی طور پر اتفاق ضروری نہیں۔ (ادارہ)

سالانہ چندہ -/350 روپے
ہدیہ فی شمارہ -/30 روپے

منیجر: رشید اللہ خان عزیز

خط وکتابت کے لیے: ایڈیٹر ماہنامہ مجلہ ''تفہیم الاسلام'' محلہ رحمان آباد (شکاری) عقب واپڈا ہاؤس احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

برائے رابطہ:
0333-6357567
0302-2186601
Email:tafhemulislam@gmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے صاحبزادہ گرامی قدر

محترم حافظ عامر صدیقی حفظہ اللہ کے نام!

حافظ عامر صدیقی ۹ مارچ ۲۰۱۴ء کو اپنے رفقاء کے ہمراہ ادارہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ میں تشریف لائے، میں ان کی شخصیت، علم و حلم سے از حد متاثر ہوا، وہ اپنے عظیم والد گرامی کے صحیح معنوں میں علمی جانشین نظر آئے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم، عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

مجھے نہیں معلوم میری یہ عاجزانہ قلمی کاوش جناب عامر صدیقی کی توقع کے مطابق ہے یا نہیں۔ میں نے بساط بھر کوشش کی ہے کہ اس اشاعتِ خاص میں اختصار کے ساتھ قاری صاحب مرحوم کے حالات و واقعات کا احاطہ کروں۔ بہر حال یہ جو کچھ بھی ہے۔ اس کا انتساب میں جناب حافظ عامر صدیقی حفظہ اللہ کی طرف کرتا ہوں، اور دعاؤں کا طلب گار ہوں۔

حمید اللہ خان عزیز

(ایڈیٹر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہنیتی پیغامات

Ph. 212088

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون ۲۱۲۰۸۸

Abdur Rahman Alsalafi
Amir Jamaat Ghraba Ahlehadis
P.O. Box. 313-Karachi Pakistan.
A M. (1) Mohammad Bin Qasim Road

عبد الرحمن السلفی
امیر جماعۃ غرباء اہل الحدیث پاکستان
ص۔ب ۳۱۳ کراتشی

Date

۱۱ / ربیع

جناب مولانا حمید اللہ خاں عزیز صاحب

ایڈیٹر ماہنامہ "تفہیم الاسلام" بھاول پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مجھے مولوی محمد رمضان یوسف سلفی صاحب فیصل آبادی نے خبر دی ہے کہ آپ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے ماہنامہ "تفہیم الاسلام" کی طرف سے اشاعت خاص کا اہتمام کررہے ہیں۔ یہ نہایت خوش آئند اور باعث مسرت ہے کہ آپ نے ایک عظیم عالم دین اور داعی اسلام کی خدمات کا تذکرہ مرتب کرنے کی سعی کی ہے۔

حضرت قاری صاحب میرے بڑے محسن تھے۔ جماعت غرباء اہل حدیث سے ان کا تنظیمی تعلق تو نہ تھا لیکن وہ ہمارے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ کراچی میں جماعت کی سالانہ "قرآن وحدیث کانفرنس" میں ذوق وشوق سے تشریف لاتے اور اپنے پُر اثر خطاب سے سامعین کو محظوظ فرماتے۔ بسا اوقات وہ محمدی مسجد برنس روڈ میں خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرماتے۔ خان پور میں سالانہ "اہل حدیث کانفرنس" میں جماعتی علماء کو مدعو کرتے، ایک عرصہ تک میں بھی ان کی دعوت پر سالانہ اہل حدیث کانفرنس کے موقع پر محلہ خواجگان میں واقع ان کی مسجد میں خطبہ جمعہ دیتا رہا۔ بلاشبہ انہوں نے خان پور اور اس کے گردونواح میں مسلک اہل حدیث کے فروغ اور توحید وسنت کی تعلیم کو خوب اجاگر کیا اور ہزاروں لوگوں کو عمل بالحدیث کی طرف راغب کرتے ہوئے مسلک اہل حدیث کا خوگر بنایا۔ بلاشبہ ان کی خدمات لائق تحسین ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

مجھے امید ہے کہ قاری صاحب کے بارے آپ کی یہ کاوش جماعتی وعلمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ آپ نے جن نامساعد حالات میں مجلہ تفہیم الاسلام کی قاری صاحب کے بارے اس اشاعت خاص کا اہتمام فرمایا اس پر آپ بجا طور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

والسلام

(دستخط)

عبدالرحمن السلفی

امیر جماعت غرباء اہل حدیث (پاکستان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

WEEKLY AHL-E-HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
Weeklyahlehadith@yahoo.com
website:www.ahlehadith.org/www.ahlehadith.com
Ph#042-37720267-042-37729933
Fax:042-37725525
C.P.L No116
اہل حدیث

حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی یاد میں

یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ جنوبی پنجاب کا پہلا مجلہ ماہنامہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ جو ۲۰۰۲ء سے باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور اچھے اچھے مضامین سے مزین ہوتا ہے۔ اس کے مدیر محترم حمید اللہ خان عزیز نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر، ممتاز عالم دین، نامور خطیب اور رئیس جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور ضلع رحیم یار خاں حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی دینی، علمی، ملی، سیاسی، جماعتی اور مسلکی خدمات کے حوالہ سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ یقیناً اس سے ان کی زندگی کے بہت سے تابندہ گوشے قارئین کے مطالعہ میں آئیں گے۔ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ زندہ جماعتیں اپنے اسلاف کی ہمہ جہت خدمات سے نہ صرف استفادہ کرتی ہیں بلکہ ان کی یادوں کو کبھی فراموش ہونے نہیں دیتیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے اپنے حسن عمل کے جو خوبصورت نقوش چھوڑے ہیں ان کی یادیں تا دیر قلب و نظر کو تنویر کا سامان مہیا کرتی رہیں گی۔

محترم قاری صاحب سے میری دیرینہ یاد اللہ تھی کیونکہ ''جامعہ اسلامیہ اہل حدیث گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل تھے۔ وہ خوش شکل، خوش لباس، خوش اخلاق، خوش اطوار اور خوش بیان خطیب تھے۔ انہوں نے فارغ التحصیل ہو کر ۱۹۷۴ء میں اپنے آبائی علاقہ ضلع ہری پور ہزارہ کی بجائے خانپور ضلع رحیم یار خاں کو اپنی دینی، جماعتی اور علمی دلچسپیوں کا مرکز بنا لیا تھا۔ خانپور سابق ریاست بہاولپور کا قدیمی شہر اس وقت ایک لاکھ سے متجاوز شہریوں کا مسکن تھا۔ پورا علاقہ شرک و بدعت اور تقلید شخصی کا مرکز تھا۔ اہل بدعت کی مشہور خانقاہیں اور آستانے اور بدعات و خرافات کی ترویج کے لئے بڑے بڑے ادارے قائم تھے۔ جبکہ پورے علاقہ میں مسلک اہل حدیث کا تعارف نہ ہونے کے برابر تھا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خاص رحمت سے حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے یہاں ڈیرہ ڈالا اور مقامی انجمن اہل حدیث کے تعاون سے اپنی تبلیغی، علمی، اصلاحی اور مسلکی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ الحمد للہ حضرت قاری صاحب اور آپ کے مختلف رفقاء کی شبانہ روز کوشش و محنت سے مختصر عرصہ میں بڑا علاقہ مسلک اہل حدیث سے متعارف اور متاثر ہوا۔ اور بہت سے غیر اہل حدیث افراد تحقیق حق کے بعد مسلک اہل حدیث کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ تعلیمی ضروریات کے لیے'' جامعہ محمدیہ اہل حدیث'' کے نام سے ایک معیاری درسگاہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا سنگ بنیاد امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ نے ۲۲ جون ۱۹۸۶ء کو اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا۔ بحمد للہ یہاں سیکڑوں بیرونی و مقامی طلبہ اور کم و بیش بیس اساتذہ کرام تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں، جامعہ کے کئی دیگر شعبے بھی مصروف عمل ہیں۔ اب جامعہ کے رئیس مرحوم کے صاحبزادے مولانا حافظ عامر صدیقی صاحب ہیں، اللہ پاک ان کے علم و عمل، عمر اور جہود دعوتی میں برکت فرمائے۔ آمین۔

محترم قاری صاحب رحمہ اللہ نے کئی سال سے جامعہ میں سہ روزہ سالانہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کے انعقاد کا آغاز کیا تھا۔ جس میں مرکزی قائدین، غیر ملکی شخصیات، علماء کرام، شیوخ الحدیث، خطباء عظام، دانشور، طلبہ کارکن اور احباب جماعت کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ امسال یہ کانفرنس ۲۸-۲۹-۳۰ مارچ ۲۰۱۴ء کو سابقہ روایات کے مطابق منعقد ہو رہی ہے۔ اس بار کانفرنس میں محترم قاری صاحب تو نظر نہیں آئیں گے، مگر ان کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کی جھلکیاں دیکھی جا سکیں گی۔ یہ کانفرنس جنوبی پنجاب کی بڑی کامیاب اور نمائندہ کانفرنس ہوتی ہے۔ جس کے اثرات پورے علاقہ میں مرتب ہوتے ہیں۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں ان تاثرات میں مزید لکھنے کی گنجائش نہیں، مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ جماعتی غیرت اور مسلکی حمیت سے سرشار تھے۔ ان کی زندگی عالمانہ وقار اور مجاہدانہ یلغار کا حسین امتزاج تھی۔ اللہ پاک ان کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور ان کے لگائے ہوئے بوٹے تا قیامت سرسبز و شاداب رکھے۔ آمین۔

بشیر انصاری (ایم اے)
مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MUTTAHIDAH
JAMIAT AHLE HADITH PAKISTAN

متحدہ جمعیۃ اہل حدیث پاکستان

Ref.________

Date. 25-02-2014

مجلّہ تفہیم الاسلام کا مستحسن قدم

ادارہ مجلّہ تفہیم الاسلام لائق صد مبارکباد جو طویل عرصہ نامساعد حالات کے باوجود جنوبی پنجاب میں بالخصوص اور ملک بھر میں بالعموم اپنی اشاعت کے ذریعے دینی اقدار کی ترویج اور فروغ کے ضمن میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

اب ادارہ مذکورہ نے اپنی بے بضاعتی کے باوصف مگر اپنے بلند عزائم کے پیش نظر ایک انقلابی قدم اٹھاتے ہوئے جماعت اہل حدیث کی نہایت باوقار شخصیت حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے خصوصی نمبر کا اجراء فرمایا ہے۔ بلاشبہ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی زندگی بھر کی جدوجہد کا یہ استحقاق ہے کہ اس کے تمام پہلوؤں کو قلم بند کیا جائے تاکہ وہ تاریخ میں محفوظ رہے اور نئی نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

اللہ کریم ادارہ تفہیم الاسلام کو جزائے خیر عطا فرمائے اور حضرت قاری صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

کتبہ

سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

امیر متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان

صدر البدر فاؤنڈیشن پاکستان

Provincial Office Muttahidah Jamiat Ahle Hadith Pakistan, Stadium Chowk Sahiwal
Email: mjah.pakistan@gmail.com Cell # +92-336-0000365 Ph # 0092-040-4221128

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ رحمانیہ رجسٹرڈ المعروف جامعہ ابراہیمیہ
ناصر روڈ سیالکوٹ
فون جامعہ 052.4591911,03006161913
حوالہ نمبر ____ تاریخ ____

محترم جناب حمید اللہ خان عزیز صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ قرآن وسنت کی تبلیغ کے خصوصی مشن پر معمور ہیں اور آپ کی زیرادارت مجلّہ ''تفہیم الاسلام'' کی اشاعت صحرا میں پھول کھلنے کے مترادف ہے، ملک کے کسی بھی کونے سے جب بھی جنوبی پنجاب کا ذکر ہوتا ہے ذہن میں پہلا تصور جہالت وپسماندگی کا ابھرتا ہے، مگر اس تصور میں ایسی کوئی حقیقت نظر نہیں آتی، اس لیے کہ خطہ ارضی پر وہی لوگ کامیاب اور نامور ہوتے ہیں، جنھوں نے انہی مشکل، ناموافق اور نامساعد حالات سے الجھ کر زندگی کی راہیں تلاش کی ہیں، زندگی کی جن حقیقتوں سے ایک صحرا نشین ایک رات میں آگاہ ہو جاتا ہے، محمل نشین ساری زندگی اس رات کے ایک لمحہ کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو سکتا، انہی صاحب حقیقت وآشنا میں سے ایک ہماری جماعت اہل حدیث کے فرزند اور جنوبی پنجاب کے گلِ سرسبد محترم جناب مولانا عبدالوکیل خانپوریؒ تھے، جس گوہر نایاب کو شہید ملّت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے دریافت کیا تھا، محترم مولانا خانپوریؒ نے پوری زندگی دین حق کی سربلندی کے لیے وقف کر دی، آپ کی خدمات دینیہ اور مساعی جمیلہ کا دائرہ ملک کے طول وعرض سے باہر تک پھیلا ہوا ہے۔

ہمارے محترم بھائی جناب حمید اللہ خان عزیز آپ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ایک سال کے مختصر عرصہ میں ہی مولانا خانپوریؒ کی خدمات عالیہ کے اعتراف کے طور پر نہایت عمدہ، شاندار اور جاندار نمبر شائع کر دیا، جو یقیناً آنے والی نسلوں کے لیے چراغ راہ ہوگا (ان شاء اللہ)۔

والسلام

عبدالحنان جانباز

31-12-2013

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلہ تفہیم الاسلام کی خصوصی اشاعت
بطلِ حریت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نمبر

تحریر: حمید اللہ خان عزیز 0302-2186601

بزمِ حدیث کے روشن چراغ، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سینئر نائب امیر، جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے بانی و مہتمم حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے احوال و آثار اور سوانح پر مشتمل پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل الحمد للہ ایک کتاب خاکسار نے مرتب کی ہے، جو کمپوز ہونے کے باوجود تا ہنوز تشنۂ طباعت ہے۔

حضرت قاری صاحب یکم مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعۃ المبارک کو رحلت فرماگئے۔ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ادارہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کی دینی، علمی، سیاسی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات نیز آپ کے حالات و آثار پر تفہیم الاسلام کا خصوصی نمبر شائع کیا جائے۔ چنانچہ طے ہوا کہ ستمبر ۲۰۱۳ء میں اسے شائع کیا جائے گا۔ ادھر احباب و متعلقین حضرات آپ کے تفصیلی حالات زندگی کی طباعت کے منتظر تھے اور اس کی طباعت و اشاعت کا اصرار بڑھتا جا رہا تھا لیکن ادارہ مالی بحران کا شکار تھا۔ تاخیر ہوگئی، ہم بروقت ستمبر میں اس کی طباعت نہ کروا سکے۔ اللہ پر بھرپور توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے جنوری ۲۰۱۴ء میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا، لیکن مسائل جوں کے توں رہے بلکہ اضافہ ہوتا گیا۔ مزید تاخیر کا اندیشہ تھا، چنانچہ ادارے کی طرف سے قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے علمی جانشین صاحبزادہ حافظ عامر صدیقی حفظہ اللہ کو اس سلسلہ میں توجہ دلائی گئی تو انہوں نے اپنی ذاتی جیب سے جامعہ خان پور کی طرف سے اس کی طباعت و اشاعت کا اشارہ دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا کی سرفرازی سے نوازے، ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے حالات و واقعات پر خاکسار نے چار سو سے زائد صفحات پر رسالے کا نمبر مرتب کیا۔ جناب عامر صدیقی حفظہ اللہ نے مشورہ دیا کہ سرِ دست ایک مختصر اور جامع خلاصہ تفہیم الاسلام کی خصوصی اشاعت کے طور پر پیش کر دیا جائے اور بعد میں مکمل احوال و آثار کتابی صورت میں شائع کیے جائیں گے چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ قاری صاحب کے دینی و تبلیغی کارناموں اور خدمات پر مشتمل یہ تذکرہ بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' پیش کیا جا رہا ہے۔ لانّ مالا یدرك کلّه لایترك کلّه.

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات، آپ کی تبلیغی خدمات اور ملی کارناموں کا تذکرہ اگرچہ اس اشاعت میں اختصار سے پیش کیا گیا ہے، تاہم اس سے حضرت کی عہد ساز شخصیت کے حالات و کوائف، کمالاتِ علمیہ اور قومی، تحریکی اور تنظیمی خدمات پر روشنی پڑتی ہے۔ اس لیے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ پوری توجہ اور دلچسپی سے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

قاری صاحب ایک بے لوث داعی الی اللہ، ایک جوہرِ کمیاب، گوہر آبدار، گنجِ گراں مایہ تھے، جن کے کچھ اوصافِ حمیدہ کا احاطہ کرنے کی سعی ناتمام اس شمارہ کا خصوصی مقصد ہے۔

قدیم سے یہ سنت الٰہی ہے کہ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرعد:۱۷) جو نافع الناس، اطاعت گزار متقی، خالص توحید پرست بندے ہوتے ہیں، ان کی عمریں بڑھائی جاتی ہیں، ان کا ذکرِ خیر امر ہو جاتا ہے۔

قاری صاحب کی شخصیت کو اگر ہم ایک رہنماء کے طور پر دیکھیں، تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ جماعت کا قائد، رہنماء اور مربی کیسا ہوتا ہے۔ بہت بلند کردار، راسخ الفکر، بے باک، نڈر، راست باز، تقویٰ شعار، متین اور بردبار۔ اللہ نے فراست ایسی عطا فرمائی کہ معاملات کی تہہ تک پہنچنے میں دیر نہیں لگتی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ عظیم داعی الی اللہ، وقت کے محدث اور اتحاد بین المواحدین کے ترجمان تھے۔

انہوں نے جامعہ محمدیہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں سلامتی و بقاء تحفظ وارتقاء انسانیت کی فلاح ونجات پر مبنی دعوت اسلام کو اس کے حقیقی معنوں میں فروغ دینے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (سورۃ الاحزاب۔۲۳)

''مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں، جنہوں نے وہ بات سچ کہی، جس پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا، پھر ان میں سے کوئی تو وہ ہیں، جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے نہیں بدلا، کچھ بھی بدلنا''۔

برسبیل تذکرہ یہ عرض کرتا چلوں کہ حضرت قاری صاحب سے ہمارے تعلق کی ابتداء حضرت والد محترم حکیم عبدالخالق خان عزیزؒ اور استاد محترم مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری مرحوم ومغفور کے توسط سے شروع ہوا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب پہلی بار اپریل ۲۰۰۲ کو ان سے مجلّہ تفہیم الاسلام کے تعارف کے سلسلہ میں ملنے گیا تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے، ان سے ملاقات ذہنی یکسوئی میں اضافے اور طمانیتِ قلب کا سبب بنی، ان سے مل کر احساس ہوتا تھا کہ قائد تحریک اہل حدیث کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ان سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں، ان کے دروس بالخصوص خان پور کی سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت اور میل ملاقات کے کئی مواقع میسر آئے۔ ۲ مئی ۲۰۰۷ء کو شیخ محترم مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ کے ہمراہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور، ان کے دفتر میں تفصیلی حال احوال ہوا۔ میں نے ان کا انٹرویو کیا، (جو اس اشاعتِ خاص کا بھی حصہ ہے) قریب سے ان کی باتیں سننے کا زیادہ موقع ملا اور عقیدت کا رنگ مزید گہرا ہوگیا۔ بارہ سال تک میرے ان کے ساتھ نہایت قریبی، اصلاحی وتنظیمی تعلقات رہے، اگر اس کے ساتھ والد بزرگوار مرحوم کے مراسم کو بھی ملالیا جائے تو پھر یہ تعلق ۱۹۷۴ء سے شروع ہوتا ہے اور محبت والفت کی یہ داستان ۳۸ برسوں پر پھیلی نظر آتی ہے۔ مجھے ان کے اخلاق فاضلہ کے مطالعہ کا کافی موقع ملا۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ اپنی ذاتی خوبیوں سے میرے دل پر ایسا گہرا اثر پیدا کر گئے کہ ان کی وفات میرے لیے نہایت ہی صدمہ کا موجب ہوئی۔

یہ ایڈیشن ان کی خدمات کے حوالے سے بالکل مختصر ہے۔ انہوں نے میری جو علمی ادبی اور اخلاقی آبیاری فرمائی، اس سے کہیں زیادہ مہر ووفا کا تقاضا کرتی ہے۔

ماقصۂ سکندر و دارانخوانده ایم
از مابجز حکایتِ مهر و وفا مپُرس

مجھے اللہ تعالیٰ سے کامل امید ہے کہ قاری صاحب کے حوالے سے ''تفہیم الاسلام'' کی یہ خصوصی اشاعت ان کے مفصل تذکرہ کی اشاعت کے لیے پیش خیمہ ثابت ہوگی اور ہم جلد ان کی تفصیلی خدمات پر مشتمل کتاب منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوں گے۔ واللہ الموفق المعین۔

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ قاری صاحب کی وفات کے دوسرے دن مجھے پیغام ٹی وی لاہور سے فون آیا کہ میں ان کے حالات پر مفصل مضمون لکھ کر بھیجوں، تاکہ ٹی وی پر ایک خصوصی ڈاکومنٹری ٹیلی کاسٹ کی جاسکے۔ خاکسار نے طویل محنت کے بعد تین صفحات کا ایک مضمون تحریر کیا، جسے مولانا محمد اشفاق سلفی صاحب (امیر مرکزیہ تحصیل احمد پور شرقیہ) نے یہاں سے لاہور فیکس کیا، وہاں ٹی وی پر میرا لکھا ہوا مضمون مناسب ایڈیٹنگ کے بعد پڑھ کر سنایا گیا اور اس مضمون کا ایک حصہ دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور سے ایک الگ پمفلٹ کی شکل میں کثیر تعداد میں چھاپ کر ۷ مارچ ۲۰۱۳ء کو جامعہ محمدیہ میں حضرت قاری صاحب کے غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر تقسیم کیا گیا۔ بعد میں یہی مضمون ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور اور ماہنامہ ''نداء الاحسان'' کے صفحات کی بھی زینت بنا۔

قارئین سے درخواست ہے کہ میری ادنیٰ سی کاوش پر خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کے ساتھ اس دینی وروحانی، علمی و ادبی نسبت اور محبت کو اپنی بارگاہ میں قبول کرے۔ آمین۔

''تفہیم الاسلام'' کی یہ خصوصی اشاعت پانچ ماہ (جنوری تا مئی ۲۰۱۴ء) کے شماروں پر مشتمل ہے۔ رسالے کی ترتیب وایڈیٹنگ اور پروف ریڈنگ میں خاکسار نے کافی محنت کی ہے۔ میرے قریبی رفقاء جناب الیاس فاروقی (صحافی، کالم نگار)، جناب مولانا محمد نعمان جان (فاضل جامعہ محمدیہ خان پور) اور جناب محمد اشفاق سندھا (صحافی، کالم نگار) نے نہایت عقیدت ومحبت اور گہری ذاتی دلچسپی سے پروف خوانی میں مدد کی۔ مؤخر الذکر کی نگرانی میں کمپوزنگ کے تمام تر مراحل احسن انداز میں طے ہوئے، یہ بہت حساس مسئلہ ہوتا ہے، اگر کمپوزنگ یا طباعتی مرحلے میں فنی خرابی کی وجہ سے کہیں کوئی غلطی رہ جائے تو کچھ لوگ جنہیں صرف ہر کام میں کیڑے نکالنے کا شوق ہوتا ہے بلکہ ان کی زندگی کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ خود تو نااہل ہونے کے باعث کسی نیک اور علمی و ادبی کام کی توفیق سے محروم ہوتے ہیں۔ دوسروں کے لیے بھی درد سر بنے رہتے ہیں۔ کاش! وہ دوسروں کی غلطیاں نکالنے کی بجائے کبھی اپنی غلطیوں اور ناکامیوں پر بھی ایک دو سیکنڈ کے لیے غور وغوض کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کامل ہدایت پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔ آمین۔

بہر حال میں اپنے تمام معاونین بالخصوص حضرت قاری صاحب کے جانشین حافظ عامر صدیقی حفظہ اللہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ مکتبہ قدوسیہ والے میرے انتہائی واجب الاحترام بھائی مولانا ابوبکر قدوسی صاحب حفظہ اللہ کا بھی بے حد شکریہ، جنہوں نے بروقت چھپائی کے تمام مراحل مکمل کرائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ اور مزید توفیقاتِ خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

تفہیم الاسلام کے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس اشاعت خاص کو محض کوئی روایتی نمبر نہ سمجھیں بلکہ بغور مطالعہ فرمائیں اور قاری صاحب کے سوانحی حالات اور خدمات سے جو سبق مل رہا ہے، اسے پیش نظر رکھیں۔

اللہ کرے، یہ نمبر حضرت مرحوم کے رفیع درجات اور اخلاف کے لیے ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا سبب اور امت کے لیے نافع و مفید ثابت ہو۔

ماہنامہ مجلّہ تفہیم الاسلام کیا ہے؟

ایک علمی، تبلیغی، دینی، عملی، اصلاحی، تربیتی اور فکری مجلّہ ہے۔ جس کا مقصد اسلام کے چراغوں کو روشن کرنا، لوگوں تک اسلام کی صحیح دعوت پہنچانا اور معاشرہ کی اصلاح و تربیت کرنا ہے۔ اگر آپ تفہیم الاسلام کو عام کرنے کے اہم فریضہ میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔

تو آئیے!

مجلّہ تفہیم الاسلام کے خریدار بن کر اس کی اشاعت میں حصہ لے کر اور اپنے دوست واحباب تک مجلّہ پہنچا کر انبیاء کے مشن میں حصہ دار بن جائیں۔

سالانہ بدل اشتراک -/350 روپے فی شمارہ: -/35 روپے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ
(تذکرہ وسوانح، آثار وافکار)

تحریر: حمید اللہ خان عزیز (ایڈیٹر)

علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ فرش گیتی پر قدرت کا حسین انتخاب تھے، انہیں کتاب وسنت کی حفاظت و صیانت کے مقصد سے ہی قدرت نے پیدا کیا تھا، آپ کے بارے میں اکثر شیوخ وعلماء اور احبابِ جماعت نے جو اپنی آراء اور تاثرات رقم کیے ہیں، ان میں ایک پہلو نمایاں ہے کہ حضرت قاری صاحب بڑے صاحب الرائے، سادہ مزاج، معاملہ فہم، حلیم الطبع، مدبر اور ہمیشہ نپی تلی بات کرنے والے، قرآن وسنت کے ماہر، ایک پاکیزہ، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ کا یہ طرزِ عمل شریعتِ اسلامیہ کے عین مطابق تھا اور یہی عمل کا جذبہ لوگوں میں پیدا کرتے رہے، وہ بے لوث، بے غرض، سراپا اخلاص، پیکرِ اخلاق اور راسخ العلم شخصیت کے مالک تھے۔

انہوں نے اپنے مکتبِ فکر میں جماعت کی اہمیت کو اجاگر کیا اور انہیں ایک سنہری لڑی میں پرو دیا، تاحیات انہوں نے افراد سازی پر خوب زور دیا۔

آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ساتھ وفا کرنے والے تھے، انہوں نے مرکزیہ کی جنوبی پنجاب میں تنظیم سازی میں تاریخی کردار ادا کیا، اور اپنی زندگی میں مرکزیہ کے چند معروف امراء وناظمین کے عہد میں خدمتِ دین کی توفیق پائی۔ موصوف گرامی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے:

چھپے تھے تجھ میں وہ جوہرائے مایۂ خوبی
ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا تھا

حضرت قاری صاحب کی سیرت میں خلق نبوی ﷺ کے جواہر نظر آتے تھے، آپ ہمیشہ عفوودرگزر سے کام لیتے، غریبوں اور مفلسوں پر شفقت فرماتے اور ان کی خفیہ امداد فرماتے، جنھوں نے آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور ایذائیں پہنچائیں، حالات بہتر ہونے پر ان کے ساتھ اچھا سلوک فرمایا، آپ بہت ہی ملنسار، شفیق، محبت کرنے والے انسان تھے۔

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ قول وفعل، علم وحکمت میں اسلاف کا بہترین نمونہ تھے، آپ علم وحکمت کو مومن کی متاعِ گم گشتہ خیال کرتے تھے اور عمروں کے تفاوت کے باوجود ہر اہل علم وذوق کی نہ صرف قدردانی وحوصلہ افزائی کرتے بلکہ ہر باذوق کے ساتھ علم وعرفان share بھی کرتے۔

ایسی عظیم المرتبت شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔

میر تقی میر نے کہا:

مت سہل ہمیں سمجھو، پھرتا ہے فلک برسوں میں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

فلاحِ معاشرہ کے حوالے سے انہوں نے افکارِ تازہ کے وسیلے سے جہانِ تازہ کی نمود پر اصرار کیا۔ انہوں نے حریتِ فکر اور جرأتِ اظہار کے جذبات کو بروئے کار لانے پر زور دیا۔

وہ اختلافِ رائے کو برداشت کرنے کا سلیقہ بھی جانتے تھے اور مروج معائر سے اختلاف کرنے کا بھی حوصلہ رکھتے تھے، وہ اپنے معاصرین میں ممتاز مقام کی حامل شخصیت تھے، وہ ایسا چمکتا سورج تھے کہ تمام ستارے ان کی روشنی کے سامنے ماند پڑ گئے۔ علوم وفنون کے لولوولالہ سے ان کا دامن ایسا مزین تھا کہ زمانے کو جب، جیسی اور جہاں ضرورت پڑے، قاری عبدالوکیل صدیقی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل المشکلات بن کر سامنے آجائیں، لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اسلام کا دامن اس سوال کے جواب سے خالی ہے اور حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسنت کے دفاع کا مورچہ اس انداز سے سنبھالا کہ فخرِ اہل حدیث اور بطلِ حریت کہلائے۔

انہوں نے ۴۰ سالہ مدت میں تعلیم وتعلم کوفروغ دیا، ہرعلم اورفن کو زرخیز بنایا، سیاسی تحریکات کا مقابلہ کیا، سماجی تنظیم قائم کی، معاشی فروغ کااصول دیا، باعزت زندگی گزارنے کا گُر بخشا، مصائب سے الجھ کر مسکرانے کا ہنر دیا اور اپنے بعد چراغِ فکر وعلم کی لو مدہم نہ ہونے پائے، اس کے لیے تلامذہ کی مضبوط جماعت قوم کے حوالے کی۔

بطلِ حریت کے لیے افکارِ قرآن وحدیث کی رفاقت، ان کی حیات کی تابندگی وشگفتگی کے لیے شبنم کے چھینٹے ثابت ہوئے، وہ کھلے تو کھلتے چلے گئے، پھیلے تو پھیلتے چلے گئے، مہکے تو مہکتے چلے گئے:

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر میں لیے پھرتی ، پیغام صبا تیرا

قاری صاحب مرحوم ومغفور کی ذاتِ گرامی تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے، آپ کے سانحہ ارتحال سے عالم اسلام کو شدید ترین نقصان اٹھانا پڑا ہے اور یہ نقصان موت العالم موت العالم کا مصداق ہے۔ اب آئندہ سطور میں ان کا تذکرہ وسوانح اور آثار وافکار اختصار سے بیان کیے جاتے ہیں۔

ا۔ ابتدائی خاندانی حالات

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ متمول گھرانے کے خوب صورت، دراز قد، جاذبِ نظر، ذہین وہوشیار فرد تھے۔ آپ کا آبائی اور خاندانی تعلق ضلع ایبٹ آباد کی تحصیل ہری پور ہزارہ کے ساتھ تھا۔ آپ کا گھرانہ ان خوش قسمت خاندانوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت ومحبوبیت سے نوازا تھا۔ یہ خاندان پچھلی دو صدیوں سے ہری پور میں رہائش پذیر ہے۔ اس خاندان کی بنیاد کچھ ایسے صدق و اخلاص پر پڑی کہ یکے بعد دیگرے نسل در نسل اس خاندان میں علماء، اہل کمال تاجر، مقبولین اور اللہ والے لوگ پیدا ہوئے۔ ہری پوری ہزارہ اور اس کے گرد ونواح میں اس خاندان کو دینی، سیاسی اور سماجی لحاظ سے مکمل برتری حاصل ہے۔

یہ خاندان صدیوں سے تجارت پیشہ ہے، ان کا کاروبار بمبئی، کراچی، مدراس اور کلکتہ تک پھیلا ہوا تھا۔ صدقہ وخیرات، خدمت خلق اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اس خاندان کے تمام لوگ کاروباری معاملات میں دیگر لوگوں کی نسبت اچھا نمونہ رکھنے والے تھے۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے دادا کا نام بہادر شیر تھا، جو ان کے والد مرحوم کے بچپن کے دنوں میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ جب کہ آپ کے پڑدادا کا نام محمد علی تھا۔ قاری صاحب کے والد ملک حاجی فضل الرحمٰن مرحوم اپنے شہر کے معروف تاجر تھے۔

۱.۱ پیدائش

قاری صاحب رحمہ اللہ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے، والد نے نام عبدالوکیل رکھا۔ آپ قرآن کے حافظ اور قاری تھے، اس لیے قاری اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت کی وجہ سے نام کے ساتھ صدیقی لکھتے یوں آپ کا پورا نام قاری عبدالوکیل صدیقی معروف ہوا۔

۱.۲ نسبت صدیقی

قاری صاحب چوہان فیملی سے تعلق رکھتے تھے، جو ملک کہلاتے ہیں۔ اس برادری کے لوگ اپنے نام کے ساتھ ''ملک'' کا سابقہ استعمال کرتے ہیں اور اپنے علاقے میں نہایت ہی قابل احترام اور معتبر سمجھے جاتے ہیں لیکن ہمارے محسن ومربی حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے اپنے نام کے ساتھ خاندانی تعارفی نسبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوڑنے کی بجائے اپنے لیے ''صدیقی'' کا لقب پسند کیا، جس کی ایک معقول وجہ کاروانِ توحید کے سالار محترم میاں محمد جمیل حفظہ اللہ اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

''قاری صاحب نے قرآنِ مجید کا زیادہ حصہ ہری پور میں حفظ کرنے کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا۔ حفظ اور تجوید مکمل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے سندِ فراغت حاصل کی۔ یہ وہ مدرسہ ہے، جہاں سے بڑے بڑے عالم فارغ ہوئے۔ ان میں سرِفہرست شہید ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی ہیں۔ الحمدللہ راقم نے بھی اسی جامعہ سے سندِ فراغت حاصل کی ہے۔ فراغت کے دوران ہی قاری صاحب نے اپنے لیے ''صدیقی'' کا لقب پسند فرمایا، جس کا محرک یہ تھا کہ جامعہ اسلامیہ میں طلباء کے درمیان ایک علمی مذاکرہ ہوا، جس میں ایک طالب علم نے شیعہ کے دلائل پیش کرتے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کی، دوسری طرف سے قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں دلائل پیش فرمائے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات اور قاری صاحب کے انداز گفتگو سے متاثر ہوکر طلباء نے انہیں ''صدیقی'' کہنا شروع کر دیا۔ موصوف کو یہ لقب اس قدر پسند آیا کہ انہوں نے اسے اپنے نام کا جز ٹھہرالیا۔ آج دنیا انہیں قاری عبدالوکیل صدیقی ثم خان پوری کے نام سے یاد کرتی ہے اور کرتی رہے گی''۔

۱.۳ شخصیت

آئندہ صفحات میں ہم قارئین کرام کو حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے حالات وکوائف خاندانی پس منظر، تبلیغی، تنظیمی، جماعتی، تصنیفی، تالیفی اور علمی خدمات سے آگاہ کریں گے، لیکن سب سے پہلے مولانا کی شخصیت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ دراز قد وقامت، چہرہ بشرہ میں وجاہت، سفید وسرخ رنگت، کشادہ سینہ، گفتگو میں روانت، زبان میں حلاوت، حجازی کرتہ میں ملبوس، سر پر عربیوں جیسا رومال، آنکھوں پر نظر کا چشمہ، رعب دار آواز، سپاہیانہ جلال اور درویشانہ جمال کا خوبصورت امتزاج کہ نوجوانوں کو رشک آتا اور بڑے بوڑھے عقیدت میں گندھے رہتے .... ہردلعزیز قائد، ہردم فعال، ہرآن متحرک، ہرلحہ جہان تازہ کی تلاش۔ بقول شاعر:

؎ ہر لحظہ نیا طور ، نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

اخلاقیات کے اعلیٰ اقدار سے کمٹمنٹ، مثالی کردار سے مزین اور تکلفات سے پاک زندگی گزارنے والے، شرافت اور اخلاق، حلم وبردباری، سیاسی تدبر اور معاملہ فہمی سے آشنا، صلح جوئی اور باہمی احترام اور برداشت کے اعلیٰ نمونہ، بے باکانہ اندازِ گفتگو، علمی استطاعت اور قلمی وجاہت سے منفرد اسلوب تحریر کے مالک، حق کی نشر واشاعت کا لاثانی جذبہ اور بھٹکے ہوئے مسلمانوں کی سرخروئی کی آرزو سے بہرہ مند پاک باز، پاک طینت، سراپا خلوص شخصیت، حق وصداقت کی نشانی، ممتاز خطیب، سفیر اسلام، مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کے سینئر نائب امیر، جامعہ محمدیہ اہلِ حدیث خان پور کے بانی ومہتمم .... یہ تھے فضیلۃ الشیخ علامہ مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ!

؎ رنگ وخوشبو کے، حسن وخوبی کے
تم سے تھے، جتنے استعارے تھے

۱.۴ والد مکرم ملک حاجی فضل الرحمٰن مرحوم ومغفور

حضرت قاری صاحب کے والد محترم ملک حاجی فضل الرحمن بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، شرافت، اخلاق، سادگی اور عصمت نظر کا پیکر تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے محترم بزرگ ملک محمد الیاس صاحب کے بقول:

''موصوف ایک دین دار اور اصول پسند شخص تھے جن میں اپنا ایک دبدبہ تھا۔ وہ شہر میں ایک امانتدار اور دیانتدار تاجر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اپنے حلقہ احباب اور برادری میں ایک صلح جو اور منصف مزاج انسان کے طور پر مشہور تھے۔ ہر کوئی ان کی بات کا وزن سمجھتا، اسی طرح ان کی شخصیت بہت سارے گروہی اختلافات کو ختم اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں مدومعاون بنتی۔ آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴ء کو وفات پائی۔ اللھم اغفرلہ وارفع درجتہ فی المھدیین۔

۱.۵ والدہ ماجدہ

قاری صاحب کی والدہ ماجدہ ایک ملنسار اور خاموش طبع گھریلو خاتون تھیں، لیکن ان کے اردگرد قرب وجوار کی خواتین اور بچیوں کا ایک مجمع لگا رہتا تھا، جہاں سے وہ قرآنی اور عصری تعلیم کے علاوہ گھر گھرہستی اور دستکاریوں کی تربیت حاصل کرتی تھیں۔ اسی وجہ سے ان تمام خواتین اور ان کے گھرانوں میں خصوصاً اور علاقہ بھر میں عموماً ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی تربیت اسی ماحول میں ہوئی، اس نیک سیرت خاتون کی ۱۹۷۴ء میں وفات ہوئی۔

۱.۶ ہری پور، ہزارہ کی تاریخی حیثیت

قاری صاحب کے برادر حقیقی جناب ملک حاجی الیاس صاحب حفظہ اللہ سے میری ملاقات ۷ مارچ ۲۰۱۳ء کو قاری صاحب کے غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور میں ہوئی۔ ان سے قربت کے لمحات کو قیمتی جان کر میں نے صدیقی صاحب مرحوم کے ابتدائی خاندانی حالات و واقعات معلوم کرنے کے لیے ان سے تفصیلی انٹرویو کیا۔ جس میں انہوں نے اپنے خاندان کی تاریخی حیثیت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا:

''ہری سنگھ نلوہ نے ۱۸۱۸ء کو ہری پور شہر کی بنیاد رکھی، تھوڑے ہی عرصہ بعد ہمارا خاندان حویلیاں کے نواح رجوعیہ سے ترک سکونت کر کے اس نئے شہر میں آباد ہوگیا۔ شہر اور اس کے گردونواح میں زیادہ آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی اور مسلمان معاشی طور پر ان کے دست نگر تھے''۔

۱.۷ قاری صاحب کے خاندان کی دینی خدمات

ہری پور ہزارہ ہمیشہ سے علمائے سلف، اہل حدیث شیوخ کا مرکز رہا ہے۔ اس علاقے کی تاریخ میں جو سب سے پہلی مسجد آباد ہوئی، اس کی تعمیر قاری صاحب کے خاندان کے بزرگوں نے کی۔ یہاں جماعت اہل حدیث کی تنظیم نو غزنوی خاندان کے مورث اعلیٰ السید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے پڑدادا محمد علی مرحوم کی کوششوں سے معرض وجود میں آئی۔ انہوں نے یہاں جامع مسجد توحید اہل حدیث اور ''مدرسہ احیاء الحدیث'' کا حجراساسی رکھا۔ غزنوی خاندان کے اکابر جامع مسجد اہل حدیث ہری پور ہزارہ میں ایک طویل عرصہ تک درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ شہرہ آفاق مصنف ڈاکٹر خالد غزنوی مرحوم کا بچپن ہری پور ہزارہ میں گزرا۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا خاندان برصغیر ہند کے مشہور غزنوی خاندان کی علمی و اصلاحی نسبتوں کا امین کہلاتا ہے۔ قاری صاحب کے برادر گرامی ملک محمد الیاس صاحب اپنے خاندان کی دینی خدمات کو ان سطور میں بیان کرتے ہیں:

''ہمارے آباؤ واجداد کیوں کہ تجارت سے وابستہ تھے، اس لیے ان کے معاشی حالات عام مسلمان سے قدرے بہتر تھے اور اپنے دین سے ان کی وابستگی بھی مستحکم تھی۔ انہوں نے دین اسلام سے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہرے روحانی نشوونما کے لیے ایک موزوں قطعہ اراضی پر ایک مسجد اور مدرسہ کی بنیاد رکھی، جو جلد ہی پورے علاقے کے مسلمانوں کے لیے تقویت کا باعث بنی اور اشاعت توحید و سنت کے لیے ایک مرکز کی حیثیت اختیار کر گئی اور پہلی جامع مسجد کہلائی اور دس دس کوس دور کے مسلمان ادائیگی نمازِ جمعہ کے لیے اس مسجد میں تشریف لانے لگے۔

جو شہدائے بالاکوٹ کے قافلوں کے لیے مسکن اور افغانستان سے آنے والے اہل توحید غزنوی خاندان کے لیے ایک مرکز کی حیثیت اختیار کر گئی اور ہمارے خاندان کو ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ مسجد میں تبلیغی پروگرام تسلسل کے ساتھ منعقد ہوا کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ان میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ سالانہ کانفرنس باقاعدگی سے منعقد ہوتی تھی۔ مولانا محمد داوٗد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ، مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، مولانا علی محمد صمصام رحمہ اللہ، مولانا عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ، مولانا محمد اسماعیل ذبیح رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ مظفر گڑھی رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر جید علمائے کرام اس کانفرنس میں شرکت کیا کرتے تھے۔ یہ تھا وہ ماحول جس کے دوران ۱۹۵۵ء میں قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی پیدائش ہوئی''۔

قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم کے جن علماء کرام سے گہرے مراسم تھے۔ ان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سابق ناظم اعلیٰ محترم میاں محمد جمیل حفظہ اللہ کنوینئر تحریک دعوت توحید پاکستان کا نام سرفہرست آتا ہے۔ آپ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے نہایت قریبی ساتھی سمجھے جاتے تھے، بلکہ مرحوم نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ جماعت و تنظیم کی دیگر ممتاز علمی شخصیات کے ساتھ ساتھ محترم میاں محمد جمیل حفظہ اللہ اور محقق العصر علامہ مولانا ارشادالحق الاثری حفظہ اللہ کا ہمیشہ انتہائی ادب واحترام کرنا، کیوں کہ یہ حضرات ان کے دیرینہ ساتھی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قاری صاحب کے خاندان کی دینی و علمی خدمات کے متعلق یہ دونوں عالی قدر حضرات زیادہ واقف ہیں۔ اس لیے قاری صاحب کے خاندان کی دینی خدمات کو بیان کرنے کے لیے ہم میاں صاحب کی تحریر سے چند باتیں مستعار لیتے ہیں۔

محترم میاں صاحب رقم طراز ہیں:

''دینی لحاظ سے اس خاندان کا تعلق سیدین شہیدین رحمہم اللہ کے قافلے کے ساتھ تھا۔ کیوں کہ ہری پور سے پندرہ بیس کلومیٹر کے فاصلے پر کچھ مقامات ہیں، جہاں مجاہدین کے قافلے پڑاوٗ ڈالا کرتے تھے۔ مجھے ہری پور کی ایک معتبر شخصیت نے قاری صاحب کے خاندان کی تاریخ سے آگاہ کرتے ہوئے بتلایا کہ اس برادری کا غزنوی خاندان کے ساتھ بڑا پرانا اور گہرا تعلق ہے۔ یاد رہے کہ ہری پور کے پرانے اہل حدیث غزنوی حضرات کو صاحبزادوں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ان صاحبزادوں میں ایک بزرگ لاہور کے مشہور ڈاکٹر خالد غزنوی رحمہ اللہ ہیں، جنھوں نے طب نبوی ﷺ اور موجودہ میڈیکل سائنس پر چھ سات کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے نانا جی طویل عرصہ تک ہری پور کی جامع مسجد اہل حدیث کے خطیب رہے ہیں۔ اس مسجد کو اب تک ہزارہ ڈویژن میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ پہلے دن سے اس مسجد کی نگرانی اور تولیت کا اعزاز ہمارے عظیم بھائی کے خاندان کو حاصل ہے۔ ماضی قدیم میں یہ مسجد علاقہ کی پہلی جامع مسجد ہوا کرتی تھی۔ جس میں جمعہ پڑھنے کے لیے لوگ پہاڑی علاقے کا دور دراز کا سفر کر کے آیا کرتے تھے اور اسی مسجد سے وابستہ نوجوان ہری پور کے مین بازار میں ایک کانفرنس کا اہتمام کرتے ہیں، جو صوبہ خیبر پختونخواہ کی سب سے بڑی کانفرنس ہوتی ہے۔ اس کی انتظامی کمیٹی کے سربراہ برادرم مصطفیٰ چوہان، حضرت صدیقی صاحب مرحوم کے قریبی رشتہ دار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں''۔

۱.۸ خاندان کا سیاسی وسماجی تعارف

قاری صاحب کا خاندان دینی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی اور سماجی شہرت بھی رکھتا ہے، آپ کے پڑدادا محمد علی، دادا بہادر شیر اور والد ملک حاجی فضل الرحمٰن رحمہ اللہ نے اپنے اپنے زمانے میں علاقہ کے لوگوں کی جہاں دینی تربیت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، وہاں فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور عوام کی خدمت کی۔ انہوں نے یہ عزم کیا تھا کہ پسماندگی، بے چارگی اور غربت کے خلاف نہایت عزمِ راسخ اور والہانہ جوش وخروش اور ایک جاندار سوچ کے ساتھ ان کے معاشی حالات بہتر کرنے کیلئے عملی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

قاری صاحب کے بزرگوں کے دل میں اپنے علاقہ سمیت پورے صوبے کے لوگوں کی ہر ممکن مدد اور خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، ان کی ہمیشہ کوشش رہی کہ ہر طرف رواداری اور مساوات ہو۔ ہر شخص کو بنیادی اور جائز حقوق میسر ہوں۔ وہ ہمیشہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قیام امن، قومی وعلاقائی بھائی چارے اور عوام کی فلاح وبہبود پر زور دیتے رہے۔

اپنے عظیم اسلاف سے نسبت کی وجہ سے ہمارے ممدوح قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے خوبصورت قلب میں بھی دینی وسماجی خدمت کا ولولہ اور شوق تھا۔ قاری صاحب کے برادر گرامی جناب حاجی ملک محمد الیاس، جناب ملک محمد اقبال (سابق ناظم)، جناب ملک عبدالقیوم شوکت اور جناب ملک عبدالغفار اور دیگر قریب ترین عزیز جناب ملک مسعودالرحمٰن اور جناب ملک ناصر اقبال چوہان علاقائی، سیاسی اور سماجی سطح پر ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ صوبہ میں امن وامان اور مختلف قومیتوں کے درمیان اسلامی اخوت کی بنیاد پر روابط استوار کرنے اور صوبے کی روایتی پسماندگی کے خاتمے کے لیے کوشاں ہیں۔

قاری صاحب کے خاندان کی سیاسی اور سماجی خدمات کے متعلق میرے انتہائی واجب الاحترام بزرگ محترم میاں محمد جمیل صاحب حفظہ اللہ کی رائے کچھ یوں ہے:

''اس خاندان کے اثر ورسوخ کا اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ ہری پور کی پرانی آبادی میں بڑی برادریوں میں ایک بڑی برادری، ملک برادری ہے، جن کی رہائش شہر کے وسیع علاقے کا احاطہ کرتی ہے اور ان کا محلّہ ''ملک پورہ'' کے نام سے مشہور ہے، جو شہر کے وسط میں واقع ہے، ملک میں جب سے بلدیاتی الیکشن کا آغاز ہوا ہے، اس وقت سے اس برادری کا اپنا بلدیاتی کونسلر ہوتا ہے اور قاری صاحب مرحوم کے دوسرے بڑے بھائی ملک اقبال صاحب، جو جماعت اسلامی ضلع ہری پور کے دو دفعہ امیر منتخب ہوئے، وہ بلدیاتی نظام میں یونین کونسل کے ناظم ہونے کی حیثیت سے خدمات بھی سرانجام دیتے رہے ہیں۔

اس خاندان نے دیگر سماجی کام کرنے کے ساتھ عوامی خدمت کے لیے دو منزلوں پر مشتمل ایک وسیع ہال بھی تعمیر کر رکھا ہے، جس کی سروس لوگوں کو فری مہیا کی جاتی ہے۔ سماجی اثر ورسوخ اس قدر وسیع ہے کہ قاری صاحب مرحوم کے جنازے پر آنے والے حضرات کے لیے برادری کے لوگوں نے از خود کئی مقامات خالی کر دیے اور انتظامیہ نے ریسٹ ہاؤس کی چابی قاری صاحب کے سب سے بڑے بھائی ملک حاجی الیاس صاحب کے حوالے کی، تاکہ معزز مہمانوں کو ٹھہرایا جا سکے۔

بندہ ناچیز جنازے کے اگلے دن بھی وہاں ٹھہرا رہا، میں نے دیکھا کہ سابق وزیر خارجہ گوہر ایوب خان، سابق وزیر اعلیٰ صابر شاہ اور کئی وزیر، سیاسی راہنما اور مذہبی پیشوا تعزیت کے لیے تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے۔ جن کے ملنے، بیٹھنے اور گفتگو کا انداز بتلاتا تھا کہ مرحوم کے خاندان کے ساتھ ان کے رسمی نہیں بلکہ ذاتی نوعیت کے تعلقات ہیں''۔

۲۔ دینی تعلیم وتربیت کے مختلف مراحل

قاری صاحب رحمہ اللہ ابھی بچپن میں تھے کہ ان کی قوتِ ادراک نے والدین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔انہوں نے اپنی عمر کے آٹھ سال کا عرصہ ہری پور ہزارہ کی جامع مسجد میں اپنے والد بزرگوار ملک حاجی فضل الرحمٰن مرحوم کی زیرتربیت نورانی ماحول میں گزارا۔اسی طرح آپ کی اوائل دینی تعلیم میں والدہ محترمہ کا پورا پورا ہاتھ ہے۔ قاری صاحب کوان کی شفقتیں، محبتیں اور ان سے ابتدائی تربیت کا شرف حاصل ہوا، اسی طرح ان کی نیک لوگوں اور اولیاء اللہ کی خدمت ومحبت اور عقیدت قلب میں جاگزیں ہوگئی۔ گویا کہ آپ کی ذات اس شعر کا صحیح مصداق تھی۔

اتانی هوا ها قبل ان اعرف الهوی
فصادف قلباً فارغاً فتمكنا

۲.۱- مولانا عبداللہ رحمہ اللہ اور جناب عتیق الرحمٰن صدیقی ﷾ کے دامنِ تربیت میں!

قاری صاحب کی ابتدائی دینی تعلیم وتربیت کے تمام تر مراحل ان کے بزرگوں کی قائم کردہ جامع مسجد التوحید ومدرسہ ''احیاء الحدیث'' میں تین شفیق اساتذہ کرام مولانا عبداللہ صاحب مرحوم، قاری جمیل الرحمٰن صاحب مرحوم اور جناب عتیق الرحمٰن صدیقی حفظہ اللہ کی سرپرستی میسر آئی۔اس کے متعلق ہم ایک مرتبہ پھر قاری صاحب کے برادر اکبر مکرم ملک حاجی محمد الیاس صاحب حفظہ اللہ کی معلومات کا سہارا لیتے ہیں، لکھتے ہیں:

''قاری صاحب .... والدین کے دُلارے، نانا نانی کے لاڈلے اور بھائیوں کے پیارے تھے، ہر کوئی بساط کے مطابق ان کو توجہ دیتا اور ان کا پورا پورا خیال رکھتا۔ وہ بھی کلکاریاں مارتے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے، جلد ہی ہمارے ساتھ مسجد جانے لگے۔ جہاں ان کے استاد مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تھے۔ چار سال کی عمر میں انہیں سکول میں داخل کردیا گیا۔ جہاں انہیں ایک مشفق استاد عتیق الرحمٰن صدیقی صاحب کی سرپرستی حاصل ہوگئی۔صدیقی صاحب ایک دیندار اور توحید پرست استاد ہیں۔ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے شاگردوں کی ذہن سازی اور کردار سازی پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ دین داری اور توحید پرستی ہمارے اور ان کے درمیان قریبی تعلقات کی بنیاد بنی۔ ہم سب بھائی اور خاص طور پر قاری صاحب رحمہ اللہ ان کا ذکر ہمیشہ ادب واحترام سے کیا کرتے تھے اور اسی طرح جناب عتیق الرحمٰن صدیقی صاحب بھی ہمیں ہمیشہ اپنی شفقت اور دعاؤں سے نوازتے رہتے ہیں۔

مولانا عبداللہ صاحب اور عتیق الرحمٰن صدیقی صاحب کی تعلیم وتربیت سے قاری صاحب اپنے ساتھی بچوں سے بہت مختلف تھے، وہ کھیل کود میں بہت کم دلچسپی لیتے تھے اور اپنی زیادہ توجہ قرآنی تعلیمات کی طرف دیتے تھے۔انہوں نے ناظرہ قرآن کی تکمیل کے بعد حفظ قرآن کی طرف بطورِ خاص توجہ دی۔ یہاں ان کے استاد قاری جمیل الرحمٰن صاحب تھے، جو ایک لمبا عرصہ سعودی عرب میں مقیم رہے اور چند سال پیشتر طواف کعبہ کے بعد صفا ومروہ کی سعی کے دوران حرکتِ قلب کے بند ہونے سے اپنے خالق حقیقی سے جاملے''۔

۲.۲- اوائل عمر میں تبلیغ کا شوق

قاری صاحب قدرت سے حساس دل اور اخاذ دماغ لے کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئے، گھریلو دینی تربیت کی بناء پر بچپن ہی سے طبیعت دینی تعلیمات کی تبلیغ کی طرف مائل اور جدوجہد کی عادی ہوگئی۔ قاری صاحب رحمہ اللہ کے بھائی ملک محمد الیاس صاحب حفظہ اللہ نے خاکسار کو اپنے انٹرویو میں بتایا کہ:

’’قاری صاحب کا بچپن تبلیغی قسم کا تھا، وہ اپنے ہم عمر طلباء کے ساتھ کھیل کود کی بجائے زیادہ وقت قرآن مجید کی تلاوت اور مسجد کی صفائی میں گزارتے۔ وہ علمائے کرام کی تقاریر سن کر یاد کر لیتے اور انہیں دہراتے رہتے‘‘۔

قاری صاحب اپنے گھر میں خود ایک اسٹیج بناتے، لکڑی کی کھونٹی اور چائے کے چمچے سے لاؤڈ اسپیکر تیار کرتے، پھر اسے دیوار یا چارپائی میں پھنسا دیتے، خطبہ مسنونہ ادا کرنے کے بعد تقریر شروع کر دیتے، یہ تھا وہ کھیل جو بچوں کے کھیلوں سے الگ تھلگ.........قاری صاحب کا کھیل تھا۔

پہلے پہل ان کا کوئی سامع نہیں ہوتا تھا، لیکن آہستہ آہستہ گھر کی خواتین اور وہ خواتین جو ہماری والدہ سے تربیت حاصل کرنے آتی تھیں، ان کی سامعین بن گئیں۔ اسی طرح قاری صاحب رحمہ اللہ اپنا شوق پورا کر لیا کرتے تھے۔ یہی شوق اوائل عمر ہی میں ان کو ایک اچھا مقرر بننے میں ممد ومعاون ثابت ہوا اور عمر کے آخر تک قائم ودائم رہا۔

www.KitaboSunnat.com

ان تمام مشاغل کے ساتھ جب وہ ساتویں جماعت میں پہنچے، تو انہوں نے اپنی دینی تعلیم کی اگلی منزل کے حصول کے لیے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ جانے کی ضد شروع کر دی۔ ضد میں اس لیے کہوں گا کہ گھر کا کوئی فرد بھی اس کے لیے راضی نہیں تھا۔ سب یہی چاہتے تھے کہ اب وہ اپنی دنیاوی تعلیم کی طرف توجہ دیں اور دوسرے بھائیوں کی طرح سکول کی تعلیم مکمل کر کے کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کریں، لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے اور چپکے سے گوجرانوالہ آ گئے، ان کے پیچھے ہمارے چچا آئے اور ان کو واپس لے گئے، لیکن ان کا شوق اس طرح سر چڑھ کر بول رہا تھا کہ سب کو ہار ماننا پڑی، انہیں نہ صرف اجازت مل گئی، بلکہ باضابطہ طور پر خاندان کے بزرگ ہمارے نانا جی (حاجی محمد یوسف مرحوم) انہیں گوجرانوالہ چھوڑ گئے۔ انہی دنوں میں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لے لیا اور مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ میں ان کی خبر گیری کرتا رہوں‘‘۔

قاری صاحب کے ہم عمر ان کے کزن جناب ملک مسعود الرحمان آف کراچی سے میری ملاقات قاری صاحب کے غائبانہ نماز جنازہ (۷ مارچ ۲۰۱۳ء) کے موقع پر مرکز اہل حدیث خان پور میں ہوئی۔ انہوں نے خاک سار کی درخواست پر قاری صاحب کی اوائل عمر کے دینی شوق سے پردہ اٹھاتے ہوئے بتایا کہ:

’’ہم دونوں اکٹھے پڑھتے رہے، ہماری دوستی مثالی تھی، ایک بات میں کوئی شک نہیں کہ قاری صاحب کو بچپن سے ہی جس کام سے دلچسپی تھی، تاحیات اسے فریضہ سمجھ کر نبھاتے رہے، وہ مشغلہ دین کی تبلیغ واشاعت کا تھا۔

.........تقریریں کرنا، نماز کی پابندی، دین کی باتیں سیکھ کر آگے پھیلانا.........ان کا یہ بالکل اوائل عمر سے ہی شوق تھا۔ قاری صاحب نو (۹) سال کی عمر میں ایک مبلغ کے روپ میں پھرتے تھے، سر پر رومال، ٹخنوں سے اوپر شلوار، سر پر درمیان سے مانگ نکالتے اور علماء کی وضع قطع بنا کر رکھتے، وہ اگر چاہتے تو بہت سے افراد اور خود اپنے خاندان کے متعدد نوجوانوں کی طرح بھرپور عشرت کی زندگی گزار سکتے تھے، لیکن ان کی روح اور قلب وجگر کی آواز یہ تھی کہ حقیقی زندگی یہ نہیں ہے.........

’’قاری صاحب اپنے دوستوں کو جمع کر کے انہیں باجماعت نماز ادا کرنے کی تلقین کرتے، عموماً وہ اپنے نانا جی حاجی محمد یوسف رحمہ اللہ کی چھڑی ہاتھ میں لے لیتے اور دودھ یا چائے میں استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والا بڑا اچھا اسپیکر کے طور پر دیوار کے ساتھ لٹکا دیتے، پھر قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور دین کی باتیں سناتے، کبھی ہم لکڑی کا مائیک بنا لیتے اور قاری صاحب کو بیان کرنے کے لیے کہتے"۔

قاری صاحب سے چھوٹے بھائی جناب ملک عبدالقیوم شوکت نے قاری صاحب کی ابتدائی دینی دلچسپیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ سنایا کہ: قاری صاحب کی عمر ۱۵ برس کی تھی اور وہ ہری پور سے پانچ کلومیٹر دور، ویرانہ نما ایک مقام (ڈھینڈہ) کو عبور کرکے مسجد میں نماز تراویح پڑھانے جایا کرتے تھے، وہ سائیکل پر جاتے اور رات گئے تراویح سے فارغ ہوکر واپس گھر آجاتے۔ حالانکہ اس علاقہ میں لوگ دن کو بھی جانے سے کتراتے تھے، کیوں کہ راستہ میں ویرانہ (جنگل) عبور کرنا پڑتا ہے، جو کئی لحاظ سے خطرناک تھا۔ قاری صاحب کو ختم قرآن کے موقع پر جو پیسے ملتے وہ ان پیسوں میں اپنی ذاتی جیب سے کچھ رقم ملا کر اسی مسجد کو ہی دے دیتے۔

قاری صاحب شروع سے ہی سادہ مزاج، نماز کے پابند اور بااخلاق شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے تمام زندگی پروقار طریقے سے گزاری، ہم نے کبھی ان کے منہ سے کوئی نامناسب لفظ یا جملہ نہیں سنا۔

دین کی خدمت کرنا قاری صاحب کی سرشت میں شامل تھا، اگر کسی نے دین اور تبلیغ کی حکمت اور اس کے تقاضے جاننے ہیں تو وہ قاری صاحب کی حیات کا مطالعہ کرے"۔

قاری صاحب کی دین سے اس درجہ گہری محبت اور تبلیغ کے شوق کو دیکھ کر ان کے والد ہمیشہ فخر کرتے، والدین کی تڑپ تھی کہ ان کا بیٹا دین کا محافظ اور مبلغ بنے، چنانچہ قاری صاحب کو اعلیٰ دینی تعلیم وتربیت کے لیے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں داخل کرادیا گیا۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قاری صاحب کا شوقِ علم انہیں جامعہ اسلامیہ کے علاوہ اور کون کون سی جامعات میں لے گیا اور ان جامعات کی حیثیت کیا ہے...... انہوں نے وہاں کس کس صاحب علم سے حدیث یا فقہ کی کون کون سی کتاب پڑھی۔ سب سے پہلے آپ کو لے چلتے ہیں، جامعہ اسلامیہ میں، جو قاری صاحب کی دینی تعلیم کی پہلی درسگاہ ہے۔

۲.۳- جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

جامعہ اسلامیہ کا شمار ملک کے ایسے گنے چنے اداروں میں ہوتا ہے، جس نے امت کو مفسرِ قرآن، شیوخ الحدیث، مفتیان کرام اور صحیح اسلام پر عمل پیرا رجال کار عطا کیے۔ یہ ہمارے ممدوح محترم حضرت قاری صاحب کی مادرِ علمی ہے، جہاں انہوں نے حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ سے صرف، نحو، منطق وفلسفہ، بخاری شریف مکمل اور تفسیر قرآن پڑھی، مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی سے صحیح مسلم، علومِ فارسی اور مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ سے مشکوٰۃ، نسائی اور موطا امام مالک سبقاً پڑھی۔ اسی طرح شیخ الحدیث مولانا محمد الیاس اثری حفظہ اللہ سے ابوداؤد، ترمذی اور دیگر کتب حدیث کی تحصیل کی۔

قاری قمرالدین رحمہ اللہ اس جامعہ میں طلاب علم کو قرأت کی تعلیم سے آراستہ کرتے تھے۔ قاری صاحب نے ان کی خدمت میں حاضر ہوکر قرأت کے تمام علوم سیکھے۔

۲.۴- جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ اہل حدیث کی قدیم وعظیم دانش گاہ ہے، جس سے ہزاروں فارغ التحصیل علماء اندرون و بیرون ملک دینی، علمی، صحافتی اور سیاسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے اس درس گاہ میں شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب سے علوم عقلیہ اور عربی ادب میں خصوصی استفادہ کیا، حضرت حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ سے بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومسلم دوبارہ پڑھی اور علوم الحدیث میں خاص مہارت حاصل کی۔ اسی طرح شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ سے قرآن مجید کے تفسیری علوم وفنون درساً پڑھے۔

۲.۵- دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

مولانا غلام اللہ خان اس صدی کے عظیم مفسر قرآن تھے، انہوں نے راولپنڈی کے راجہ بازار میں ۱۹۳۸ء کے پس وپیش "تعلیم القرآن" کے نام سے ایک دارالعلوم قائم کیا، اس کا سنگ بنیاد معروف مبلغ توحید مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ (واں بھچراں) نے رکھا، دارالعلوم کسی زمانے میں جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے اکابر کا مرکز رہا۔

مولانا غلام اللہ خان ہرسال رجب، شعبان، رمضان میں اپنے شیخ مرحوم حسین علی رحمہ اللہ کے طرز پر قرآن کی تفسیر پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کے درس میں اندرون ملک اور بیرون ملک طلباء وعلماء شرکت تھے۔ ایک ہزار کے لگ بھگ جم غفیر ہوتا۔ آپ کے تلامذہ مشرق بعید، براعظم ایشیاء، افریقہ، بنگال، برما، افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک میں کام کررہے ہیں۔

حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ فہم قرآن کے موضوع پر حضرت شیخ القرآن غلام اللہ خان کے چشمہ علمی سے فیض یاب ہوئے۔ انہوں نے دورۂ تفسیر قرآن کے دوران ان سے توحید کے موضوع پر علمی رموز سمیٹے اور تفسیری فوائد ونکات کو قلمبند بھی کیا، یہی وجہ تھی کہ اوائل تعلیم ہی میں ان کی گفتگو اور تقاریر میں قرآنی علوم دل ودماغ کے راستے زبان سے وارد و صادر ہونے لگے۔

اگرچہ بت ہیں، جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

۳- تذکرہ اساتذہ کرام

قاری صاحب بہت بڑے انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک زرخیز ذہن اور سادہ مگر پرشکوہ شخصیت سے نوازا تھا۔ انہوں نے جن اساتذہ کرام سے دینی علوم وفنون میں خصوصی اکتساب فیض کیا، ان کا تذکرہ کرنا بھی میرے فرائض میں شامل ہے۔ یہ قاری صاحب کے عظیم اساتذہ تھے، جن کی بدولت ان میں وسعتِ نظر، اسلوب فکر، علم آشنائی، قلم کی روانی وجولانی اوران کے ذوق ایثار اور درویشانہ بانکپن نے انہیں صحیح معنوں میں جامع الصفات بنادیا تھا۔

وہ اساتذہ کرام یہ ہیں۔

① شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ
② شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ
③ شیخ الحدیث مولانا عبداللہ رحمہ اللہ
④ شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان نوری پوری رحمہ اللہ
⑤ شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ
⑥ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ
⑦ شیخ الفقہ مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
⑧ شیخ القراء قاری قمرالدین رحمہ اللہ
⑨ شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ
⑩ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ

اب ان حضرات کے مختصر سوانحی حالات درج کیے جاتے ہیں۔

۳.۱- شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر قرآن، محدث، فقیہ، مجتہد، متکلم، فلسفی، مورخ، محقق،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی، فارسی اور اردو کے مایہ ناز ادیب، دانشور، فقیہی اور مدرس تھے، علوم اسلامیہ کے بحر ذخار، غیر معمولی ذہانت کے مالک انسان تھے، آپ دینی علوم کے دائرۃ المعارف تھے۔

پاکستان کے تقریباً سبھی علماء اہل حدیث بالواسطہ یا بلا واسطہ آپ ہی کے دائرہ تلمذ سے شرف یاب ہوئے، آپ کی تدریسی خدمات نصف صدی تک پھیلی ہوئی ہیں، حضرت حافظ صاحب کو پاکستان کے دینی مدارس کے علاوہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی، دارالسّلام عمرآباد مدراس، جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) میں بھی تدریسی خدمات پر معمور رہنے کا شرف حاصل ہوا، آپ کے تلامذہ کا شمار ممکن نہیں، جس طرح آپ نے خدمتِ حدیث میں کارہائے نمایاں انجام دیئے، اسی طرح تصنیف وتالیف میں بھی خوب مقام پیدا کیا۔

حضرت حافظ محدث گوندلوی رحمہ اللہ کی عربی، اردو تصانیف کی تعداد ۲۳ ہے، ۴ جون ۱۹۸۵ء بمطابق رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو علم کا یہ آفتاب آسمان کی بلندیوں سے ہوتا ہوا افق میں کہیں گم ہوگیا۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

۳۲۔ شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ

مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ کا تعلق صوبہ مدراس سے تھا، آپ ۱۹۲۶ء میں محمد اسماعیل کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ قرآن مجید کی قاریہ تھیں، مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ''دارالکتاب والسنہ'' صدر بازار دہلی میں مولانا عبدالستار صدری دہلوی رحمہ اللہ سے مروجہ نصاب کی کتابیں پڑھیں، اسی اثناء میں ملک تقسیم ہوگیا، ملک میں ہندو مسلم فسادات کی وجہ سے اپنے علاقہ مدراس نہ جاسکے، للہذا مدراس جانے کے بجائے لاہور آگئے، یہاں سے امیر المجاہدین صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے ہاں مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ چلے گئے، درس بخاری کا دوبارہ درس لینے کے لیے حضرت العلّام شیخ العرب والعجم استاذ العلماء حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے حلقہ تلمذ میں داخل ہوئے اور صحیح بخاری شریف کا دوبارہ درس لیا اور دیگر علوم میں بھی رسوخ پیدا کیا۔ اسی دوران جب جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کا اجراء ہوا، تو حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کو شیخ الحدیث مقرر کیا گیا۔ حضرت گوندلوی رحمہ اللہ نے مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کو اپنے پاس بطور مدرس رکھ لیا۔ بعد ازاں جب حضرت حافظ گوندلوی رحمہ اللہ کی خدمات جامعہ اسلامیہ فیصل آباد کے لیے لے لی گئیں، تو مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کو جامعہ اسلامیہ کا شیخ الحدیث مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی جامعہ اسلامیہ کے لیے وقف کر دی، دورانِ کار طلباء کیساتھ آپ کی شفقت ومحبت ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ صاحبِ افتاء عالم دین تھے، آپ کے فتاویٰ جات ''فتاویٰ برکاتیہ'' کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ ساری زندگی درس وتدریس سے وابستہ علم کا یہ مہتاب ۲۹ جولائی ۱۹۹۱ء کو گوجرانوالہ میں غروب ہوگیا۔

۳۳۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۰ء کو چک نمبر ۱۶ جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام میاں عبدالرحمٰن اور دادا کا نام حافظ میاں علم الدین تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں چک نمبر ۱۶ میں حاصل کی۔ اوائل تعلیم قرآن پاک اور ترجمہ بھی پڑھا۔ مڈل کا امتحان چک نمبر ۵۷ جنوبی تحصیل بھلوال کے مڈل سکول سے پاس کیا۔ ۱۹۳۴ء میں مولانا کے دادا جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ داخل کرا گئے۔ ۱۹۳۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل فرسٹ ڈویژن میں کیا۔ جامعہ محمدیہ میں بخاری شریف پڑھی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے لکھنؤ چلے گئے۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۲ء تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو سال کے عرصہ میں عربی فاضل کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس کے ساتھ دیگر علوم وفنون کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ آپ نے علوم دینیہ کی تعلیم حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث گوجرانوالہ، اہل حدیث کی قدیم و عظیم دینی درسگاہ ہے۔ جس سے ہزاروں فارغ التحصیل علماء ملک اور بیرون ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا مرحوم جامعہ کے عروج واقبال کے لئے جو نتیجہ خیز کوششیں بروئے کار لائے، وہ قابلِ صد تحسین ہیں۔ دینی مسائل کی تحقیق وتدقیق میں ان کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ مولانا مرحوم نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا اور انہوں نے جنرل ایوب خان، یحییٰ خان اور ضیاء الحق کے دور میں اسلامی اصلاحات کو رائج کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ مولانا مرحوم جامعہ محمدیہ، مرکزی درسگاہ کے بانی تھے۔ انہوں نے چالیس سال درس حدیث دیا۔ ان کے ہزاروں شاگرد تعلیم وتبلیغ دین میں مصروف ہیں۔ آپ کی دیانت وامانت مسلمہ ہے۔ جامعہ کے لاکھوں کے بجٹ میں پائی پائی کا حساب کیا جاتا ہے۔ مولانا مرحوم قناعت پسند اور خودداری کا پہاڑ تھے۔ آپ کے خطبہ جمعہ میں دینی مسائل کے ساتھ ساتھ ملکی حالات پر تبصرہ انتہائی مفید ہوتا تھا، حاضرین بڑے شوق سے سنتے تھے۔ مولانا کی زندگی علمائے کرام کے لئے مشعلِ راہ اور مثالی زندگی ہے۔

حضرت حافظ صاحب اس صدی کے وہ بزرگ تھے جو زہد وعبادت میں بھی منفرد حیثیت کے مالک تھے اور علم وعرفان میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ انہوں نے دینی، مسلکی اور جماعتی خدمات میں مرکزی کردار ادا کیا۔ آپ نے کم وبیش نوے (۹۰) برس عمر پائی۔ ۲۸ اپریل ۲۰۰۱ء، (۲۳ صفر ۱۴۲۲ھ) کی صبح کو ہفتے کے روز اس جہانِ فانی کو خیرباد کہا اور عالم جاودانی کی راہ لی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ جنۃ الفردوس۔ آمین۔

۳۴۔ شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ

حضرت شیخ الحدیث جماعت اہل حدیث کی ایک عہد ساز علمی شخصیت تھے، ٹھوس اور قیمتی مطالعہ آپ کا سرمایہ علم تھا۔ موصوف اپنے علم وفضل، زہدو ورع، اتباع سنت، شرافت ودیانت اور سادگی وخلوص میں اپنے ذی وقار اسلاف کا ایک کامل نمونہ تھے۔

حضرت شیخ الحدیث ایک بلند پایۂ مدرس تھے، آپ نے جامعہ محمدیہ (جی ٹی روڈ) میں بطور مدرس ایک طویل مدت تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کو گرفت میں لانا نہایت مشکل ہے، ان سے سینکڑوں علماء نے علوم الحدیث اور تفسیرِ قرآن میں بالخصوص استفادہ کیا۔

حافظ صاحب کی شخصیت کو ان کے حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو آپ نام ونمود سے پاک بالکل سادہ زندگی بسر کرتے رہے۔ تمام وقت پڑھنے، پڑھانے اور لکھنے لکھانے میں گزرا۔ عام جلسوں میں جانے سے گریزاں اور بڑے بڑے القاب سے نفور۔ آپ کی تصانیف کو علوم کے خزانے اور مسائل کے گنجینہ سے تعبیر کرنا چاہیے۔

۳۵۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ کا شمار جماعت اہل حدیث کی سرآمد روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ علومِ اسلامیہ کے بحرِ ذخار تھے۔ انہوں نے گوجرانوالہ کے اہل حدیث مدارس میں طویل مدت حدیث کی تدریس فرمائی۔

آپ ۱۷ مئی ۱۹۴۴ء بروز بدھ کو ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور کے ایک مقام باسوپنوں میں ملک عمر دین مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول چوہڑمنڈا سے حاصل کی۔ جامعہ اسلامیہ اہل حدیث گلشن آباد گوجرانوالہ سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے ادیب عربی، عالم عربی اور فاضل عربی کی ڈگریاں بھی حاصل کر رکھی تھیں۔ آپ کے قابل ذکر اساتذہ میں مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی، مولانا نذیر احمد (کھوکھر کی) کے اسماء شامل ہیں۔

۱۹۶۷ء میں جامعہ سے فراغت کے بعد بطور مدرس جامعہ اسلامیہ اہل حدیث گوجرانوالہ میں سلسلہ تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۹۰ء میں جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات گلشن آباد گوجرانوالہ میں ہی بطور شیخ الحدیث آپ کی سرپرستی لی گئی۔ اسی طرح جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث فاروق گنج گوجرانوالہ میں آپ کے خطباتِ جمعہ کا سلسلہ بڑے پروقار انداز میں جاری رہا۔ آپ فتویٰ نویسی میں ماہر تھے۔ مختلف موضوع پر آپ نے سینکڑوں فتوے لکھے۔ موصوف اعلیٰ درجے کے ادیب ودانشور کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ عرصہ کم وبیش ۲۵ برس ضلع گوجرانوالہ کی امن کمیٹی کے ممبر رہے۔ ۱۹۹۹ء میں انہیں سرکاری طور پر سندِ امتیاز سے نوازا گیا۔ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے آپ کو خصوصی ایوارڈ ''حسن کارکردگی'' عطا کیا۔

آپ تاحیات مرکزیہ کے وفادار رہے، صوبہ پنجاب میں مرکزیہ کے نائب ناظم اعلیٰ، ناظم اعلیٰ اور امیر کے طور پر ایک لمبی مدت خدمت دین کی توفیق پاتے رہے۔

۲۷۶۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ

مولانا غلام اللہ خان قرآن مجید کی تفسیر میں یکتائے روزگار تھے، آپ مقصدِ نزول قرآن و بعثتِ انبیاء یعنی توحید الٰہی کا مسئلہ، قرآن مجید کی تعلیمات سے ثابت فرماتے تھے۔ انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ سے علوم القرآن میں خصوصی استفادہ کیا۔ جامعہ اسلامیہ ڈھابیل ضلع سورت صوبہ بمبئی سے علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سے حدیث کے علوم وفنون پڑھے۔ یہ مدرسہ اس دور میں دارالعلوم دیوبند کی مثیل تھا۔ آپ کے رفقاء کا کہنا ہے کہ آپ نے خداداد صلاحیت و قابلیت کی وجہ سے اپنے اساتذہ کی نظر میں ممتاز مقام حاصل کرلیا۔

مولانا موصوف ۱۹۳۶ء یا ۱۹۳۷ء میں راولپنڈی کے ایک ہائی سکول کے استاد کی حیثیت سے وارد ہوئے، فارغ اوقات میں طلباء کو دین کا علم بھی پڑھاتے تھے۔ جامع مسجد ڈھیری حسن آباد، راولپنڈی میں خطیب رہے، چند ماہ میں آپ کے جوش خطابت نے راولپنڈی میں آپ کو مقبول ترین خطیب بنادیا۔

چنانچہ جامع مسجد پرانا قلعہ کی انتظامیہ نے آپ کو خطابت کی پیش کش کی۔ ۱۵ روپے مشاہرہ طے ہوا۔ آپ نے مشاہرہ ٹھکرادیا اور فرمایا کہ: قرآن کی خدمت فی سبیل اللہ کروں گا، میری شرط یہ ہے کہ میری بات سنی جائے اور مسجد سے علیحدہ نہ کیا جائے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے جامع مسجد پرانا قلعہ عوام وخواص کا مرکز بن گئی۔

۱۹۳۸ء میں اسی جگہ دارالعلوم تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی اور حسب سابق دو سال تک یہیں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، ریاضی، ادب، علم، معانی وغیرہ پڑھاتے رہے۔

حضرت شیخ القرآن اپریل ۱۹۸۰ء کے آخری ہفتہ میں زیارتِ حرمین شریفین کی غرض سے عمرہ کرنے تشریف لے گئے، واپسی پر براستہ بحرین، دوبئی پہنچے، وہاں کی ایک جامع مسجد میں توحید کے موضوع پر خطاب کرنا تھا کہ دل کے دورے سے دوچار ہوئے، راشد ہسپتال دبئی زیر علاج رہے۔ دوران علاج سوا گھنٹہ سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی، ۲۶، ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء کی درمیانی شب کو وہاں کے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق گیارہ بجے اور پاکستانی وقت کے مطابق بارہ بجے اچانک حرکتِ قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے۔

۳.۷- شیخ الفقہ مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ مسلک دیوبند کے ان مشاہیر علماء میں شمار ہوتے ہیں، جنھوں نے اپنے زمانے میں برصغیر پاک وہند میں علم فقہ کو ترویج دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ ۲۰اور ۲۱ شعبان ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۷ء کی درمیانی شب میں قصبہ دیوبند ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ خاندانی اعتبار سے آپ عثمانی تھے، آپ کے والد مولانا محمد یٰسین دیوبندی ایک جید عالم دین تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے ایک دینی ماحول میں آنکھ کھولی اور بچپن ہی سے جلیل القدر علماء کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ پانچ سال کی عمر میں حافظ محمد عظیم صاحب کے پاس دارالعلوم دیوبند میں قرآن کریم کی تعلیم شروع کی، فارسی کی تمام مروجہ کتابیں اپنے والد محترم سے دارالعلوم میں پڑھیں۔ حساب وفنون اور ریاضی کی تعلیم اپنے چچا مولانا منظور احمد سے حاصل کی۔ ۱۶ سال کی عمر میں دارالعلوم کے درجہ عربی میں داخل ہوئے۔ ۱۳۳۵ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ نے ۱۳۷۰ھ میں کراچی میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا، جو چند ماہ کے بعد ایک مرکزی دارالعلوم کی شکل اختیار کر گیا۔ یہاں سے ایک دینی جریدہ 'ماہنامہ البلاغ' نکلتا ہے جو دینی ومذہبی رسائل میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۰شوال المکرّم ۱۳۹۶ھ بمطابق ۵، ۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی درمیانی شب کو آپ نے وفات پائی۔ نماز جنازہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نے پڑھائی۔ بڑے بڑے علماء کرام نے آپ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

۳.۸- شیخ القراء قاری قمرالدین رحمہ اللہ

آپ کا شمار اکابر اساتذہ میں ہوتا ہے، موصوف ایک باکمال شخصیت کے مالک، متوسط زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ طلباء کے ساتھ نہایت شفقت ومحبت سے پیش آتے۔ تلاوت کلام کی مداومت زندگی کا حصہ تھی۔ گھر میں اور جامعہ میں چلتے، پھرتے تلاوت کرتے رہتے، طلباء کو منزل پختہ رکھنے پر زور دیتے۔ علمِ تجوید وقرأت کے ساتھ انہیں قلبی تعلق تھا۔ آپ کو عربی لہجہ میں حجازی الحان پر پورا عبور ہی نہیں، بلکہ ان لہجوں کی باریکیوں پر گہری استادانہ نظر تھی اور پُرسوز حجازی لہجوں کو پختہ گرفت کے ساتھ فنِ تجوید سے معمور تلاوت کرتے تو سننے والے دردوسوز میں ڈوب جاتے...... آپ کی چال دیکھ کر **عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض** ہونا کی تفسیر سمجھ آجاتی۔ گوجرانوالہ کے کسی جلسہ میں آپ نے تلاوت کی، تو حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ آپ کو جامعہ اسلامیہ لے گئے اور انہیں طلاب قرآن کو تجوید وقرأت کے علوم سکھانے پر معمور فرمایا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ تاہم آپ کے مشہور شاگردوں میں قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اور قاری نذیر احمد المدنی رحمہ اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۹۸۰ء میں آپ حرمینِ شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، وہاں آپ نے مسجد نبوی میں پاکستانی قراء کو علمِ قرأت اور قرآن کی تدریس کے شرف سے مالا مال کیا۔ آپ وفات کے روز صبح سے دوپہر تک قرآن مجید سنتے رہے۔

قاری قمرالدین رحمہ اللہ کب پیدا ہوئے، انہوں نے کن معروف قراء سے کسبِ فیض کیا، آپ کی وفات کب ہوئی، یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات سے ہم آپ کو مطلع کرنے سے قاصر ہیں۔

قاری صاحب کے حالات کسی کتاب میں نہ جماعتی رسائل وجرائد میں میری نظر سے گزرے ہیں۔ یہ چند معلومات گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے میرے ایک دوست کی معرفت ملی ہیں۔ قاری قمر الدین اپنے دور کے عظیم قاری قرآن تھے۔ گوجرانوالہ کے اہل قلم کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان کے حالات وآثار پر ایک تفصیلی مضمون قلم بند کریں۔ تاکہ ایک عظیم خادم قرآن کی شخصیت گوشہ گمنامی میں جانے سے بچ جائے۔

۳.۹-شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا ہزاروی حفظہ اللہ باوقار علمی شخصیت کے مالک ہیں، آپ نصف صدی سے درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کی سرگرمیوں سے بھرپور زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں دین وادب کا ایسا حسین امتزاج پایا جاتا ہے، جیسے کسی سرخ گلاب کی پتیوں میں بوئے گل اور رنگِ گل۔ موصوف اپنی دلکش اندازِ تکلم کے ساتھ ہر جگہ ممتاز نظر آتے ہیں۔

آپ نے ۱۹۳۰ء کو ضلع ایبٹ آباد (صوبہ خیبر پختونخواہ) کے علاقے مکول نتھیا گلی میں عبدالحق مرحوم کے گھر آنکھ کھولی۔ حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی قائم کردہ درسگاہ جامعہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ (ضلع فیصل آباد) سے درس نظامی کی تکمیل کر کے سندِ فراغت حاصل کی۔

مولانا ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب ملہویؒ، شیخ الحدیث حافظ عبداللہ بڈھیمالویؒ، شیخ الحدیث مولانا پیر محمد یعقوب جہلمیؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق چیمہؒ آپ کے چند اہم اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

مولانا نے جامعہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ سے فراغت کے بعد ایک سال اس درسگاہ میں تدریس کی، پھر ایبٹ آباد چلے گئے۔ وہاں ۵ سال تک درس وتدریس سے منسلک رہے۔ ۱۹۵۶ء میں جامعہ محمدیہ اہل حدیث گوجرانوالہ تشریف لائے اور محو تدریس ہو گئے۔ اب ایک طویل عرصہ سے اسی جامعہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔

آپ نے ایک مدت گوجرانوالہ میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے، بعد کو پیرانہ سالی کے باعث یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا۔

مولانا صاحب فتویٰ نویسی میں بہت معتبر سمجھے جاتے ہیں، آپ کے فتاویٰ کے مجموعہ مرتب ہو چکے ہیں۔ جلد یا بدیر چھپ جائیں گے۔ شیخ صاحب موصوف ادیب باکمال ہیں، نہایت شستہ مضامین تحریر کرتے ہیں، جو ہفت روزہ ''الاعتصام''، ''اہل حدیث'' اور ''ضیائے حدیث'' میں وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں۔ آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی رہنماء ہیں۔ آپ کو مجلس عاملہ وشوریٰ کی رکنیت لینے کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی طرح آپ وفاق المدارس السلفیہ کے نائب صدر بھی ہیں۔ اہل علم کے حلقوں میں وہ اپنی اصابتِ رائے، اعتدال فکر ونظر، وسعت مطالعہ، باخبری اور عصری آگہی کی وجہ سے امتیازی شان رکھتے ہیں۔ اپنی ان تمام ذمہ دارانہ حیثیتوں کے باوجود وہ ایک غیر متنازع فیہ شخصیت ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ کے ساتھ رکھے اور ان سے تادیر اپنے دین کے احیاء کا کام لے۔ آمین۔

۳.۱۰-شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ

حضرت حافظ صاحب دورِ حاضر کے بلند پایہ عالم، محدث، معلم، مدرس، مصنف اور نقاد دانشور ہیں۔ تمام علوم اسلامیہ پر آپ کو یکساں عبور حاصل ہے۔ حافظ صاحب کے والد کا نام حاجی میاں محمد امین (مرحوم) ہے۔ آپ ۲۵ فروری ۱۹۴۷ء منگل کے روز شیخوپورہ کے علاقے سدھانوالی میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم وتربیت المدرسۃ السلفیہ (نارنگ منڈی) ضلع شیخوپورہ میں حاصل کی۔ جہاں آپ نے مناظر اسلام، مولانا رانا شمشاد سلفی حفظہ اللہ سے خصوصی کسب فیض کیا۔ پھر گوجرانوالہ کی معروف درسگاہ جامعہ اسلامیہ (گلشن آباد) چلے آئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شیخ الحدیث حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر علماء سے احادیث کی کتب پڑھیں اور اسی درسگاہ سے ۱۹۶۷ء کو سندِ فراغت حاصل کی۔

حافظ صاحب نے اپنی مادرِ علمی جامعہ اسلامیہ سے ۱۹۷۱ء کو تدریسی زندگی کا باقاعدہ آغاز کیا، کم وبیش ۲۱ برس یہاں پڑھاتے رہے، پھر ۵ برس تک جامعہ اسلامیہ سلفیہ (ماڈل ٹاؤن) میں تدریس کی۔ ۱۹۹۷ء کے اوائل میں آپ نے آزاد کشمیر کے ضلع باغ میں خدمتِ دین کا کام شروع کیا۔ پھر اسی سال گوجرانوالہ میں شیخوپورہ روڈ پر واقع اعوان چوک کے قریب دارالعلوم الاثریہ (مرکز الاصلاح) کی بنیاد رکھی۔ اس مرکزِ علم نے آگے چل کر ''تبلیغی مرکز اہل حدیث'' کے نام سے شہرت پائی، جہاں سے وقتاً فوقتاً اہل حدیث کے تبلیغی قافلے علمی و دینی لحاظ سے پسماندہ خطوں میں روانہ کیے جاتے ہیں۔ حافظ صاحب ۱۹۹۸ء سے تاحال اسی دارالعلوم کو رونق بخشے ہوئے ہیں، آپ اسی دارالعلوم کے بانی بھی ہیں اور مہتمم بھی۔

دارالعلوم الاثریہ پونے ۳ کنال پر مشتمل ہے، جس میں ۸ کمرے، وسیع مسجد اور برآمدہ ہے۔ اس میں ۱۱ اساتذہ کرام، ۱۰۰ کے لگ بھگ طلابِ علم کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ حافظ صاحب مرکز الاصلاح کی جامع مسجد کے خطیب بھی ہیں۔ آپ کی تصنیفی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔

۴۔ تحریک اہل حدیث خان پور کا پس منظر!

خان پور (ضلع رحیم یار خان) اور اس کے قرب و جوار میں کتاب و سنت کی دعوت کی ترویج کے لیے حضرت علامہ مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء گرامی کی درخشاں خدمات تاریخ اہل حدیث کا بالخصوص اور تاریخ خان پور کا بالعموم حصہ بن چکی ہے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ کی مزید دعوتی و تبلیغی حالات کو بیان کرنے سے پہلے مختصر طور پر تاریخ اہل حدیث خان پور کا صدیوں پر مشتمل وقیع سفر پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں، تاکہ ہمارے ممدوح محترم مرحوم کی علمی خدمات کی تفہیم تاریخ کے دریچوں سے بآسانی کی جاسکے۔

خان پور کی مٹی بڑی مردم خیز ہے، یہ شہر ضلع رحیم یار خان کی ایک تحصیل ہے اور از منہ قدیم قرآن وحدیث کا گہوارہ رہا ہے۔ خان پور علمی، دینی، مذہبی اور سیاسی اعتبار سے ایک منفرد مقام ہے۔ ''تحصیل خان پور''...... کراچی اور لاہور کے درمیان ریلوے لائن پر واقع ایک مشہور ریلوے جنکشن رہا ہے۔ یہ علاقہ بہاول پور ڈویژن میں کاروباری منڈی کے طور پر بھی مشہور ہے۔

''خان پور''...... کا شمار سابقہ ریاست بہاول پور کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ اس وقت شہر کی آبادی دولاکھ سے تجاوز ہے۔ یہاں تمام مشہور مذہبی وسیاسی جماعتوں کے مراکز موجود ہیں۔ جو اپنے اپنے فرقوں، جماعتوں اور تنظیموں کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ خان پور میں تحریک اہل حدیث کا پس منظر بیان کرنے سے قبل ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اِس شہر کی قدامت پر پہلے ایک نظر ڈال لی جائے۔

۱۔۴ تاریخ خان پور

خان پور ایک تاریخی شہر ہے، جو رحیم یارخان سے تقریباً ۴۵ کلومیٹر مشرق میں شاہی روڈ پر واقع ہے، یہ شہر لاہور کراچی مین ریلوے لائن پر واقع ہے۔ یہاں سے ایک برانچ ریلوے لڈن چاچڑاں کو جاتی تھی، جسے اب ختم کر دیا گیا ہے، اس لیے یہ ضلع کا واحد جنکشن رہا ہے۔

سابق ریاست بہاول پور کے دور میں یہ شہر ضلع کا صدر مقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اہم ترین تجارتی مرکز رہ چکا ہے، یہاں کے بنے ہوئے کٹورے (برتن) ہندوستان بھر میں مشہور ہیں۔اس لیے اسے خان پور کٹورا بھی کہا جاتا ہے، یہ نام آج بھی بڑے بوڑھوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہ شہر جغرافیائی اعتبار سے نشیبی علاقے میں تعمیر کیا گیا ہے،اس لیے اسے کٹورا کی مانند نشیبی علاقہ قرار دیتے ہوئے خان پور کٹوارا کہا جاتا ہے، جیسا کہ ۱۹۷۳ء کے سیلاب میں یہ شہر نشیب میں ہونے کی وجہ سے مکمل طور پر ڈوب گیا تھا۔

سترہویں صدی عیسوی کے آغاز میں یہاں چند گھرانوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی بستی تھی، جس کے گرد میلوں تک جنگلات پھیلے ہوئے تھے۔

ریاست بہاول پور کے نواب بہاول خان دوم نے گڑھی اختیار خان کو فتح کرنے کے بعد یہاں ایک قلعہ تعمیر کروا دیا، تاکہ گڑھی اختیار خان کی اہمیت ختم ہو سکے، اور اسے ''خان پور'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔قلعہ کافی عرصہ قبل منہدم ہو گیا ہے، جس کے اب کوئی آثار موجود نہیں ہیں۔

سابق ریاست بہاول پور کے دور میں خان پور کا شہر اس ضلع کا صدر مقام رہ چکا ہے، مگر ۱۹۳۴ء میں رحیم یار خان کو ضلعی ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا، جس کی بناء پر اس کی اہمیت میں کمی واقع ہو گئی، تاہم اب بھی وہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اور میونسپل کمیٹی کا درجہ رکھتا ہے۔

۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں اس شہر کی آبادی ۰۰۰،۷۰ تھی، جو اب ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق ۳۸۲،۲۰،۱ افراد پر مشتمل ہے، جس میں ۳۷۱،۶۲ مرد اور ۰۱۱،۵۸ خواتین ہیں۔

۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۸ء کے درمیان آبادی میں شرح اضافہ ۳۔۱۹ فی صد ہے، ۲۰۰۸ء میں اندازاً شہری آبادی ۷۸۴،۵۸،۱ ہے۔

۴۲۔مسلک اہل حدیث کے اولین نقوش

خان پور کی موجودہ حیثیت کو سامنے رکھ کر کئی صدیاں پیشتر یہاں مسلک اہل حدیث کے نقوش تلاش کریں، تو ہمیں سندھ کی مکمل تاریخ کا احاطہ کرنا پڑے گا۔اہل تحقیق یہ بات جانتے ہیں کہ سابقہ ریاست بہاول پور کا شمار سندھ کی قدیم ترین آبادیوں میں ہوتا ہے۔زمانہ کے تغیر نے انہیں کئی بار اجاڑا اور متعدد مرتبہ آباد کیا۔صحابہ کرامؓ، تابعین رحمہم اللہ و تبع تابعین عظام رحمہم اللہ اور مسلمان تجار کے قافلے خطہ سندھ میں داخل ہوئے، تو ان پاک باز ہستیوں کی پاکیزہ دعوت کے اجلے اثرات براہ راست سندھ کی تمام بستیوں اور شہروں میں پھیلے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی، حضرت حکم بن ابی العاص ثقفی، ربیع بن زیاد حارثی، سہل بن عدی بن مالک خزرجی، صحار بن عباس العبدی وغیرہم رضی اللہ عنہم، وہ رفیع المنزلت صحابہ کرام ہیں، جنہوں نے بلدۂ سندھ میں علم جہاد بلند کیا، بالخصوص سندھ کے وسیع وعریض مغربی علاقے مکران اور کرمان میں ان کی تشریف آوری ہوئی، اس وقت یہ دونوں خطے سندھ کی حدود میں شامل تھے۔

اہل علم وتحقیق اس بات سے یقیناً واقف ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں سے متعدد حضرات وادی سندھ میں داخل ہوئے اور بے شمار سندھی مسلمانوں کو تابعی اور تبع تابعی ہونے کی فضیلت عطا ہوئی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام اور تبع تابعین اور آئمہ دین رحمہم اللہ کی دعوت صرف قرآن و حدیث کی دعوت تھی، جو مسلک اہل حدیث کا اصل الاصول ہے۔ مزید تفصیل کے لئے اسد الغابۃ، الاستیعاب، تہذیب التہذیب، فتوح البلدان للبلاذری، طبقات ابن سعد، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، رجال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السندوالہند للقاضی اطہرالمبارکفوری، معجم البلدان، جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، العقد الثمین فی فتوح الہندومن ورد فیہامن الصحابۃ والتابعین للقاضی اطہرالمبارکفوری اور موضوعہ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیۃللبلادالسندوالبنجاب (۱/۴۵۹۔۵۱۰) کے علاوہ تاریخ سندھ، تاریخ فرشتہ، برصغیرمیں اہل حدیث کی آمد، برصغیرمیں اسلام کے اولین نقوش، فقہائے ہندودیگرمستندومحقق کتب تاریخ میں یہ حوالے موجود ہیں کہ سندھ کے تمام خطوں میں دعوت اہل حدیث کے اولین اثرات خود پیغمبراسلام ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور سے ہی پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۔۳۔ محمد بن قاسم الثقفی رحمہ اللہ کی ملتان (بشمول خطہ ریاست بہاول پور) آمد

۷۱۲عیسوی...... برصغیر کی طویل تاریخ کا نہایت اہم ترین سال ہے۔ اس سال محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور ان کے ساتھ عاملین بالحدیث کا قافلہ سندھ کے ساحل پر وارد ہوا۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی سرکردگی میں اسلامی فوجوں نے مکران کے راستے سندھ کو فتح کرکے ایک ایسی عرب حکومت کی بنیاد رکھی، جن کی دعوت و منہج قرآن و سنت کی گونج پورے سندھ میں ابھری، جس کی سرحد بالآخر شمال میں ملتان تک جا پہنچی۔ اس زمانے میں سابقہ ریاست بہاول پور کا خطہ ارضی ملتان کا علاقہ گردانا جاتا تھا۔ محمد بن قاسم کی زیرکمان مجاہدین اہل حدیث کے ورودِ مسعود سے اہل توحید کے قدم مضبوط ہوئے، اس زمانہ میں خطہ اوچ میں علمائے حدیث پیدا ہوئے، دینی درس گاہوں کا وجود عمل میں آیا۔ اوچ کی تاریخ میں جس ''مدرسہ فیروزیہ'' کا ذکر ملتا ہے۔ یہ انہی پاک باز ہستیوں کی خدمتِ حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

میرے سامنے اس وقت تاریخ کی ایک عظیم کتاب ہے جس کا نام ہے:

''احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم'' اس کے مصنف شہیر ہیں، مؤرخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکرالبشاری المقدسی (المتوفی ۳۸۰ ہجری)۔

مصنف ۳۷۵ ہجری میں سندھ آئے اور یہاں کے دینی حالات کا تذکرہ اپنی اس کتاب میں رقم کرتے ہیں:

اکثرھم اصحاب الحدیث ورأیت القاضی ابا محمدالمنصوری داؤدیا اماماً فی مذھبہ ولہ تدریس وتصانیف قد صنف کتبا عدۃ حسنۃ...... وقال: انھم علیٰ طریقہ مستقیمۃ ومذاھب محمودۃ وصلاح وعفۃ قداراحھم اللہ من الغلووالعصبیۃ والھرج والفتنۃ.

(ص۳۶۳،وفی النسخۃالاخری،ص۴۸۱)

یعنی یہاں کے اکثر باشندے اہل حدیث ہیں اور میں نے قاضی ابومحمد منصوری کو دیکھا جو کہ داؤدی (ظاہری) مذہب کا امام ہے۔ تدریس وتصنیف میں بھی مشغول ہے۔ بہت سی عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ لوگ سیدھے طریقے پر اور بہترین مذہب پر ہیں، نیک اور پرہیزگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غلو سے پناہ میں رکھا ہے، تعصب، قتل وغارت گری اور فتنوں سے دور ہیں۔

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ (وفات ۴۲۲ ہجری) ہندوستان کے فاتح ہیں۔ ان کے دور میں بھی سندھ میں مسلک اہل حدیث غالب تھا۔ اس حقیقت سے امام ابن حزم (وفات ۴۵۶ھ) ہمیں یوں آشنا کراتے ہیں:۔

ثم افتتح السلطان العادل محمود بن سبکتگین فتوحات متصلات الیٰ ان مات رحمہ اللہ، بلاد اعظیمۃ فی الھند وھی الآن مکونۃبالمسلمین معمورۃ بطلاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحدیث والقرآن والغالب والحمدللہ رب العالمین، مذهب اصل الظاهر. (جمل فتوح الاسلام بعد رسول اللہ ﷺ لابن حزم الملحق مع جوامع السیرۃ، ص ۳۵۰)

یعنی منصف مزاج عادل حکمران محمود غزنوی رحمہ اللہ نے آخر تک لگا تار حملے کر کے ہندوستان سے بڑے علاقے فتح کیے، جہاں پر اب مسلمان رہتے ہیں، اور حدیث وقرآن کے طلباء بستے ہیں، اور الحمدللہ ان کی اکثریت ظاہری مذہب پر ہے"۔ ظاہری مذہب قرآن وحدیث کے احکاماتِ ظاہر کو حرزِ جاں بنانا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ یہی دعوت اور طریقہ اہل حدیث کا ہے کہ بے جا قسم کی تاویلات، قیاس اور تقلیدی بندھن سے الگ ہوکر براہ راست قرآن وسنت کو مدارِ شریعت تسلیم کیا جائے۔

اب تاریخ کا ایک طویل سفر کر کے اٹھارویں صدی عیسوی میں آجائیں۔

۴۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریزی تسلط نے اپنا اثر ورسوخ بڑھایا تو مسلم قوم عسکری اور نظریاتی سطح پر مفلوج ہوکر رہ گئی۔ ہندوستان "آتش کدہ" کی عملی تصویر بن گیا۔ ہر سمت علم و حکمت کے انحطاط کا طوفان برپا تھا۔ ہر طرف کفر والحاد کی یلغار تھی۔ چراغ مصطفویؐ گل ہونے کو تھا۔ برصغیر من حیث القوم ڈاکہ زنی، کرپشن اور بداخلاقی کی دلدل میں پھنس چکا تھا۔ اسلامی روایات کی جگہ انگریزی کلچر لے رہا تھا۔

اس صورت حال میں برصغیر ہند کے معاشی و کاروباری حالات تباہی کے دہانے پر پہنچ گئے۔ ان حالات و واقعات سے دلبرداشتہ ہوکر ہندوستان کے مسلمان تاجر ریاست ملتان اور ریاست بہاول پور کی طرف نقل مکانی کر رہے تھے۔ ان تاجروں میں دہلی کی معروف خواجہ برادری کے متعدد لوگ کاروباری سلسلے میں ملتان اور ریاست بہاول پور کے شہری علاقوں بالخصوص خان پور، احمد پور شرقیہ و دیگر مقامات پر سکونت پذیر ہوئے۔ خواجہ برادری کے لوگ مسلک اہل حدیث کے حامل تھے۔ انہوں نے جس شہر میں اپنا مستقل پڑاؤ ڈالا، وہاں مسلک اہل حدیث کی آبیاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس زمانے میں شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ایک شاگرد خواجہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ نامی ایک اہل حدیث عالم اجل دہلی کی سکونت چھوڑ کر ریاست بہاول پور اور بعد ازاں اس کے شہر خان پور (ضلع رحیم یار خان) آن بسے۔

ریاست بہاول پور کے نامور عالم مولانا احمد رحمہ اللہ (جن کے متعلق نواب صادق محمد خان رابع کا حکم نامہ ریاست بدری کا واقعہ مشہور ہے) میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد خان پور کی ایک درس گاہ میں شیخ الحدیث کے منصب علیا پر فائز رہے۔ مولانا احمد رحمہ اللہ کا اصل سکونتی تعلق احمد پور شرقیہ سے تھا، ۱۹۲۲ء میں وفات پائی اور وہیں پیوندِ خاک ہوئے۔

آج سے دوصدی قبل ریاست بہاول پور کے تین شہر منڈی صادق گنج (ضلع بہاول نگر) احمد پور شرقیہ (ضلع بہاول پور) اور خان پور (ضلع رحیم یار خان) کتاب وسنت کی دعوت وترویج کا مرکز گردانے جاتے تھے۔ اصل میں ان تینوں زرخیز خطوں میں حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ پھیلے اور انہوں نے ظلمت کدہ شرک میں علم حدیث کا چراغ جلایا۔ علامہ سید عبدالرحیم شاہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا احمد رحمہ اللہ، علامہ محمد فاروقی ہاشمی رحمہ اللہ، خواجہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ، علامہ مولانا عبدالعزیز اثری رحمہ اللہ، (خلف الرشید مولانا احمد رحمہ اللہ، بانی مدرسہ اہل حدیث جامع مسجد ٹاہلیاں والی محلہ کٹڑا احمد خان احمد پور شرقیہ) علامہ عبدالواحد الہاشمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ (والد گرامی علامہ ابو محمد عبدالحق الہاشمی العمری محدث مہاجر مکی رحمہ اللہ) علامہ قادر بخش مظفر گڑھی ثم ریاستی، سید عبدالرحیم غزنوی (ابن سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ) جیسے اساطین علم حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے وہ گم نام شاگرد ہیں، جو ریاست بہاول پور کے حصے میں آئے۔

مذکورہ بالا تاریخی حقائق کو حیطہ تحریر میں لانے کا مقصد ریاست بہاول پور کے مختلف خطوں میں جماعت اہل حدیث کی تاریخی حیثیت کو واضح کرنا ہے۔ اب ہم دوبارہ اپنی معلومات کا رخ جامع مسجد خواجگان اہل حدیث خان پور کی طرف موڑتے ہیں۔ جس کی مسندِ تدریس و خطابت کے وارث ہمارے مرحوم شیخ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ ٹھہرے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء کو خان پور تشریف لائے اور کم وبیش چالیس برس عظیم دعوتی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے کر اپنے رب کے حضور سرخرو ہو کر لوٹے۔ قاری صاحب سے قبل جن علماء وشیوخ نے تحریکِ اہل حدیث خان پور کی ترویج وترقی میں تاریخی کردار ادا کیا، ناانصافی ہوگی اگر ان کے اسمائے گرامی، خاص طور سے ان کی تعلیمی اور تدریسی زندگی کو بیان نہ کیا جائے، چنانچہ اِن ذی وقار اہل علم کے حالات مختصراً یہاں بیان کیے جارہے ہیں۔

۴۵۔ خواجہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ

[تلمیذ میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ]

خواجہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ اپنے دور کے مشہور بزرگ ولی اللہ تھے اور حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے دینی استفادہ رکھتے تھے۔ انہوں نے خان پور پہنچ کر محلہ خواجگان کی بنیاد رکھی اور یہاں پہلے سے موجود قافلہ اہل حدیث کو منظم صورت میں ڈھالا۔ جماعتی نظم کو ایک سِلک میں پرونے کے لیے ''انجمن اہل حدیث خان پور'' کی بنیاد رکھی۔ خواجہ برادری کی مسلک اہل حدیث سے وابستگی اور قربانیوں کی صدیوں پر محیط ایک مستقل تاریخ ہے۔ جسے اس مختصر مضمون میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

۴۶۔ شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد ڈیروی رحمہ اللہ

۱۹۴۴ء میں جامع مسجد خواجگان اہل حدیث اور متصل مدرسہ ''دارالقرآن والسنہ'' خان پور میں تدریس و خطابت کے لیے ڈیرہ غازی خان سے شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد تشریف لائے اور ۱۹۵۴ء تک درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالکریم ڈیروی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا ابوبکر شرف الحق الاثری رحمہ اللہ ودیگر علماء عظام اپنے اپنے زمانے میں یہاں عربی ودینی علوم وفنون سیکھتے رہے۔ مولانا مشتاق احمد ڈیروی رحمہ اللہ کا مختصر تعارف کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

مولانا ابو حامد مشتاق احمد بن حکیم عبدالمجید بن حکیم غلام رسول تقریباً ۱۹۲۰ء میں بلاک چورہٹہ ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا عبدالعزیز ڈیروی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ پھر ضلع مظفر گڑھ میں مولانا غلام رسول حنفی سے ابتدائی عربی کتب پڑھتے رہے اور بعد ازاں احادیث کی بعض کتب مولانا عبدالحق محدث ملتانی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالتواب محدث رحمہ اللہ سے پڑھیں اور مولانا فیض اللہ حنفی صدر مدرس جامعہ نعمانیہ ملتان سے منطق اور معقول کی کتب کا درس لیا اور علوم عربیہ کی تکمیل مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہ اللہ سے کی اور ۱۳۵۷ء میں سندِ تکمیلِ علوم حاصل کی۔

ڈیرہ غازی خان، نیو سعید آباد (ضلع حیدر آباد)، عام خاص باغ ملتان اور خان پور میں عربی علوم وفنون پڑھاتے رہے۔ اہل خان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پور مولانا مشتاق احمد ڈیروی رحمہ اللہ کی تدریسی اور تنظیمی خدمات کو آج بھی نہیں بھولے۔ خان پور میں پرانے بزرگوں کی ایک جماعت ابھی موجود ہے۔ جو ان کے تبلیغی و تدریسی خدمات کو بیان کر کے انہیں خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔

۷۴-علامہ الٰہی بخش شجاع آبادی رحمہ اللہ

مولانا مشتاق احمد ڈیروی رحمہ اللہ کے خان پور سے چلے جانے کے بعد جماعت اہل حدیث خان پور کی علمی عظمت اصلاحی تربیت اور تعلیمی ماحول فراہم کرنے والے مربیین و مصلحین کی فہرست میں ایک اور نام شامل ہوتا ہے۔ وہ ہے: شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ الٰہی بخش شجاع آبادی رحمہ اللہ کا۔

موصوف کی شخصیت جامعیت اور توازن واعتدال کا کامل نمونہ تھی۔ آپ علماء کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے، جو دینی مدارس کی نظامت و تعلیم وتربیت سے وابستہ ہوتے ہیں۔ آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، علم الکلام اور فلسفہ وغیرہ پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ انہوں نے جامعہ مسجد خواجگان کی خطابت اور درس وتدریس میں مثالی دن گزارے، اس نابغۂ روزگار ہستی نے مدرسہ کو فعال کیا اور اس کی علمی آبیاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ترجمہ و معانی، تفسیر قرآن، صرف ونحو، بخاری اور بلوغ المرام خود پڑھاتے تھے۔ انہوں نے متعدد لوگوں کی قلبی اور روحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ اصلاحِ معاشرہ کے لیے مسلسل محنت کی، ان کا عموی درس لوگوں کے عقائد و اخلاق کی اصلاح کے علاوہ معاشرے کی رسوم و بدعات کے رد پر مشتمل ہوتا تھا۔

آپ نے تاحیات قرآن وحدیث کے درس وتدریس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ علامہ صاحب موصوف کا ۱۹۵۴ء کو خان پور میں ورودِ مسعود ہوا، آٹھ سال تک آپ اصلاح احوال کے لیے جامع مسجد خواجگان میں قرآن و حدیث کا درس دیتے رہے، لوگوں کے دلوں میں توحید وسنت کی شمع روشن کرتے رہے۔

مولانا عبداللہ درخواستی صاحب آپ کے علم وفضل سے بہت متاثر تھے، ''مخزن العلوم'' کی منتہی کلاس کے طلباء مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ سے تفسیری علوم پڑھنے کے لیے آتے۔ حضرت درخواستی صاحب نے اہل خان پور کے مطالبے پر آپ کو ''درس قرآن'' کے لیے ''مخزن العلوم'' آنے کی دعوت دی، جسے آپ نے اپنے اعیان و انصار کی مشاورت کے بعد قبول کر لی، چنانچہ آپ بروز جمعرات وہاں تشریف لے جاتے، بعد نماز عشاء تفصیلی درس ارشاد فرماتے: بڑے بڑے علماء، نکتہ دان، شریکِ درس ہوتے اور آپ کے بیان کردہ علمی رموز ونکات نوٹ فرماتے۔ موصوف خوش الحان تھے، نہایت سوز اور درد بھرے لہجے میں قرآن مجید کا درس دیتے، سننے والے تڑپ اٹھتے۔

ایک مرتبہ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ (الانعام:۱۵۹)[ان لوگوں سے، جنہوں نے دین میں تفرقہ کیا اور گروہوں میں بٹ گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔] کی ایسی دلنشین تفسیر بیان کی کہ حضرت شیخ درخواستی پکار اٹھے هذا رجل عظيم. درخواستی صاحب کی فرمائش اور اصرار پر ہمارے ممدوح محترم علامہ الٰہی بخش رحمہ اللہ نے قرآن مجید کا سرائیکی میں ترجمہ اور تفسیر لکھنا شروع کی، جس کے سترہ پارے مکمل ہوئے تھے کہ یہ سلسلہ رک گیا۔ آپ کے ۱۹۶۱ء میں خان پور سے چلے جانے کے بعد عظیم الشان لائبریری اور قلمی کتب یہیں رہ گئیں۔ ۱۹۷۳ء کے سیلاب نے خان پور میں خوب تباہی پھیلائی، مسجد گر گئی، تمام لائبریری بہہ گئی، تاریخی نوادرات اور دیگر کتب ورسائل کے ساتھ مولانا مرحوم کا سرائیکی ترجمہ و تفسیر بھی ضائع ہو گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اب ایک نظر ان کی تعلیم وتربیت پر۔

مولانا الٰہی بخش ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم، شجاع آباد کے قریب چاہ خلیل والا کے مقام پر حضرت میاں سید نذیر حسین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث دہلویؒ کے شاگرد مولانا خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ کے جاری کردہ مدرسے میں حاصل کی اور یہیں مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا صالح محمد رحمہم اللہ سے حصولِ فیضِ علم کیا۔ بعدازاں احمد پور شرقیہ چلے آئے اور حضرت الشیخ علامہ ابو محمد عبدالحق محدث الہاشمی رحمہ اللہ کی درسگاہِ علیہ ''المدرسۃ المحمدیہ'' میں قرآن پاک وکتبِ احادیث کا درس لیا۔

علامہ ہاشمی رحمہ اللہ کی خدمت میں آپ کے ہم درس علماء میں محدث جلال پور مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کا نام قابل ذکر ہے۔ مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ نے شیخ مولانا عبدالحق محدث ملتانی رحمہ اللہ سے بھی فنونِ حدیث میں استفادہ کیا، اسی طرح مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی بارگاہِ علم میں حاضر ہوکر علوم القرآن کی معرفت حاصل کی۔ تکمیل علوم کے بعد شجاع آباد تشریف لائے اور مقامی جماعت کی علمی اور تنظیمی آبیاری میں مصروف ہوگئے۔ وہاں کی جامع مسجد اہل حدیث میں خطابت وتدریس فرماتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد جلال پور پیروالہ چلے گئے اور وہاں کے ''دارالحدیث محمدیہ'' کے تدریسی امور میں مشغول رہے۔ یہ مولانا سلطان محمود محدث جلال پوریؒ کی آمد سے ایک ماہ اور چند دن پہلے کی بات ہے۔ مولانا جلال پوری نے ۱۹۳۴ء میں وہاں دعوت وتبلیغ کے لیے مستقل سکونت اختیار کی، اس اعتبار سے یہ اندازہ لگانا بالکل صحیح ہوگا کہ مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ اس سال کے کسی ماہ میں وہاں درس وتدریس کے لیے تشریف لے گئے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

علامہ صاحب مرحوم کی تبلیغی زندگی اور دبنگ شخصیت کا مختصر احوال ہمارے شیخ گرامی مولانا محمد رفیق اثری حفظہ اللہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

''چودہ سال ڈیرہ غازیخان بلاک نمبر۱۵ جامع مسجد اہل حدیث میں وعظ وارشاد کی محفل کو رونق بخشی۔ وہ کلمۂ حق کہنے میں بے باک تھے۔ جامع مسجد کے متولی کے بیٹے نے سینما ہال کی تعمیر شروع کی تو خطبات جمعہ میں زوردار طریقے سے اس فعلِ شنیع کا رد کیا۔ متولی مسجد نے ایسے مواعظ حسنہ سے باز رہنے کی تلقین کی، تو مولانا فرائض خطابت وامامت سے استعفاء دے کر واپس شجاع آباد آگئے اور اپنے انداز سے کتاب وسنت کی ترویج وتعلیم میں لگے رہے۔

مولانا کے وعظ میں بہت تاثیر تھی کہ دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی باتیں دلوں میں اتر جایا کرتی ہیں، وعظ وارشاد کی محافل سے علاقے کی ایک کثیر تعداد مستفید ہوتی رہی۔ حق بات کہنے میں **لایخاف لومۃ لائم** کا مصداق تھے۔ علاقہ میں مروجہ نکاح بٹہ کی سختی سے تردید کرتے کیونکہ یہ عورتوں کا ادلہ بدلہ گھر کو تباہ وبرباد کرنے کا باعث بنتا ہے، لہٰذا دین رحمت اسے کس طرح منظور وقبول کرسکتا ہے۔

قتل انبیاء کے مسئلہ میں بھی وہ عام علماء سے منفرد نظریہ رکھتے تھے...... ڈیرہ غازی خان کے ایک جلسے میں جماعت کے ایک معروف اور پسندیدہ نعت گو شاعر نے اپنے مخصوص انداز میں حضرت ایوب علیہ السلام کے تذکرے میں کیڑوں کے ان کے جسم اطہر کو کھانے کا تذکرہ کردیا۔ مولانا فوراً اسٹیج پر آئے اور.......... معذرت کے ساتھ بڑی تفصیل سے واضح کیا کہ یہ بات لوگوں میں معروف ہے، کتاب وسنت میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ بالاجمال قرآن مقدس نے ان کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے، وہی امت کی رہنمائی کے لیے کافی ہے، اس لیے اسرائیلیات بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

وقتاً فوقتاً وعظ وتقریر کے لیے شیخوپورہ، فیروزوٹواں، موڑکھنڈا، نبی پور پیراں اور اردگرد کے علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں ان کے احباب اور ملنے والوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔ گھریلو ضروریات میں خود کام کرنا اور افراد خانہ کے ساتھ مل کر ان کا ہاتھ بٹانا معیوب نہیں سمجھتے تھے کہ یہی ان کے مقتدیٰ وپیشوا ﷺ کا طریقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی تھا۔

دو شادیاں کیں، پہلی سے اولاد نہیں ہوئی، دوسری سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بیٹی ان کی زندگی ہی میں وفات پا گئی۔

مولانا خوش خوراک اور خوش لباس تھے، سر پر کلاہ پگڑی زیب تن کرتے تھے کہ یہی ان دنوں اشراف کا لباس تھا۔ راقم الحروف کو متعدد بار زیارت کا موقع ملا، ان کے فرمودات بھی سنے، دھیمے اور مؤثر انداز میں گفتگو فرماتے تھے۔ طبیعت میں بچپن اور مابعد کے طبعی عوامل کے زیر اثر تیزی تھی، مگر علم وفضل کے رسوخ نے اس کو خوبی میں بدل دیا تھا............

اس دور کے افاضل میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ، مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ اور مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کے مداح تھے۔ اسی مناسبت سے ان کے نظریات میں انگریز دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اس کا اظہار بھی ہوتا ہوگا۔ اسی شہر میں احرار کے ایک جید لیڈر مولانا قاضی احسان احمد بھی تھے۔ کبھی نہیں سنا گیا کہ ان کے مابین کبھی کوئی ٹکراؤ ہوا ہو۔

مولانا مرحوم رحمہ اللہ تقلید جامد کے منکر تھے اور قرآن پاک و سنت رسول ﷺ پر عمل کے داعی و عامل تھے اور فہم قرآن وسنت میں فہم سلف صالحین (صحابہ وتابعین) ہی کو معتبر گردانتے تھے۔ اسی روش نے بعض ابنائے وقت کو ان کا مخالف بنادیا، جس کے نتیجے میں وہ بسا اوقات ''اہل حدیث'' پر کرم فرمائیاں کردیتے تھے، مگر مولانا اپنے انداز سے اصلاح کی کوشش کرتے اور ان واعظین ومقررین کو دعوت دیتے، جو کتاب وسنت کی روشنی میں اصلاحی انداز میں اپنا نظریہ بیان کرسکیں۔

شیخ مکرم رحمہ اللہ کے مواعظ حسنہ وقتاً فوقتاً شجاع آباد کی جامع مسجد اہل حدیث میں ہوا کرتے تھے اور راقم الحروف نے بھی وہاں خطبات جمعہ اور دیگر مواقع پر اللہ کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی تبلیغ میں حصہ لیا۔ وہوالموفق۔ مولانا نے مئی ۱۹۸۹ء میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ ورحمة واسعة۔

(مولانا سلطان محمود محدث جلال پوریؒ۔ صفحات ۱۷۳ تا ۱۷۵)

۴۸۔ شیخ الحدیث مولانا امام الدین رحمہ اللہ

مبلغ توحید وسنت مولانا امام الدین رحمہ اللہ کا نام سنتے ہی پردہ ذہن پر جامع الصفات شخصیت کا نقش اُبھرتا ہے، ایسی ہستی جو انسانی خوبیوں کے اوجِ کمال کا مظہر اور اپنی ذات سے وابستہ تمام شعبوں پر غالب ہو، ان کی زندگی کا ہر پہلو قابل رشک اور ہر مرحلہ قابل تعریف ہے۔ بلاشبہ وہ مسلک اہل حدیث کے عظیم مفکر اور بے مثال مدرس ومربی تھے۔ ایسی نادر روزگار ہستیاں قوموں میں خال خال پیدا ہوا کرتی ہیں اور تاریخ ان پر نازاں رہتی ہے۔ بقول شاعر:

اہل وفا ہر راہ گزر میں نقش قدم چھوڑ آئے ہیں اپنے
بعد فنا بھی ذکر ان کا ہوتا رہے گا عالم عالم

شیخ الحدیث مولانا امام الدین خان پوری رحمہ اللہ توحید وسنت کے بہت بڑے داعی اور موحد وحنیف تھے۔ آپ علم وفکر کے شاہسوار ہونے کے ساتھ ساتھ زہد وورع اور تقویٰ وللّٰہیت میں بھی مقامِ بلند پر فائز تھے۔

تحریک اہل حدیث خان پور کا تعارف اس وقت تک یقیناً نامکمل رہے گا، جب تک ہمارے ممدوح محترم کا نام اس میں شامل نہ ہو، اس لیے قدرے وضاحت کے ساتھ آپ کے دستیاب حالاتِ زندگی کا یہاں احاطہ کیا جارہا ہے۔

کشیدہ قامت، چہرہ شگفتہ، خوش شکل، سانولی سلونی رنگت، گفتگو میں حلاوت، مزاج میں شرافت، سادگی اور سادہ دلی کی عادت.....اسلوب حیات ہر اِک سے انس ومحبت، علم کا دریائے لطافت، رفقائے کار کے لیے آیۂ رحمت، مقتدیوں کے لیے باعث فخر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خان پور کی سرزمین کے لیے ان کا وجود غیر مترقبہ نعمت۔ یہ حضرت مولانا مرحوم کا شخصی سراپا ہے۔ اب ایک نظر ان کی اوائل زندگی کے تعلیمی و تربیتی اور تدریسی مراحل پر۔

مولانا صاحب ۲۰ اپریل ۱۹۴۰ء کو ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ کے مشہور علاقے ''وہوا'' کی ایک قدیم بستی ''مٹھے والی'' میں وھت قوم کے سربراہ مٹھے خان مرحوم کے گھر متولد ہوئے۔

''وہوا'' سے آگے ایک مقام ''رمک'' آتا ہے، اس سے متصل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی سرحد شروع ہوجاتی ہے، اس ضلع میں وھت فیملی کے کثیر تعداد میں لوگ بستے ہیں، جو ''ملک'' کہلاتے ہیں۔

مولانا رحمہ اللہ کے خاندان کے سرکروہ افراد ''وہوا''، ''رمک'' اور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقوں میں رہائش پذیر تھے، جہاں علم و دانش اور فکر و منطق سے زیادہ خاندانی روایات، ذاتی شجاعت اور قومی و نسلی برتری کو اہمیت تھی، وہاں فکر و نظر اور فلسفہ و تدبر کوئی معنی نہیں رکھتے تھے، لیکن مولانا پر اللہ نے خاص کرم فرمایا، آپ نیم قبائلی معاشرے کے غیر ضروری بندھنوں سے آزاد ہو کر علم و عمل کی راہ پر چل پڑے اور آگے چل کر سینکڑوں لوگوں کی ہدایت کا موجب بنے

www.KitaboSunnat.com

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی تربیت سے پیدا

اصل کہانی یوں ہے: مولانا کی پیدائش کے تین سال بعد آپ کے والد سردار مٹھے خان اور چچا سردار کوڑے خان اپنے خاندان کی قدیم سکونت ''وہوا'' کو ترک کر کے کاروبار کے سلسلے میں تحصیل و ضلع بھکر چلے گئے اور وہاں زمیندارہ پیشہ سے منسلک ہوئے۔ اس زمانے میں بھکر میں جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا ایک عظیم جلسہ منعقد ہوا، جس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی، مبلغ اسلام مولانا محمد اسماعیل ذبیح ودیگر حضرات تقریر کے لیے تشریف لائے، سردار مٹھے خان مرحوم ان علماء کے روح پرور درسِ توحید سے بے حد متاثر ہوئے اور خاندانی بدعات و رسومات کو ترک کر کے کتاب و سنت کی راہ کے راہی بن گئے۔

سردار صاحب نے اپنے علاقے کا جائزہ لیا تو عوام الناس کو ضلالت و گمراہی میں ڈوبا ہوا پایا۔ چنانچہ اس گردابِ بلا سے چھٹکارا دلانے کے لیے راسخ الفکر علماء کو بلا کر وعظ و تبلیغ کا ایک مؤثر سلسلہ شروع کیا اور اپنے بیٹے امام الدین کو بھی دینی علوم کی تربیت سے آراستہ کرنے کا فیصلہ کیا، ان کے کسی عزیز نے ضلع ملتان کی ایک بستی میں قائم دینی مدرسے کا پتا بتایا، چنانچہ مولانا کو گیارہ سال کی عمر میں ۱۹۵۱ء کو اس مدرسہ میں داخل کرا دیا گیا، یہ مدرسہ اصل میں مسلک احناف کے ممتاز عالم مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم کے جدامجد نے کم وبیش ڈیڑھ سو برس قبل آباد کیا تھا (تفصیل کا یہ موقع نہیں)۔ یہاں مولانا امام الدین نے صرف و نحو اور منطق کے رسالے پڑھے اور علوم فارسی میں مہارت حاصل کی۔ اس دور میں احمد پور شرقیہ میں جامع مسجد ٹاہلیاں والی اہل حدیث میں قائم مدرسہ ''دارالتوحید والسنۃ'' کا علمی دنیا میں بہت چرچا تھا، اس قدیمی مدرسہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق محدث ملتانی (تلمیذ شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی) کے تربیت یافتہ شیخ الحدیث مولانا ابوزین عبدالمتین جھنگوی ثم احمد پوری کا درس حدیث جاری تھا۔ دور دراز کے علاقوں سے تشنگانِ علوم مولانا جھنگوی کے پاس اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آرہے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا امام الدین ۱۹۵۵ء میں یہاں چلے آئے اور درسِ نظامی کی ابتدائی کتب کی تعلیم انہی سے حاصل کی، پھر دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالہ تشریف لے گئے اور محدث العصر حضرت شیخ سلطان محمود محدث جلال پوری سے کتب احادیث پڑھیں اور سندِ فراغت حاصل کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر قرآن میں رسوخ پیدا کرنے کے لیے دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے حلقہ تلمذ میں داخل ہوئے، وہاں ایک سال پڑھتے رہے اور اس دوران قرآن فہمی میں کمال حاصل کیا۔ دینی علوم وفنون سے آپ ۱۹۶۰ء میں فارغ ہوگئے، جامع مسجد اہل حدیث خواجگان خان پور کی انتظامیہ نے آپ کو درس وخطابت کی پیشکش کی، جسے آپ نے قبول فرمالی۔ ایک سال کا عرصہ خان پور میں گزارا، پھر لیہ چلے گئے، وہاں کسی چک میں تشنگانِ علوم عربیہ کو سیراب کرتے رہے، اور لیہ شہر میں جامع مسجد اہل حدیث چاہ کرائی والا مین روڈ نزد پولیس چوکی میں بھی ایک سال کے لگ بھگ سلسلہ تدریس کو رونق بخشتے رہے۔ ۱۹۶۲ء میں خواجہ حاجی عبدالغفور صاحب مرحوم آپ کو زبردستی خان پور لے گئے، آپ جامع مسجد خواجگان اہل حدیث اور منسلکہ مدرسہ ''دارالقرآن والسنہ'' کے مہتمم مقرر ہوئے اور تاحیات یہاں درس قرآن وحدیث ارشاد فرماتے رہے، آپ کے خطبات عصری مسائل اور تقاضوں سے مربوط، زمانہ آگہی، دینی بصیرت اور مومنانہ فراست کا نمونہ ہوتے تھے۔ آپ کے فکر وتخیل کی سطح نہایت بلند تھی۔ طبیعت میں نشاط تھا، حوصلہ مندی تھی، کچھ کر گزرنے کی امنگ اور آرزو دل میں مچلتی رہتی تھی۔

ہمارے ممدوح محترم کو تفسیر القرآن اور صرف ونحو میں خاص ملکہ حاصل تھا، یہی علوم پڑھاتے تھے، آپ خوش الحان تھے اور علمی لحاظ سے بھی اعلیٰ مرتبہ تھا، جلد ہی شہرت پھیل گئی، آپ نے تھوڑے عرصہ میں علمائے اہل حدیث کی صف میں ایک مقام بنالیا۔ انہوں نے مقامی جماعت کو منظم کیا اور ''انجمن شبانِ اہل حدیث'' کی بنیاد رکھی۔

آپ کی دعوت الی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادے محترم ماسٹر عطاء اللہ محمدی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''توحید وسنت کی دعوت سے انہیں بے پناہ شغف تھا، علم دین کی دعوت تو گویا ان کی غذا تھی، انہوں نے اپنی زندگی خان پور آنے کے بعد خدمتِ دین کے لیے وقف کردی، جب سے ہم نے ہوش سنبھالا، والد محترم مرحوم کو تدریس میں منہمک پایا، آپ کے پاس صبح سے شام تک شائقینِ علوم عربیہ کا تانتا بندھا رہتا تھا۔

''آپ تدریس کے دوران متعلمین کے سوالات کے جواب کچھ اس شرح وبسط سے دیتے کہ سننے والے سر دھنتے اور لطف اٹھاتے۔ مولانا مرحوم کو عربی، فارسی اور اردو ادب پر برابر قدرت حاصل تھی، عربی علوم وفنون کی تدریس ان کے لیے لازمۂ حیات تھی۔ تمام عمر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کمربستہ رہے، آپ کی شخصیت میں بڑی جاذبیت تھی، بات میں وزن اور آواز میں اثر تھا، مزاج میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، کسی کی تکلیف پر تڑپ اٹھتے، دعاؤں پر زور دیا کرتے، ہر پریشانی کے حل کے لیے دعا کا نسخہ بتاتے، جامع مسجد خواجگان اہل حدیث میں نہایت باوقار، خوبصورت خوش لباس میں ملبوس ہوکر تشریف لاتے اور اپنے علمی تجربات کی روشنی میں انتہائی خوشگوار انداز میں علم کے موتی بکھیرتے رہتے، آپ کا انداز تدریس ملائم اور مصالحت آمیز ہوتا تھا، ان کے معروف تلامذہ میں مولانا قاری عبدالرحیم کلیم (ڈیرہ غازی خان)، مولانا عبدالاکبر محمدی (مدرس اشاعت العلوم چیچہ وطنی)، مولانا اختر محمدی (مدرس چیچہ وطنی) اور مولانا محمد اصغر حازم (جامعہ اشاعت العلوم چیچہ وطنی) کے نام آتے ہیں''۔

واقعی مولانا عزم وہمت کے پیکر اور جماعت کی علمی شخصیت تھے، آپ کی شہرت کی وجہ زہد وتقویٰ بھی تھا، آپ کے علم وتقویٰ کا لوگوں پر ایک اثر اور رعب تھا۔ انہوں نے ایک نمایاں قابل ذکر زندگی گزاری اور اپنا مقام لوگوں کے دلوں میں بنایا۔ آپ کا زہد وتقویٰ اور وسعت الخیالانہ سادگی ہمیشہ یاد رہے گی۔ مولانا نے ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء کو وفات پائی۔ نماز جنازہ حضرت قاری عبدالوکیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیقی رحمہ اللہ نے پڑھایا۔ آخر میں:

ہم سب کی دعا ہے یہی ہاتھوں کو اُٹھا کر
یارب تو انہیں جنتِ فردوس عطا کر

آپ کی اولاد میں ایک بیٹی اور ۵ بیٹے شامل ہیں۔

۴۰۹۔ ماسٹر عطاء اللہ محمدی صاحب

آپ مولانا کے بڑے صاحبزادے ہیں اور حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم کے خاص رفیق۔ موصوف دراز قد، پُروقار، پابند صوم وصلوٰۃ، علم دوست، متحرک، دلکش شخصیت اور نورانی چہرے کے مالک ہیں۔ طبیعت میں مستقل مزاجی نمایاں ہے۔ ماسٹر صاحب کی زندگی قابلِ رشک ہے، آپ سے مل کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

۱۹۷۴ء میں خان پور کے سرکاری سکول سے بطور ٹیچر اپنی خدمات کا آغاز کیا، بحیثیت مربی وداعی انہوں نے تحریک اہل حدیث کی دعوت خان پور کے طول وعرض میں پھیلانے کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ دورانِ ملازمت اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کمربستہ رہے اور علم کی روشنی پھیلانے کے لیے بے تاب۔

ضلع رحیم یارخان میں جماعت کی تنظیم سازی میں حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ سے کندھا ملا کر چلتے رہے، تنظیمی دوروں بالخصوص خان پور کی ابتدائی تنظیمی کہانی خود ان کی زبانی میں احبابِ جماعت کی دلجوئی کے لیے پُرمعنی اور سبق آموز پہلوؤں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

ماسٹر صاحب کے بیٹے جناب امان اللہ میرے نزدیک نہایت اہم آدمی ہیں، قاری صاحب کی گاڑی کے ڈرائیور کی حیثیت سے ان کی تمام نجی مصروفیات، تنظیمی میٹنگوں اور تبلیغی دوروں میں ہمراہ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

ہمارے محترم بزرگ ماسٹر عطاء اللہ صاحب ۲۰۰۲ء کو گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول خان پور سے ریٹائر ہوئے اور اپنی بقیہ زندگی کتاب وسنت کی ترویج کے لیے وقف کر دی۔ آپ کو تاحیات حضرت صدیقی صاحب کا بھرپور اعتماد حاصل رہا۔ اسی وجہ سے قاری صاحب نے انہیں ۲۰۰۸ء میں جامعہ محمدیہ اہل حدیث کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا، تاحال وہ اسی ذمہ داری کو نہایت احسن انداز سے نبھا رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اہل خان پور کی دینی بیداری میں مخلصانہ جدوجہد کو قبول کرے اور انہیں کامل صحت وشفا عطا فرمائے۔ آمین۔

زمانہ معترف ہے ، اب ہماری استقامت کا
نہ ہم سے قافلہ چھوٹا ، نہ ہم نے رہنما بدلا
رہ اُلفت میں گو ہم پر بہت مشکل مقام آئے
نہ ہم منزل سے باز آئے، نہ ہم نے راستہ بدلا

۴۱۰۔ قاری صاحب کی خان پور (ضلع رحیم یارخان) میں تشریف آوری

آج سے کم وبیش چالیس برس قبل ۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء بروز جمعۃ المبارک کو قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم ومغفور نے خان پور میں قدم رنجہ فرمائے۔ وہ اصل میں خان پور کی قدیمی جماعت خواجگان برادری کی تحریک پر قال اللہ وقال الرسول کی دعوت وتبلیغ کے لیے آئے اور یہاں کی قدیمی جامع مسجد خواجگان اہل حدیث اور تاریخی مدرسہ ''دارالقرآن والسنہ'' کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے اور تاحیات اس شہر کو رونق بخشتے رہے۔

قاری صاحب کا آبائی علاقہ اگرچہ ہری پور ہزارہ تھا لیکن اہل خان پور کی محبت نے انہیں خان پوری بنا دیا۔ وہ جہاں کہیں گئے خان پور کا لاحقہ ان کے نام کا حصہ رہا۔

قاری صاحب کے برادر اکبر محترم حاجی ملک محمد الیاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب لکھتے ہیں:

''۱۹۷۴ء میں ہماری والدہ کا انتقال ہوا۔ اس کے ساتھ ہی قاری صاحب نے خان پور ضلع رحیم یار خان کو تعلیم، تدریس اور تبلیغ کے لیے اپنا نیا مسکن بنانے کی ٹھانی۔ ان کے اس فیصلے نے بھی، سب کو حیران و پریشان کر دیا اور ان کو سمجھایا گیا کہ آپ اتنے دور دراز مقام کی طرف نہ جائیں اور اپنے شوق کی آبیاری کے لیے قریب ہی کسی جگہ کا انتخاب کر لیں، لیکن اللہ کو یہی منظور تھا، اپنی عادت کے مطابق انہوں نے ایک مشکل مقام کو جہاں شرک و بدعت عام تھا۔ وہاں توحید و سنت کی شمع جلانے کا عہد کیا اور اس عہد کو اس طرح بخوبی نبھایا کہ آج ضلع رحیم یار خان میں ہر سو اس شمع کی کرنیں اپنی روشنی بکھیر رہی ہیں۔ اہل علاقہ بخوبی جانتے ہیں۔ اس لیے انہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنی عرض کرنی ہے کہ ہم نے اپنا نوجوان رعنا بھائی آپ کے حوالے کیا تھا۔ جس نے اپنی زندگی کی ۳۸ بہاریں ایک ایسے مشن کی تکمیل کے لیے آپ کے درمیان بسر کیں، جو پیغمبروں کا مشن تھا۔ آپ سب گواہ رہیں کہ جب آپ کل رب کی عدالت میں پیش ہوں تو اللہ کے سامنے یہ گواہی ضرور دیں کہ ہمارے رب! قاری صاحبؒ نے ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دینے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا، تو ان کی اس سعی کو قبول فرما اور آج اپنی رحمت کے خزانوں سے ان پر رحمتیں برسا اور ان کے درجات کو بلند کر''۔

قاری صاحب کی خان پور میں تشریف آوری کے حوالے سے آپ کے سب سے قریبی ساتھی ہمارے محترم ماسٹر عطاء اللہ محمدی صاحب فرماتے ہیں:۔

خان پور میں ایک مدرس وخطیب کی ضرورت تھی، ہم نے ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور کے شمارے میں اشتہار دیا، تو بہت سے خطیب آئے اور جمعہ پڑھا کر واپس چلے گئے۔ ۱۹۷۳ء کے آخر میں خان پور میں سیلاب آیا اور وسیع پیمانے پر تباہی پھیلی۔ اس سے کچھ ماہ بعد قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب تشریف لائے اور خطبہ جمعہ دے کر پندرہ دن کا وعدہ کر کے واپس چلے گئے اور پھر واپس ۲۰ دن کے بعد آئے، ہم نے لیٹ آنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا:

''جب میں واپس جا رہا تھا، بہاول پور کراس کیا، تو خان پور آنے کا ارادہ بدل گیا، لیکن ایک رات میں گھر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک مجھے خیال آیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ میرا خستہ حال اور ٹوٹا گھر کیوں چھوڑ آئے .... تو میں کیا جواب دوں گا؟۔ چنانچہ میں نے ارادہ بدل لیا اور واپس خان پور چلا آیا''۔

۴۔۱۔ خدماتِ حسنہ کی ایک جھلک!

قاری صاحب نے خان پور پہنچ کر جامع مسجد خواجگان کو مرکز بنا کر مقامی جماعت کو متحرک کیا اور اسے منظم صورت میں ڈھالا۔ پھر اپنے رفقاء کے ساتھ قرآن وحدیث کی دعوت کا علم لے کر میدانِ عمل میں اترے۔ اس وقت خان پور کے مذہبی حالات نہایت دگرگوں تھے۔ خان پور شرک وبدعت کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ آپ کی دعوت سے مخالفتیں شروع ہوگئیں۔ مسلک اَحناف کے دونوں گروہ دیو بندی اور بریلوی حضرات نے مناظرے اور مباحثے کے چیلنج دینے شروع کر دیئے۔ اشتہار چھپنے لگے، ابتداء میں آپ نے کئی ایک کامیاب مناظرے کیے، اللہ نے دعوت اہل حدیث کو سچا ثابت کیا۔ سعید روحوں کا ایک گروہ آپ کا ہم نوا بن گیا۔ جاء الحق و زهق الباطل.

یہ وہ دور تھا جب تبلیغ کے میدان میں آپ گنتی کے چند مخلص احباب کے ہمراہ ڈٹے ہوئے تھے، لیکن یہ اکیلا پن انہیں دن رات دعوت حق دینے سے بعض نہ رکھ سکا۔ آپ کے قتل کی سازشیں کی گئیں۔ مقامی انتظامیہ کو ان کے خلاف کر کے جیل بھجوانے کی کوششیں ہوئیں، برادرانِ احناف نے ظلم وستم کی انتہاء کی، آپ جہاں دعوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیئے جاتے، طلباء کے ایک گروہ کو ان پر آوازیں کسنے اور پتھر مارنے پر معمور کیا جاتا، گویا کہ وادی طائف جیسا منظر تھا۔ قاری صاحب نے سیاسی لوگوں، جاگیرداروں، خاندانی رئیسوں اور مذہبی رہنماؤں سے محض خالص توحید وسنت کی تبلیغ کی پاداش میں ٹکر لی۔ انہیں یقین تھا کہ ان کا موقف، ان کی دعوت اور ان کا منہج سچا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ اہلِ حق کے ساتھ ہوتی ہے۔ وَکَانَ حقً علینا نصر المومنین.

آپ کی مخلصانہ سعی سے خان پور کے کونے کونے میں مسلک اہل حدیث کی تبلیغ واشاعت ہوئی۔ قاری صاحب تجربہ کار مدرس، کامیاب منتظم، نامور محدث، مستند مفتی، عظیم مفسر قرآن، کامیاب صحافی، اہل حدیث کے مشہور مقرر وشعلہ بیان خطیب اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی رہنماء تھے، مگر ان تمام نسبتوں کے باوجود انتہاء پسند بالکل نہیں تھے۔ معتدل رہنماء تھے، دین کی بنیادی تعلیمات کو روشناس کرانے میں انہوں نے کسی قسم کی مفاہمت نہ کی، بلکہ مضبوط ارادے اور دلائل کی قوت کے ساتھ مسلکِ اہل حدیث کا منہج ومنشور پیش کیا۔

میں نے کسی جگہ ایک دانشور کا یہ قول پڑھا تھا Brain Power, Man Power, Money Power and Mine Power are all useless without will Power. اس کا مطلب ہے کہ دماغی قوت، افرادی قوت، پیسہ کی قوت اور معدنی قوت یہ تمام قوتیں اس وقت تک لاحاصل ہیں، جب تک مستحکم قوتِ ارادی نہ ہو۔ قاری صاحب کی کامیابی میں ان کا اللہ کی ذات پر پختہ یقین اور مضبوط قوتِ ارادی کا بڑا عمل دخل تھا۔ انہوں نے جامعہ محمدیہ اہل حدیث (للبنین وللبنات) قائم کی، مرکزِ اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔ دعوت اہلِ حدیث کے فروغ کے لیے تنظیم سازی کی، مردم شماری کے ذریعے پوری جماعت کو ایک نظم کا پابند بنایا۔ اسلامی صحافت کے احیاء کے لیے ''نداء الایمان'' کا اجراء کیا۔ لوگوں میں قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنے کے لیے قرآن کی تفسیر لکھنا شروع کی۔ شرک و بدعات پر کاری ضرب لگانے کے لیے جمعہ کے خطبات اور سالانہ کانفرنسوں اور جلسوں میں تقاریر کیں۔ ملی جذبے کے ساتھ اسلام دشمن قوتوں کو بے نقاب کیا۔ قومی مسائل کے حل کے لیے نپی تلی تجاویز دیں۔ خدمت ملک ودین کے جذبے سے سرشار ہو کر تمام قومی وملی تحریکوں میں پیش پیش رہے۔ انہوں نے دینی وتبلیغی مراکز قائم کیے۔ مدرسے ومساجد تعمیر کروائیں، یتیموں، بیوگان اور مفلوک الحال لوگوں کے لیے خصوصی فنڈز قائم کیے.........

قاری صاحب کے متعلق یہ سب اجمالی باتیں ہیں، آیئے! ان سب کی تفصیل سے آگاہ کرنے کے لیے ہم آپ کو آئندہ کے صفحات میں لے چلتے ہیں۔

۵۔ تبلیغی خدمات

جلے تو شان سے یا پھر اُسے گل کر دیا جائے
ہوا کے رُخ پہ کچھ یوں رکھ دیا جلتا دیا اپنا

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حق اور باطل کے مابین جنگ قیامِ ازل سے جاری ہے، قانون فطرت ہے، جس معاشرے میں شر کے نمائندوں نے اس کے فروغ کے لیے اپنی مذموم کوششیں کیں، اللہ تعالیٰ نے اس معاشرے کے ایک فرد کے ہاتھ میں خیر کا علم دے کر شر کا قلع قمع کر دیا، خیر کا وہ نمائندہ نہ صرف اس معاشرے کے افراد کے عقائد ونظریات کی اصلاح کرتا، بلکہ ان کا تزکیہ نفس کر کے، انہیں منشاء الٰہی کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے شب و روز دعوت وتبلیغ کے فرائض سرانجام دیتا۔ دعوت وتبلیغ کے اس مقدس فریضہ کی ترویج کے لیے اسے کئی کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا، اور کبھی تو راہِ حق میں اس قدر مصائب درپیش آتے کہ داعی کے حوصلے پست ہونے لگتے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے قرآن کا حکم فاصدع بماتومر یاد کرایا جاتا، حق وصداقت کا وہ علم بردار ایک بار پھر نئے عزم اور حوصلے سے اپنے ہدف کی طرف رواں دواں ہو جاتا۔

تکالیف اور ایذاؤں کا یہ سلسلہ صرف اسی تک محدود نہ رہتا، بلکہ اس کے ہم سفروں کو بھی جبر واستبداد برداشت کرنے پڑتے، حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد اُمت مسلمہ کے خیر کے نمائندے اس پاکیزہ اور عظیم مشن کو بطریق احسن نسل نو میں منتقل کر رہے ہیں۔ بطلِ حریت حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا شمار بھی اہل حق کے اسی قافلے میں ہوتا ہے، جنہوں نے شرک وبدعات کے مقابل توحید وسنت کا نور پھیلایا، آپ نے باطل پرستوں کے ایوانوں میں صدائے توحید بلند کی، آپ کی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ نصف صدی پر محیط ہے۔ اہل خان پور کے لیے قاری صاحب کی ذاتِ گرامی ایسا چشمۂ فیاض تھی، جس سے بہاول پور ڈویژن کے اطراف واکناف سے تشنگانِ علوم سیراب ہوتے رہے۔ ان کی خدمت کا دائرہ صرف ضلع رحیم یار خان ہی نہیں بلکہ سرزمین سندھ میں بھی پھیل گیا تھا۔

اہلِ سندھ کو اوہام پرستی اور شرک وبدعات کی بادِ صرصر سے بچانے اور جنوبی پنجاب میں توحید وسنت کی معطر بادِ صبا کے چلن میں ان کی تبلیغی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۵.۱- اہل خان پور کی دینی ومعاشی پسماندگی

قاری صاحب رحمہ اللہ اس علاقے کی دینی پسماندگی کا ذکر اپنی ایک تحریر میں یوں کرتے ہیں:۔

''یہ پورا علاقہ شرک وبدعات اور جہالت وگمراہی کا مرکز تھا، ہر طرف قبر پرستی کا دور دورہ تھا، پورے علاقے میں اہل شرک وبدعت کی مشہور خانقاہیں، آستانے اور بدعات وخرافات کی ترویج کے لیے بڑے بڑے مرکز اور ادارے تھے، ساتھ ہی اس علاقے کی معاشی پسماندگی اور جہالت کی وجہ سے عیسائی، قادیانی اور ہندو تبلیغی مشن غریب لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے اپنی بھرپور کوششوں میں مصروف تھے، جبکہ دوسری طرف اس پورے خطے میں حق وصداقت کی کوئی مؤثر آواز سنائی نہ دیتی تھی اور خصوصاً مسلک اہل حدیث اور عاملین سنت کے خلاف نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اگر کوئی شخص سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز ادا کرتا، تو اس کو دھکے دے کر مسجد سے نکالا جاتا، مسجدوں کو دھویا جاتا اور صفیں جلادی جاتیں''۔

۵.۲- دعوت وتبلیغ کے میدان میں ابتلاء وآزمائش

قاری صاحب رحمہ اللہ نے جب خان پور میں دعوت وتبلیغ کا بیڑا اٹھایا، تو شرک وبدعت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں قرآن وسنت کا چراغ روشن ہوا، تو حسب دستور مقلدین، مشرکین، مبتدعین، قبر پرستوں، ملنگوں اور مذہبی بہرے پیروں نے اوچھے ہتھکنڈے، استعمال کر کے اس چراغ کو گل کرنے کی ناکام کوشش کی۔

؎ نورِ توحید ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قاری صاحب نے خان پور میں ابتدائی ایام دیوبندی حضرات کی کثرت کی وجہ سے سخت آزمائش اور کڑے ایام سے گزارے، اس وقت جماعت اہل حدیث سے وابستگی اہل توحید کے لئے چیلنج تھی، ''مخزن العلوم'' ——— دیوبندیوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ اس ادارے کو دیوبندی حضرات احناف کی سپریم کورٹ سمجھتے ہیں، جس کے بانی حضرت شیخ عبداللہ درخواستی صاحب ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے۔

''یااللہ! اس نوجوان [قاری عبدالوکیل صدیقی] کو زمین سے اٹھالے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتیٰ کہ مولانا صدیقی رحمہ اللہ کو سیاست کے جال میں پھنسانے کی کوششیں کی گئیں، جو اللہ کے فضل سے بری طرح ناکام ہوئیں، تو پرانے شکاریوں نے نئے جال بننا شروع کیے، آپ پر ناحق فتوے لگائے گئے، بے بنیاد الزامات کی بوچھاڑ کی گئی۔ ان حالات میں حضرت قاری صاحب جبلِ استقامت ثابت ہوئے، تب مخالفین نے علاقائی اور خاندانی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے آپ کو بیانِ توحید کے ''جرم'' میں خان پور سے نکالنے کی کوشش کی۔

اس ابتدائی پریشان کن دور میں ہمت نہیں ہاری، اور ایک لمحہ کے لیے بھی مایوس نہ ہوئے، حالات کی خرابی ان کے چہرے کی مسکراہٹ نہ چھین سکی۔

چشم فلک اس پر شاہد ہے کہ اس داعیٔ توحید نے بے خوف و خطر محض فضل باری تعالیٰ کے سہارے دعوت الی اللہ کا فریضہ یکسو ہو کر خان پور کے اطراف واکناف میں فرمان الٰہی قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني پر عمل کرتے ہوئے قرآنی علوم ومعارف کی برسات کرتے رہے، ایک طویل جدوجہد کے بعد سینکڑوں انسان کی اصلاح وتربیت ممکن ہوئی اور علماء وطلباء کی ایک زبردست کھیپ تیار ہوگئی۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مجاہد، میں اسی لئے نمازی

۵.۳- شہر سے باہر چکوک میں تبلیغی پروگرام

قاری صاحب نے دعوت وتبلیغ کا سلسلہ صرف شہر تک محدود نہ رکھا بلکہ خان پور کے قرب وجوار میں واقع تمام چکوک اور دیہاتوں میں بھی گئے۔ اس سلسلے میں ماسٹر عطاء اللہ محمدی اور عزیز الرحمٰن علوی قاری صاحب کے ساتھ ہوتے، ان کے بقول ہم لوگ سائیکلوں پر جاتے، عصر کی نماز کے بعد سپیکر سائیکل کے پیچھے رکھ لیتے۔ چکوک میں جا کر دعوت وتبلیغ پیش کرتے، اسی طرح مغرب کی نماز کے بعد اور عشاء کی نماز کے بعد مساجد میں درس دیتے اور کھانے کے لیے کسی کو تکلیف نہ دیتے۔ ضرورت کا سامان ساتھ لے جاتے تھے۔ لوگ حیران ہوتے کہ یہ کیسے لوگ ہیں، ہمیں مفت دین کی باتیں سناتے ہیں، نہ کچھ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ کسی قسم کا کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں۔

۵.۴- خان پور کی چند مشہور مساجد

قاری صاحب نے بڑی محنت اور کٹھن مراحل سے گزر کر خان پور میں دعوت کا کام کیا۔ آج شہر کے تقریباً ہر کونے میں اہل حدیث کی جامع مسجد کے مینار صدائے توحید بلند کرتے نظر آئیں گے۔ انہوں نے خان پور تحصیل میں ساٹھ سے زائد مساجد تعمیر کروائیں۔ شہر کی چند مشہور مساجد کے نام۔

① جامع مسجد خواجگان
② جامع مسجد بیت المکرم
③ جامع مسجد ریاض الجنۃ
④ جامع مسجد قباء اہل حدیث
⑤ جامع مسجد حقانیہ غریب آباد
⑥ جامع مسجد دار السلام

۵.۵- جامع مسجد خواجگان میں ترجمہ وتفسیر کی خصوصی کلاس

قاری صاحب کے نزدیک شرک وبدعات اور رسوماتِ جاہلیہ کا رد صرف قرآن مجید کے فہم ہی سے ممکن ہے۔ چنانچہ گزشتہ کئی برسوں سے ان کا یہ معمول تھا کہ جامع مسجد خواجگان میں صبح بعد نماز فجر عمومی درس دیتے اور بعد نمازِ مغرب قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پڑھاتے، اس میں شہر کے معتمد تاجر، علماء، زعماء، سیاستدان، ادیب ودانشور حضرات شریک ہوتے اور فہم قرآن کے رموزِ علمیہ سے آشنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے۔

ترجمہ وتفسیر کی یہ کلاس چار دفعہ مکمل ہو چکی تھی۔ پانچویں مرتبہ جاری تھی، ۲۷ پاروں کا ترجمہ وتفسیر مکمل ہو چکی تھی کہ قاری صاحب مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵.۶- بیرون ملک تبلیغی دورے

قاری صاحب قرآن وسنت کے عالمی مبلغ تھے، آپ نے دعوت وتبلیغ کے لیے کئی مسلم وغیر مسلم ممالک کے اسفار کیے، متعدد عالمی تبلیغی کانفرنسوں میں انہیں خطاب کرنے کا موقع بھی میسر آیا۔ انہوں نے سعودی عرب، برطانیہ، افغانستان، مصر، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات، عمان، ترکی، ہالینڈ وغیرہ کے دورے کیے اور وہاں کی مسلم کمیونٹی اور اسلامی تنظیموں کی کانفرنسوں، جلسوں مذاکروں اور خصوصی سیمینارز سے خطاب کر کے لا الہ الا اللہ کی دعوت کو ہر عام وخاص تک پہنچا کر پیغمبرانہ مشن پورا کیا۔ حرمین شریفین سے آپ کو خاص لگاؤ تھا، ہر سال بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے۔ تین مرتبہ آپ کو سعودی عرب کے خصوصی مندوب کے طور پر بلایا گیا۔ وفات سے چار ماہ قبل زندگی کے آخری سفرِ حج کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب گئے۔ حالانکہ خاصے بیمار تھے لیکن پرعزم یقین کے ساتھ روانہ ہوئے اور سعادت حج سے مالا مال لوٹے۔

۵.۷- دردِ شعور اور صدیقی مرحوم

قاری صاحب کی تبلیغ کا سب سے بڑا ورثہ وہ الفاظ ہیں، جو ہمارے ذہن کے دریچوں میں ان کے لیکچرز، خطبات اور تحریروں کی صورت میں موجود ہیں۔ اگر ہم اس ورثہ کو سنبھال لیں تو ہماری نجات اخروی یقیناً ہے۔ قاری صاحب کی دعوت وسخن کو اپنانے اور عام کرنے کی صدا کے الفاظ خاکسار کی زبان میں یوں ہیں:

ہم اس دعوت کی، اس درد کی قیمت نہیں مانگتے
اور اس کا بدلہ، معاوضہ یا شہرت نہیں مانگتے
اور نہ ہی کیلنڈر کی تصویر بننا چاہتے ہیں
بس جو ہمارے بعد آئے، ان کو یہ بات بتا دینا
کہ ہم ایک دائمی زندگی، آخرت کی آئیڈیل زندگی بناتے رہے ہیں
اور روشنی کو پانے کے لیے
اندھیروں کے ساتھ لڑتے رہے

۶- جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور (للبنین وللبنات)

قرآن وحدیث اسلامی تعلیمات کا منبع وسرچشمہ ہیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے بغیر اسلامی معاشرے اور اسلامی ملک بلکہ پورے کرۂ ارض کی بقاء اور پُر امن زندگی کا تصور ناممکن ہے۔ غارِ حرا کی پہلی وحی کے نزول کے بعد مکہ میں دارارقم اور مدینہ میں اصحابِ صفہ کے چبوترے کو اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت کے لیے منتخب کر کے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس کے بعد قرن بہ قرن، صدی بہ صدی اور دن بہ دن دینی واصلاحی درس گاہوں کا اضافہ ہوتا رہا اور آج پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے مدارس کا قیام جاری ہے۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ ایک جید عالم دین، مفسر قرآن، بے باک مبلغ اور یگانہ روزگار مدرس تھے۔ ان کا فلسفہ حیات شمع فروزاں کی طرح جہالت کی تاریکی کا سینہ چیر کر علم کی روشنی کو عام وخاص تک پہنچاتا تھا۔

انہوں نے ۱۹۸۶ء میں خان پور کے مین علاقے رحمان کالونی، ماڈل ٹاؤن، بائی پاس روڈ پر اصحاب صفہ کی درس گاہ کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے جامعہ محمدیہ اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔ جو آج نظم ونسق اور تدریسی وتعلیمی اعتبار سے پورے پاکستان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعات میں اپنی مثال آپ ہے۔ ۲۶ جون ۱۹۸۹ء کو جامعہ کے افتتاح کے لیے حضرت امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ تشریف لائے۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور خستہ حال تعمیر میں قائم چھوٹے سے مدرسے سے لے کر عظیم الشان تعمیر کی بڑی درس گاہ میں قرآن وحدیث کی تعلیم کا طریقہ تدریس بچوں کے حفظ و ناظرہ قرآن پڑھنے سے لے کر طلبہ کے تفسیر وحدیث اور فقہ السنن سیکھنے کی صورت یکساں نظر آئے گی۔

اسی دینی درسگاہ کا مقصد اول روز سے لے کر آج تک اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان میں اسلامی تعلیمات کے ماہرین، قرآن و حدیث میں گہری نظر رکھنے والے علماء اور علوم اسلامیہ خصوصاً حدیث میں دسترس رکھنے والے محدثین اور رجال پیدا کیے جائیں، جو اسلامی معاشرے میں عام مسلمانوں سے اسلام کا رشتہ جوڑ سکیں اور اسلامی تہذیب وتمدن کی ابدی صداقت کو اجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیں اور بحمد اللہ جامعہ محمدیہ ہر دور میں اپنے بلند مقصد کے حصول میں ایک بڑی حد تک کامیابی بھی حاصل کر چکا ہے۔

مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹی اپنی کتاب ''برصغیر میں اہل حدیث کی سرگزشت'' میں جامعہ محمدیہ اہل حدیث کے متعلق اپنے تاثرات یوں رقم فرماتے ہیں:۔

''جنوبی پنجاب میں ضلع رحیم یار خان کے شہر خان پور میں کسی زمانے میں اہل حدیث کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی، قاری عبدالوکیل صدیقی کو اللہ نے توفیق بخشی اور انہوں نے گاؤں گاؤں جا کر اس مسلک کی تبلیغ کی اور لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ ان کی تگ ودو اور بھاگ دوڑ کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہر خان پور اور اس کے گردونواح میں اہل حدیث کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا کہ اس کا کسی زمانے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خان پور میں ان کی کوشش سے جامعہ محمدیہ اہل حدیث کے نام سے بہت بڑا تدریسی سلسلہ جاری ہو گیا، جس میں خاصی تعداد میں طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں اور متعدد اساتذہ انہیں تعلیم دینے پر متعین ہیں۔ یہ سلسلہ روز بروز بڑھ رہا ہے اور ان شاء اللہ بڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب ممدوح کو جزائے خیر سے نوازے''۔ آمین۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث کی موجودہ کیفیت کے متعلق حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

''جامعہ کی تاسیس ان انتہائی نامساعد حالات میں آج سے بتیس سال پہلے رکھی گئی۔ ابتداء میں یہ چھوٹا سا مدرسہ تھا، جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مخلص احباب واخوان کے تعاون سے آج ایک عظیم جامعہ کی صورت اختیار کر چکا ہے، کتاب وسنت کی بے لوث خدمت واشاعت اور نہایت اعلیٰ ومثالی کارکردگی کی وجہ سے یہ جامعہ ایک تحریک بن چکا ہے، جس کے زیر اہتمام بے شمار مساجد ومدارس کام کر رہے ہیں، جبکہ دیگر متعدد شعبہ جات بھی شب و روز دینِ حنیف کی خدمت میں مصروف ہیں''۔

۶.۱- جامعہ محمدیہ سے ملحق عظیم الشان مرکز اہل حدیث کی تعمیر

جامعہ محمدیہ سے ملحق کتاب وسنت کے حاملین کا عظیم الشان مرکز اہل حدیث پورے خطے کے باسیوں کے لیے کشش کا باعث بنا ہوا ہے۔

ہمارے ممدوح گرامی حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء علماء حضرات کی دعوتی وتبلیغی کاموں میں روز افزوں اضافہ ہوا تو اس وقت جماعت کے لیے ایک عظیم الشان مرکز کی ضرورت محسوس ہوئی۔

قاری صاحب مرحوم خود اپنی ایک تحریر میں اس ناگزیر صورت حال کے متعلق لکھتے ہیں:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ابتدائی کام جامع مسجد اہل حدیث اور اس سے ملحقہ ایک چھوٹی سی بلڈنگ میں شروع کیا گیا۔ بعد ازاں کام کی وسعت کے پیش نظر عظیم الشان مرکز کے لیے ٹاؤن سے ملحق نہایت موزوں محل وقوع پر جو بیس کنال کا پلاٹ لاکھوں روپے کے زرکثیر سے خریدا گیا۔ جہاں عظیم الشان جامع مسجد، درس گاہیں، دارالاقامہ، دارالافتاء، دارالایتام، مدرسۃ البنات، لائبریری اور دیگر شعبہ جات کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا۔ اس عظیم مرکز کی عمارت تین بلاکوں اور ایک عظیم الشان جامع مسجد پر مشتمل، جدید طرز کے خوب صورت نقشہ جات تیار کروا کر تعمیری کام کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔

اس عظیم الشان مرکز کا سنگ بنیاد ایک نہایت ہی باوقار تقریب اور روح پرور تقریب میں امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔

مرکز کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے، بفضل اللہ تعالیٰ اب تک تقریباً ۴ کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جبکہ کل اخراجات کا تخمینہ ۳ کروڑ روپے سے زائد ہے۔

۶.۲- جامعہ محمدیہ اہل حدیث کے دیگر شعبہ جات

اب ہم جامعہ کے دیگر شعبہ جات کا ذکر کرتے ہیں۔

① شعبہ تعلیمات
② شعبہ تنظیم المساجد
③ شعبہ تبلیغ
④ شعبہ دارالافتاء
⑤ شعبہ فلاح و بہبود
⑥ شعبہ نشر و اشاعت
⑦ دارالمطالعہ لائبریری
⑧ تنظیم جماعت
⑨ شعبہ تجوید و قرأت
⑩ جامعہ محمدیہ اہل حدیث للبنات کا قیام
⑪ خصوصی نائٹ کلاس ترجمۃ القرآن بمعہ تفسیر القرآن الکریم
⑫ مصارف اور اصحاب خیر

اب ان تمام شعبہ جات کا تفصیلی تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ شعبہ تعلیمات

گمراہی اور فرقہ پرستی کے اس دور میں جامعہ محمدیہ اعتدال کا نقیب اور اصل اسلام، کتاب و سنت کا داعی اور علم بردار ہے۔ عام روایتی مدارس کی طرز سے ہٹ کر قدیم و جدید علوم کے امتزاج سے ایسے تعلیم یافتہ، صاحب کردار اور باصلاحیت افراد تیار کرتا ہے، جو کہ خدمت اسلام کے سچے جذبے سے سرشار ہو کر نہایت اعلیٰ، باوقار طریقہ سے زندگی کے ہر میدان میں باطل فتنوں کی سرکوبی کر کے اسلام کی عظمت وحقانیت کا لوہا منوا سکیں۔ اس نصب العین کے پیش نظر جامعہ کا تعلیمی نصاب و نظام انتہائی اعلیٰ اور معیاری ہے۔ جو کہ قدیم و جدید علوم کا حسین امتزاج ہے۔ جامعہ وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان کا باقاعدہ رکن ہے، جس کی سند حکومت پاکستان کی طرف سے ایم اے کے مساوی تسلیم کی جاتی ہے۔ جامعہ کی مکمل تعلیم وفاق کے مطابق ہے اور امتحانات بھی وفاق کے شیڈول کے مطابق ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول فقہ، ادب، عربی، صرف و نحو، میراث، فن خطابت کے علاوہ انگلش، حساب، تاریخ، سائنس وغیرہ جملہ علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔

تعلیمی وتدریسی میدان میں ۔۔۔۔

① شعبہ علوم اسلامیہ
② وفاق المدارس السّلفیہ
③ شعبہ تفسیر القرآن الکریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ شعبہ تحفیظ القرآن وناظرہ

⑤ شعبہ تجوید وقرآت

⑥ شعبہ علوم عصریہ۔ مڈل تا بی اے

⑦ فاضل عربی

⑧ شعبہ تربیت بنات

فی الحال تقریباً سات سو مقامی و بیرونی طلباء وطالبات اور تیس اساتذہ کرام تعلیم وتعلم میں مشغول ہیں، جبکہ آئندہ برسوں میں اس تعداد میں یقینی اضافہ متوقع ہے۔ طلباء کی جملہ ضروریات کا جامعہ کفیل ہے۔ اب تک ۳۰۰ سے زائد طلباء مکمل قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں اور تین سو سے زائد علماء کرام اور فضلاء کرام اندرون ملک و بیرون ملک خدمت دین میں مصروف ہیں۔

طلباء کی علمی، فکری، اخلاقی تربیت، جہاد کی عملی تربیت کا اہتمام اور نماز پنجگانہ باجماعت کے ساتھ، تہجد کی پابندی جامعہ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ علاوہ ازیں شہر کے کاروباری حضرات، کالجوں، سکولوں کے طلباء اور ملازم پیشہ حضرات کے لیے بعد نماز مغرب تا عشاء قرآن مجید کے لفظی اور بامحاورہ ترجمہ اور تفہیم وتفسیر کے لیے خصوصی کلاس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ الحمد اللہ تین مرتبہ یہ کلاس نہایت کامیابی کے ساتھ مکمل ہوچکی ہے جبکہ چوتھی مرتبہ یہ کلاس شروع کی جارہی ہے۔ شہرہ احباب اس سے استفادہ فرمائیں۔

۲۔ شعبہ تنظیم المساجد

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے زیر اہتمام اب تک خان پور کے گردونواح میں تقریباً پچاس مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ جب کہ متعدد مساجد کی تعمیر میں بھر پور تعاون کیا گیا ہے۔ تمام مساجد میں خطبہ جمعہ کے لیے علماء وخطباء کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں اور ابتدائی تعلیم وتدریس کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ جہاں بھی جماعت سے کچھ لوگ منسلک ہوتے ہیں۔ وہاں فی الفور مسجد کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ بہاول پور ڈویژن کی پچاس سے زائد مساجد ''تنظیم المساجد'' کے نظم سے وابستہ ہیں۔ متعدد مساجد کے مکمل اور کچھ کے جزوی اخراجات بذمہ جامعہ ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع رحیم یار خان کے مزید دس اہم مقامات پر بھی بہت جلد مساجد کی تعمیر کا پروگرام ترتیب دیا جا چکا ہے۔ جب کہ خان پور شہر ماڈل ٹاؤن A اور B، صدر بازار اور محلہ اسلام آباد میں چار نئی عظیم الشان جامع مساجد کی تعمیر ہو چکی ہیں۔ وللہ الحمد۔

۳۔ شعبہ تبلیغ

اللہ کے فضل و کرم سے جامعہ کا یہ شعبہ بے حد فعال اور متحرک ہے۔ علاقہ بھر میں دور دراز مقامات پر سال بھر میں سینکڑوں تبلیغی و اصلاحی اجتماعات ہوتے ہیں۔ جن میں مقامی و بیرونی علماء و مبلغین لوگوں تک قرآن وحدیث کی دعوت پیش کر کے ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرتے ہیں۔ سال کے آخر میں سالانہ سہ روزہ مرکزی سیرت النبی ﷺ کانفرنس خان پور میں منعقد ہوتی ہے۔

اب تک ۳۸ سالانہ کانفرنسیں منعقد ہوچکی ہیں، ان میں عالم اسلام کے ممتاز جید علماء کرام، خطبائے عظام، محدثین ومفکرین خطاب کر چکے ہیں۔ الحمدللہ خان پور کی سالانہ کانفرنسیں ملک گیر شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ ملک بھر سے ہزاروں افراد جوش وخروش سے شرکت کرتے ہیں۔ اسی طرح گزشتہ دو برس سے سالانہ حسنِ قرأت کانفرنس کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔ جس میں ممتاز، جید عالمی ایوارڈ یافتہ قرآء کرام تشریف لاتے ہیں۔ شعبہ تبلیغ کی بے حد مثالی اور لائق تحسین کارکردگی کی وجہ سے بلا مبالغہ ہزاروں بھٹکے ہوئے بھائیوں کو راہِ ہدایت نصیب ہوچکی ہے اور ان کے گلستان ایمان میں بہار آچکی ہے، اس شعبہ میں بیس سے زیادہ مقامی وعلاقائی مبلغین بلا معاوضہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعزازی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس اہم ترین شعبہ کے دائرہ کار کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لیے ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ جس کے تحت مساجد میں تبلیغی پروگراموں کے علاوہ مختلف جگہوں پر پروگرام ہوتے ہیں۔ خصوصاً پرانی سبزی منڈی، چوک دل کشا ہوٹل میں، محلّہ رحیم آباد۔ یونیکو گرامر سکول، دین پور چوک سے ملحقہ ایریا میں بڑے جاندار اور شاندار نتائج کے حامل پروگرام ہر مہینے منعقد ہوتے ہیں جن سے شرک و بدعت کے ایوانوں میں تہلکہ مچا ہوا ہے۔ وباللہ التوفیق

۴۔شعبہ دارالافتاء

جامعہ کا یہ شعبہ نہایت مستعدی سے قرآن وسنت کی روشنی میں عوام الناس کی دینی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے ہزاروں سوالات کے تحریری جوابات نہایت تفصیل وتحقیق اور ذمہ داری ودیانت داری سے بغیر کسی معاوضہ کے دیے جاتے ہیں۔ اب تک جامعہ کے دارالافتاء سے ۱۶ ہزار سے زائد فتاویٰ تحریر ہو چکے ہیں۔ ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے جملہ مسائل کی صحیح راہنمائی کے لیے پورے اعتماد کے ساتھ ہمارے دارالافتاء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس سخت محنت طلب کام میں قرآن وسنت کی روشنی میں پوری ذمہ داری اور دیانت داری سے اللہ کے بندوں کی بے لوث راہنمائی کی جاتی ہے۔

۵۔شعبہ فلاح وبہبود

جامعہ نے اپنے محدود وسائل اور لامحدود مسائل کے باوجود خدمت خلق کو اپنے پروگرام میں شامل رکھا ہے۔ اس شعبہ کے تحت وقتاً فوقتاً بیواؤں، یتیموں، مریضوں، مستحق طلباء، غرباء، نادار وسفید پوش حضرات سے حتی المقدور نقدی، وظائف، پارچہ جات، غذائی اجناس اور ادویات کی صورت میں تعاون کیا جاتا ہے۔ جبکہ سیلاب اور دیگر قدرتی آفات سے متاثرہ حضرات کی بھی بھرپور اعانت کی جاتی ہے۔

۶۔شعبہ نشر واشاعت

پڑھے لکھے لوگوں کو دعوت حق پہنچانے کے لیے شعبہ ہذا کے تحت دینی، مسلکی، اصلاحی لٹریچر پر مشتمل کتابیں، پمفلٹ، رسائل و پوسٹر وغیرہ چھپوا کر یا قیمتاً خرید کر مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں متعدد اہل علم کی ہزاروں کتابیں، پمفلٹ، رسائل، کتابچے وغیرہ تقسیم کیے جا چکے ہیں، جبکہ ناخواندہ متلاشیانِ حق تک کیسٹوں کے ذریعے بھی دعوت حق پہنچائی جاتی ہے۔

۷۔دارالمطالعہ لائبریری

علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے دینی اسلامی، تاریخی کتب پر مشتمل لائبریری دارالمطالعہ بھی قائم ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی، اردو، سندھی، پنجابی وغیرہ زبانوں میں مختلف موضوعات پر کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ لائبریری میں موجود ہے۔ ساتھ ہی کیسٹ لائبریری کا جال بچھایا گیا ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ان لائبریریوں سے عوام الناس استفادہ کررہے ہیں۔

۸۔تنظیم جماعت

دین ودنیا کا کوئی بھی کام ہو۔ نظم وضبط اور ڈسپلن کے بغیر ہرگز صحیح اور مکمل نہیں ہوسکتا۔ دینی امور کی تکمیل کے لیے جماعتی نظام کا قیام اشد ضروری ہے۔ چنانچہ جس مقام پر بھی افراد جماعت تھے، وہاں جماعتی حلقہ قائم کیا گیا اور پھر چند حلقوں پر مشتمل ابتدائی یونٹ، تشکیل دیا گیا۔ تحصیل خان پور میں ۶۰ حلقہ جات، ۲۰ ابتدائی یونٹ تشکیل دیے گئے ہیں۔ ان ابتدائی یونٹوں کے ناظمین پوری پوری سرگرمی سے اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ پوری تحصیل میں نہایت منظم طریقے سے تمام افراد جماعت، مردوخواتین، بچوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام اور دیگر کوائف کا اندراج کیا گیا ہے۔ جو کہ پورے ملک میں منفرد مثال ہے۔ حتمی افرادی قوت اور تنظیم جماعت کی تمام تفصیلات کا ریکارڈ مرکزی دفتر میں موجود ہے۔

۹۔ شعبہ تجوید وقرآت

جامعہ میں شعبہ تجوید وقرآت کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ کہنہ مشق اور فاضل قرآء کی خدمات حاصل ہیں۔

۱۰۔ جامعہ محمدیہ اہل حدیث للبنات کا قیام

مدرسۃ البنات! بچیوں کی مثالی اور عمدہ تعلیم و تربیت کے لیے مدرسۃ البنات ایک دیرینہ خواب تھا جو بحمد اللہ پورا ہو چکا ہے۔ پچاس لاکھ روپے کے مصارف سے خواتین کے لیے دومنزلہ مسجد اور درس گاہ کی عمارت مکمل ہو چکی ہے جس میں کم از کم پانچ صد طالبات کی رہائش اور تعلیم کی گنجائش ہے۔ ۲۰۰۰ء سے بچیوں کی تعلیم وتربیت کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ چار سالہ عالمہ کورس کے ساتھ وفاق المدارس السلفیہ کی بی اے کی ڈگری کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اب تک ۱۰۰ عالمات، فاضلات اور ۲۰۰ قرآن پاک کی حافظات تعلیم کی تکمیل کر کے تکمیل اور سند فراغت پا کر ملک کے طول وعرض میں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند کر رہی ہیں۔

۱۱۔ خصوصی نائٹ کلاس ترجمۃ القرآن بمعہ تفسیر القرآن

جامعہ ہذا کی اس خصوصی کلاس میں شہر کے کاروباری حضرات، کالجوں اور سکولوں کے اساتذہ کرام اور طلباء و ملازمت پیشہ حضرات کے لیے بعد نماز مغرب تا عشاء قرآن مجید کے لفظی و بامحاورہ ترجمہ اور تفسیر کی تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ پانچ مرتبہ شروع سے لے کر آخر تک یہ کلاس نہایت کامیابی کے ساتھ مکمل ہو چکی ہے۔ اب چھٹی بار یہ کلاس پھر کامیابی سے شروع کرنے کا پروگرام ہے۔ قرآن مجید سیکھنے اور سمجھنے کے خواہش مند، کاروباری حضرات، سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ وطلباء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات داخلے کے لیے فوری رجوع کریں۔

۱۲۔ مصارف اور اصحاب خیر

جوں جوں جامعہ کا دائرہ کار وسیع ہو رہا ہے اس مناسبت سے سالانہ بجٹ میں بھی اضافہ ہو رہا ہے جو کہ اب مختلف شعبوں کا سالانہ بجٹ ۵۰ لاکھ روپے سے زائد ہے، جب کہ جامعہ کے لنگر کے لیے سالانہ پندرہ سومن گندم درکار ہوتی ہے۔ مرکز اہل حدیث کا عظیم اور وسیع تعمیراتی منصوبہ تقریباً تین کروڑ روپے کا مزید متقاضی ہے۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث کے یہ عظیم مصارف رضائے الٰہی کے طلب گار دینی مسلکی اور جماعتی تڑپ رکھنے والے نہایت مخلص ترین اصحاب خیر کے مخلصانہ فراخ دلانہ اور فیاضانہ تعاون سے ہی پورے ہوتے ہیں۔ جامعہ کا عام مدارس اور اداروں کی طرح کوئی روایتی سفیر نہیں ہے، بلکہ جماعت کے سراپا اخلاص، بےلوث اور فیاض معاونین نہایت خاموشی سے ان مصارف کو پورا کرتے ہیں۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کی اس نیکی اور جذبہ ایثار کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ایسے مخلصین کو دین و دنیا اور آخرت کی بے پناہ برکتوں اور سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

۷۔ سالانہ عظیم الشان سیرت النبی کانفرنس

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے خان پور میں اپنی آمد کے اگلے سال ۱۹۷۵ء میں اپنے رفقاء خواجہ منظور احمد مرحوم، خواجہ محمد ادریس ایڈووکیٹ، خواجہ بشیر، ماسٹر عطاء اللہ محمدی و دیگر مقامی احباب جماعت کی مشاورت سے سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کی بنیاد رکھی، جو اپنے تسلسل کے ۳۸ سال پورے کر چکی ہے۔

۱۹۷۵ء میں نہایت سادگی سے پہلی سالانہ سیرت النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، دوسری سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ جس میں سلطان المناظرین مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا محمد رفیق مدن پوریؒ فیصل آباد، پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاول پوریؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق فاروقی ؒ، مولانا عبدالرشید سیفؒ، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہیدؒ، مولانا محمد سلیمان انصاریؒ سابق ایڈیٹر ''الاعتصام'' لاہور ودیگر حضرات مبلغین نے خطابات فرمائے۔ اس کانفرنس کی آخری نشست کی صدارت خواجہ منظور احمد صدیقی مرحوم ومغفور کو دی گئی۔ قاری صاحب کی زندگی کی ایک انفرادی خوبی یہ تھی کہ دعوت وتبلیغ کا جو کام شروع کرتے، اسے پوری دلجمعی اور مستقل مزاجی سے انجام تک پہنچاتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی میں چھتیس مرتبہ ہونے والی سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس پورے ملک میں جداگانہ اور منفرد اعزاز رکھتی ہے۔ اسی طرح کانفرنس کے دوسرے روز تحفظ ناموس رسالت ﷺ، دفاع اسلام اور استحکام پاکستان کے حوالے سے نکالی جانے والی ریلیاں پورے ملک میں خاص اہمیت کی گردانی جاتی ہیں۔

قاری صاحب مرحوم کی زیر نگرانی آخری کانفرنس ۲۳۔۲۴۔۲۵ مارچ ۲۰۱۲ء کی تاریخوں میں منعقد ہوئی۔ گزشتہ سال ۲۲۔۲۳۔۲۴ مارچ ۲۰۱۳ء کے دنوں میں یہ کانفرنس رکھی گئی تھی، جو حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی وفات کی وجہ سے مؤخر کر دی گئی، مجھے ذاتی طور پر سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت کرنے کا متعدد مرتبہ موقع ملا ہے۔ قومی منظرنامے پر یہ کانفرنس کئی لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

اسلام پسند اور محب وطن سلفیوں کا یہ اجتماع ایک ایسی کوشش ہے، جس کا تصور کر کے انسان میں سرشاری کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس عظیم الشان علمی، اصلاحی، تبلیغی اور دعوتی اجتماع کے بعض امتیازات ایسے ہیں، جو قابلِ ذکر بھی ہیں اور قابلِ تقلید بھی۔

سب سے پہلی کوشش تو یہ کہ اسلام کی روح کا ادراک ہوتا ہے، فرقہ واریت اور مسلکی تنازعات کی حوصلہ شکنی ہوتی اور اتحاد و یکجہتی کی فضا پیدا ہوتی ہے، بعض فقہی وجزوی اختلافات کو علمی مباحث کے دائرے میں رکھنے کا درس ملتا ہے تاکہ ان کی وجہ سے اتحادِ امت میں خلل پیدا نہ ہو سکے۔

سیرت کانفرنس کی دوسری خوبی یہ کہ جماعت اہل حدیث کی تمام چھوٹی بڑی شخصیات کو دی جاتی ہے۔ سلفی الفکر رہنماؤں کے مابین یا رلوگوں کی طرف سے پیدا کی گئی غلط فہمیاں دور کرنے کی جو کوشش ہے وہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث کا خصوصی امتزاج ہے۔

اس اجتماع کے انعقاد کے بعد تمام اکابر علماء اور جید شیوخ حضرات سے رابطوں ملاقاتوں اور مشاورت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کی سب سے امتیازی خصوصیت اس میں عالم اسلام کی معروف درس گاہوں کے جید اسکالرز اور شیوخ کی تشریف آوری ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے، ایک ایسی کوشش ہے، جس کے لیے قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کرام کو بہت جتن کرنا پڑا۔ سیرت النبی ﷺ کانفرنس مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تاریخ میں ملکی سطح پر عظیم الشان اجتماع منعقد کرنے کی ایک روایت ہے۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد سیرت النبی ﷺ کانفرنس کا انعقاد اہل خان پور کے لیے بلاشبہ ایک بھاری پتھر ہے، جسے جامعہ کے نئے ذمہ داران کو اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی یہ وصیت تھی کہ میرے بعد اس کانفرنس کو ہر صورت جاری رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ کانفرنس اہل حدیث کی دعوت، اہل توحید کے تشخص اور عظمت رفتگاں کا نشان بن چکی ہے۔

خان پور کی سیرت النبی ﷺ کانفرنس ہر زمانہ میں متصلب فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین علماء کی قیادت میں اہل باطل کی ہر سعی نامشکور کے مقابلہ میں سدراہ رہی ہے۔ قاری صاحب مرحوم کی زندگی میں اللہ کے فضل وکرم سے کانفرنس اپنی اس روایت کو برقرار رکھے ہوئے تھی، ایسے وقت میں جب کہ سیکولر اور لادین جماعتیں اپنی نامسعود فکر کے ساتھ پوری قوت سے دین کو مٹانے پر تلی ہوئی ہیں۔ جملہ اہل اسلام پر لازم ہے کہ متفق ہو کر اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

اس لیے جملہ اہل اسلام کو اس کی ظاہری و باطنی کامیابی کے لیے دامے، درمے، سخنے، قدمے ہر طرح کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ تمام تر مصلحتوں اور تحفظات سے بالاتر ہو کر اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور کردار ادا کرے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ قادر و مقتدر جملہ اہل توحید کو پورے اتفاق، وحدتِ فکری کے ساتھ ایک اسٹیج پر جمع فرما کر حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی وحدتِ فکر وعمل کا کامیاب نمونہ دکھائیں۔

۱.۷- کانفرنس کے اغراض ومقاصد/اہداف

خان پور کی سیرت النبی ﷺ کانفرنس کی غرض وغایت اور عوام الناس پر اس کے دور رس نتائج اور اثرات کے حوالے سے ہمارے پاس قاری صاحب مرحوم کے قلم سے رقم فرمودہ ایک رہنما تحریر موجود ہے جو انہوں نے ۳۶ ویں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کے موقع پر جامعہ کے ترجمان مجلّہ ''نداء الایمان'' میں ادارتی تحریر کے طور پر لکھی تھی۔ اس تحریر میں انہوں نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آیئے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اسلام کی تبلیغ کے تین طریقے ہیں:

① تعلیم وتدریس

② تصنیف وتالیف

③ وعظ وتبلیغ ودعوت وارشاد

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور میں ان تینوں طریق ہائے تبلیغ کی کوشش کی جاتی ہے۔ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ مختلف چکوک، قصبات اور شہروں میں سارا سال جاری رہتا ہے، جس کی آخری اور سب سے بڑی کڑی جامعہ کی عظیم الشان سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس ہوتی ہے۔ اس کانفرنس میں ملک بھر سے جید علماء کرام، محدثین عظام، دانشوران، سیاستدان اور زعمائے ملت تشریف لاتے ہیں۔ اثرات ونتائج اور ثمرات کے اعتبار سے یہ کانفرنس اپنے مقاصد میں بہت کامیاب ہوتی ہے۔

ملک کے جمیع اطراف واکناف سے قافلوں کی شکل میں اہلِ توحید تشریف لاتے ہیں اور مسائل و احکام سے اپنی جھولیاں بھر کر واپس لوٹتے ہیں اور سال بھر کیسٹوں کے ذریعے علماء کرام کی تقریر سے اپنے علاقہ میں تبلیغ جاری رکھتے ہیں، یہ بھی تبلیغ دین کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے خان پور کانفرنس کو مقبولیت عامہ کا اعزاز بخشا ہے۔ لوگ سارا سال اس کانفرنس کے منتظر رہتے ہیں............ اس کانفرنس میں عالمی، قومی اور مسلکی و جماعتی تمام موضوعات پر غوروغوض کیا جاتا ہے اور اہل اسلام و جماعت کے اجتماعی مسائل کے حل کے لیے تقاریر واجلاس منعقد کیے جاتے ہیں۔ ملک کے سیاسی حالات نہایت دگرگوں ہیں اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بڑی تیزی کے ساتھ بنے اور بچھائے جا رہے ہیں۔ جذبہ جہاد کو پامال کیا جا رہا ہے، حکمران اللوں تللوں میں مصروف ہیں۔ کشمیر، فلسطین، افغانستان اور عراق وغیرہ میں بے گناہ مسلم شہریوں کو جبروتشدد کے شکنجہ میں کسا جا رہا ہے۔ مسلمان دن بدن اسلام سے دور ہو کر اہل مغرب کے طور طریقوں میں گھرے جا رہے ہیں۔ اسلامی اقدار و روایات سمٹ رہی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید الحاد کے مقابلے میں سلف صالحین اور صحابہ کا منہج یعنی منہج اہل سنت و اہل حدیث اور خالص توحید و سنت کی دعوت بہت کمزور اور ناتواں محسوس ہوتی ہے۔ دعوتِ توحید اور ایمان وفکر آخرت کی تلقین ہر مسلمان کی روحانی پیاس ہے، جس کی آج کل سخت ضرورت ہے۔ یہ وہ گھمبیر مسائل ہیں، جن کے حل کے لیے اس کانفرنس کے موقع پر تدبیر کرنی ہے۔ ان مسائل کے اسباب و علاج کو ملک و ملت کے سامنے پیش کرنا ہے اور خدمت دین کی خفتہ صلاحیتوں کو از سرنو زندہ کرنا ہے''۔

یہ ہیں وہ اغراض و مقاصد ہیں، جن کو پانے کے لیے سہ روزہ کانفرنس برپا ہوتی ہے۔ بلاشبہ یہ عظیم الشان اور پروقار کانفرنس پورے جنوبی پنجاب پر اپنے دعوتی اثرات مرتب کرتی ہے۔ کانفرنس کے موقع پر ''اتحادِ ملت ریلی'' نکالی جاتی ہے، جو اجتماع گاہ سے شروع ہو کر خان پور کے مین چوک تک جاتی ہے۔ وہاں امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ و دیگر قائدین حضرات خطابات کرتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس ریلی کا جگہ جگہ استقبال کیا جاتا اور تمام مکاتب فکر کے نمائندے اس میں شریک ہوتے ہیں''۔

۲.۷۔ کانفرنس کی رونق چند نامور شخصیات

اب تک کانفرنس میں عالمی، علمی اور ملکی شہرت یافتہ جید علماء وشیوخ عظام کی ایک بڑی تعداد اور معزز شخصیات تشریف لا چکی ہیں۔ ان میں چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل امام وخطیب مسجد حرام مکہ مکرمہ

۲۔ فضیلۃ الشیخ فریح بن علی العقلاء امام وخطیب جدّہ

۳۔ فضیلۃ الشیخ عبدالقادر السندی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۴۔ فضیلۃ الشیخ عبدہ محمد بن ابراہیم عتین مدیر رابطہ عالم اسلامی

۵۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن سعد الدوسری۔ مدیر مکتب الدعوۃ السعودی

۶۔ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمان عبداللہ السعیدی۔ مدیر مکتب الدعوۃ اسلام آباد

۷۔ فضیلۃ الشیخ محمد شریف خان چنگوانی۔ مدیر مرکز ابن القاسم الاسلامی ملتان

۸۔ فضیلۃ الشیخ صالح الحصین رئیس الحرمین الشریفین

۹۔ شہیدِ ملت اسلامیہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ بانی جمعیت اہل حدیث پاکستان

۱۰۔ شہید اسلام مولانا حبیب الرحمان یزدانی رحمہ اللہ

۱۱۔ شہیدِ اسلام مولانا محمد خان نجیب رحمہ اللہ

۱۲۔ سفیر اسلام ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ نائب مدیر مکتبہ الدعوۃ السعودی

۱۳۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے)۔ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

۱۴۔ علامہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر۔ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

۱۵۔ یادگارِ اسلاف السید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ۔ حیدرآباد سندھ

۱۶۔ بقیۃ السلف مولانا عبدالرحمان السلفی امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان

۱۷۔ مناظرِ اسلام مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ۔ جماعت اہل حدیث پاکستان

۱۸۔ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

۱۹۔ شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہ اللہ

۲۰۔ شیخ الحدیث علامہ مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ

۲۱۔ پروفیسر حافظ عبداللہ بہاول پوری رحمہ اللہ

۲۲۔ یادگارِ اسلاف الشیخ مولانا محمد یحیٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب اسلام آباد

۲۴۔ شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری

۲۵۔ پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی کراچی

۲۶۔ شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی

۲۷۔ السید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ ۔ پیر آف جھنڈ۔ حیدرآباد۔ سندھ

۲۸۔ پروفیسر محمد ظفر اللہ رحمہ اللہ ۔ مدیر جامعہ ابی بکر الاسلامیہ۔ کراچی

۲۹۔ ڈاکٹر راشد رندھاوا۔ لاہور

۳۰۔ پروفیسر حافظ محمد سعید۔ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

۳۱۔ صوفی عائش محمد کراچی

۳۲۔ مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوریؒ۔

۳۳۔ پروفیسر محمد یحییٰ جلال پوری

۸۔ پاکیزہ سیرت کے چند روشن نقوش

زندگی میں ایسے لوگ بہت کم ملتے ہیں، جن کا ہر قول و فعل دوسروں کے لئے اسوہٗ ہوتا ہے اور ان کی سادگی کو وِقار۔ جب آپ کو ایسے انسان سے واسطہ پڑے تو آپ سوچتے رہ جائیں کہ آخر یہ انسان اتنی اعلیٰ صلاحیتوں اور اخلاق کا پیکر کیسے بنا۔ یقیناً اس کا ایک ہی جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو بنی نوع انسان کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے، جو شخص بھی پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی پوری طرح پیروی کرنے کی کوشش کرے گا، تو آپ ﷺ کے مکارمِ اخلاق کے نقوش اس انسان کے روزمرہ کے معمولات پر نظر آئیں گے۔ ہمارے انتہائی واجب الاحترام بزرگ حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اسوۂ نبی ﷺ کی پیروی کرنے والے ایسے ہی خوش نصیبوں میں سے ایک تھے۔

ذھب الذین یعاش فی اکنافھم
بقیت فی خلف کجلد الاجرب

قاری صاحب کے اخلاق ومحاسن ہر خاص و عام کی زبان پر ہیں۔ آپ لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے، اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والوں کو بھی معاف کردیتے، اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ ہمیشہ یکساں برتاؤ کرتے تھے۔

آپ نہایت عابد وزاہد اور شب زندہ دار تھے، علم کا رواں سمندر تھے، آپ کی عالمانہ گفتگو عموماً عام فہم ہوا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علاقہ بھر میں متقی، بااصول اور باوقار شخصیت کے طور پر شہرت عطا فرمائی تھی۔ وہ مخالف پر علمی رنگ میں تنقید کرتے تھے۔ اللہ پر توکل اور بھروسہ تھا، فقراء وغرباء کے معاملے میں بے حد حساس تھے، صدقہ وخیرات میں پیش پیش تھے، دائیں ہاتھ سے اس طرح دیتے کہ بائیں ہاتھ کو اس کا علم تک نہ ہوتا۔

سکوت اور شگفتگی کا حسین امتزاج تھے، آنکھوں میں حیاء کی معصومیت، دل میں ایمان کی حلاوت، اعمال وافکار میں اللہ کے خوف کے ساتھ ساتھ اس کے لیے غیرت کا جذبہ نمایاں تھا۔ غصہ تھا مگر بے جانہ تھا، الغرض وہ ایک ایسے انسان تھے، جن کی شخصیت ہمہ گیر اور قابلِ اعتماد تھی، موصوف کے حِلم وحوصلہ کی شان بہت بڑھ جاتی ہے جب ہم ان حالات پر غور کرتے ہیں جو انہیں دعوتی امور کو انجام دہی میں پیش آئے۔ وہ جس بات کو درست سمجھتے تھے، اسے برملا کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے، اور یہی سبب ہے کہ انہیں اس دشتِ پُر خار میں بسا اوقات تنہاء صحرانوردی کا احساس بھی ہوا، لیکن وہ اپنے موقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔ آپ اقبال کے اس شعر کی جیتی جاگتی تصویر تھے کہ:

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں ، بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی طبیعت میں عجز وانکسار اور سادگی نہایت نمایاں تھی، تکبر کا شائبہ تک نہ تھا، ہر ایک کو پوری توجہ دیتے، مسئلہ حل کرتے، مکمل رہنمائی فرماتے، آپ کا فرمان تھا: صادق القول اور راست گو ہونا انسان کی اعلیٰ صفت ہے۔ آپ کی نیک سیرت کے روشن نقوش سینکڑوں واقعات کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اگر وہ تمام یہاں درج کیے جائیں تو اس کے لیے صفحات کے صفحات درکار ہیں اور یہ خصوصی اشاعت اس کے لیے ہرگز متحمل نہیں ہوسکتی۔ ان شاء اللہ آپ کی سیرت کے دلچسپ واقعات کا ذکر تفصیل کے ساتھ اپنی مرتب کتاب میں کریں گے، جو الحمدللہ حتمی مراحل میں داخل ہوچکی ہے، لیکن مضمون کے تسلسل کے لیے صرف چند واقعات قارئین کی نظر کر رہا ہوں۔

۸.۱-نو آموز مبلغین کے لیے مثال

میرے شیخ حضرت مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ، حضرت قاری صاحب مرحوم کے دوستوں میں سے تھے، انہوں نے قاری صاحب کے ہمراہ ضلع رحیم یارخان کے کئی تبلیغی دورے کیے، ایک مرتبہ مجھے قاری صاحب کی تبلیغی کوششوں کے ضمن میں ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں خان پور کے نواحی چک میں احبابِ جماعت نے میرا اور حضرت قاری صاحب کے درس کا پروگرام رکھا تھا، ہم جامع مسجد خواجگان سے عصر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے، سارا راستہ قاری صاحب اور میں جماعت کی تنظیم سازی کے متعلق مغز ماری کرتے رہے، متعلقہ چک پہنچے تو عشاء کا وقت ہو چکا تھا، نمازیں جمع کیں، میری طبیعت کافی تھک گئی تھی، قاری صاحب نے مجھے کہا...... سلفی صاحب! آپ آرام کریں، میں درس دیتا ہوں، چنانچہ قاری صاحب وہاں کسی چوہدری کے ڈیرے پر درس دیتے رہے اور میں ان کے حکم کے مطابق آرام کرتا رہا، اس علاقہ میں بجلی نہیں تھی، نہ ہی نیند آئی، میں نے جیسے تیسے کر کے دو گھنٹے بغیر بجلی کے سولیا، قاری صاحب کو جیسے کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔ حالانکہ میں ایک زمیندار کا بیٹا تھا، کھلے ماحول میں رہنے والا تھا، گرمی کے اثرات محسوس کر رہا تھا اور قاری صاحب جو ہری پور ہزارہ جیسے سرد علاقے کے باسی تھے، پھر بھی انہیں گرمی کی پرواہ نہیں تھی۔ قاری صاحب کے اس طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں جن میں نو آموز مبلغین حضرات کے لیے ایک مثال ہے۔

۸.۲-تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت

ایک شخص نے ان کی خدمت میں حاضری دی، کاروبار میں مالی بحران کا ذکر کیا اور کچھ وظائف لینے کے لیے درخواست کی، آپ نے کاروبار کی نوعیت پوچھی، تمام معاملات کا جائزہ لے کر فرمایا: ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ یقیناً ہر چیز کا محور تقویٰ ہے، جب کوئی شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کو سہل کر دیتا ہے، تنگدستی سے نکال کر خوشحالی کی طرف لاتا ہے اور غیب سے اس کے لیے مالی اسباب پیدا کر دیتا ہے''۔

۸.۳-تعویذ نہیں......مسنون وظائف!

غیر اہل حدیث لوگ قاری صاحب سے تعویذ لینے آتے تو انہیں مسنون وظائف کی تلقین کرتے، تعویز گنڈے کی تردید کرتے اور انہیں دلائل کے ساتھ عقیدہ توحید سکھاتے۔

۸.۴-دعاء میں عاجزی کی انتہاء

حدیث میں آتا ہے، الدعامخ العبادة، ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے، الدعا هو العبادة. ''دعا عبادت ہے''۔ حضرت قاری صاحب کی دعا پیغمبر اسلام کے ان ارشادات گرامی کا عملی نمونہ ہوتی، آپ جب دعا کے لیے ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھاتے، فی الواقع دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے، انتہائی عجز لجاجت اور آہ وزاری کے ساتھ دعا فرماتے، بسا اوقات آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں اور بدن کا رُواں رُواں کانپ رہا ہوتا۔

۸.۵- بداخلاق افسر کی اصلاح

خان پور میں ایک افسر بہت بداخلاق تھا، جس سے مقامی لوگ تنگ تھے، لیکن اس سے کہتے نہیں تھے، قاری صاحب نے خاموشی کے ساتھ اسے خط لکھا کہ تمہاری فلاں فلاں بات ہرگز قابل برداشت نہیں، اس پر افسر نے عام لوگوں کے متعلق اپنا رویہ فوراً بدل لیا۔

۸.۶- صرف دعا کی درخواست

قاری صاحب کی بے نفسی اور علم وحلم کے بارے میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے، بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کی طبیعت آخری دنوں میں زیادہ خراب تھی، خطبہ جمعہ میں جامعہ کے ایک محترم استاد نے احباب کی زیادہ توجہ کے لیے ان کی چند خوبیوں کا بھی ذکر کر دیا۔ قاری صاحب نے سنا تو فرمایا: ''مولانا! صرف دعا کی درخواست کیا کریں، مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے''۔

۸.۷- الفاظ کی قدر و قیمت

مجھے خان پور میں ایک شخص نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت قاری صاحب کی موجودگی میں ان کے منہ سے کچھ نازیبا الفاظ نکل گئے.....قاری صاحب نے توجہ فرمائی..........کہا:۔ آپ سے تو اس قسم کی گفتگو کی توقع نہیں تھی.....وہ صاحب کہتے ہیں، میں کافی شرمسار ہوا۔ عرض کی......بس منہ سے الفاظ نکل گئے......فرمایا! آپ کو پتہ ہے، الفاظ کی قدر و قیمت کیا ہوتی ہے؟ الفاظ میں بہت جادو ہوتا ہے، اچھے الفاظ سے آپ دشمن کو بھی دوست بنا سکتے ہیں۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر سمجھایا کہ سخت، تلخ اور طنزیہ الفاظ سے دوسرے کا دل رنجیدہ ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا! تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے۔ لیکن کسی کی کہی ہوئی سخت طنزیہ باتیں بالخصوص گالیاں کبھی بھی نہیں بھلائی جاسکتیں..........یعنی زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا۔ پھر ایک عربی شاعر کا زبان کے زخموں کے بارے میں ایک شعر سنایا، جو میرے لیے اصلاح کے کئی پہلو لئے ہوئے تھا۔ میں نے ان سے یہ شعر اپنی ڈائری میں لکھوا لیا۔ وہ یہ تھا:

جراحات اللسان لها التيام
ولا يلتام ماجرح اللسان

''نیزوں کے زخم تو مندمل ہو جاتے ہیں، لیکن زبان کے زخموں کا مندمل ہو جانا ممکن نہیں ہے''۔

۸.۸- یتیم طلباء پر شفقت

قاری صاحب یتیم طلباء پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ ۲۰۰۷ء میں خاکسار نے ان کی خدمت میں ایک یتیم طالب علم کے داخلہ کے لیے ایک عریضہ لکھا، انہوں نے نہایت محبت کے ساتھ جواباً فون کیا، فرمایا: ''نادار، مسکین اور یتیم طلباء کا جامعہ میں بہت اچھا انتظام موجود ہے، ایسے بچے ہمارے حسن سلوک اور ہمدردانہ رویے کے مستحق ہیں، ان کے خصوصی استحقاق کا سبب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بہی خواہ یعنی والد موجود نہیں ہوتا''۔ چنانچہ انہوں نے اس طالب علم کی خود کفالت کی، آج وہ بچہ جوان ہے اور حفظِ قرآن کی سعادت سے مالا مال ہے۔

اللہ! اللہ! وہ عظیم انسان تھے، سب کے ہمدرد، سب کے غمگسار، کشادہ دل اور سب کے دوست۔ آپ کی ناراضی بھی تبسم کا رنگ لیے ہوئے ہوتی تھی، جس سے سامنے والا شخص اصلاح پر مجبور ہو جاتا۔

واحسرتا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے زمزموں سے جس کے لذت گیراب تک گوش ہے
کیا وہ آواز اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہے؟

۹۔ یادگار انٹرویو!!

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے مختلف اوقات میں اخبارات و جرائد کو متعدد انٹرویو دیئے ہوں گے۔ لیکن پوری کوشش کے بعد میری صرف تین انٹرویوز تک رسائی ہو سکی ہے۔ ترتیب زمانی کے لحاظ سے پہلا انٹرویو روزنامہ "تکمیل پاکستان" خان پور میں، دوسرا ہمارے ماہانہ مجلّہ "تفہیم الاسلام" احمد پور شرقیہ میں اور تیسرا انٹرویو ماہنامہ "شہادت" اسلام آباد میں شائع ہوا۔

قاری صاحب مرحوم کے انٹرویوز میں اتحادِ ملت اسلامیہ کا درس، ربطِ ملت کو مستحکم کرنا، قول و فعل کی مطابقت، گفتگو میں شائستگی اور سچائی، ختم نبوت اور سنتِ مطہرہ سے خصوصی محبت، جہاد فی سبیل اللہ سے لگن اور ایک سچے اور کھرے مسلمان ہونے کے دلائل موجود ہیں۔ ذاتی شہرت اور نمود سے بیزاری، حب الوطنی کے جذبہ حریت سے سرشار، علاقیت ولسانیت اور برادری کی تقسیم و تفریق سے دور......
ان کا نصب العین معاشرے میں کتاب و سنت کی بالادستی کا عملاً نفاذ تھا اور وہ زندگی کے آخری دن تک نفاذِ اسلام کی جدوجہد کرتے رہنے کا عزم رکھتے تھے۔

ماضی کی تلخیاں ہوں یا حال کی مایوسیاں، مولانا صدیقی مرحوم جب ان پر گفتگو کرتے تو ان کا تبصرہ و تجزیہ سند کی حیثیت رکھتا اور جب وہ مستقبل کے امکانات پر اظہارِ خیال کرتے، تو امیدوں کے چراغ روشن ہو جاتے۔ ان کی گفتگو میں نہ انتہا پسندی کے جذبات ہوتے اور نہ ہی روحانیت سے بھرپور خواب جھلکتے۔ وہ حقیقت شناس تھے اور زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر حالات کے مدوجزر پر اپنی رائے دیتے۔

ے دلوں کو کرتی تھی تسخیر گفتگو اس کی
ہر ایک شخص کو رہتی تھی آرزو اس کی

اب ہم مجلّہ تفہیم الاسلام میں دیئے گئے انٹرویو کو یہاں درج کر رہے ہیں لیکن پہلے چند سطور میں رسالہ کا تعارف ملاحظہ فرمائیں:

۹.۱۔ مجلّہ "تفہیم الاسلام" احمد پور شرقیہ

ماہنامہ مجلّہ "تفہیم الاسلام" کا آغاز اپریل ۲۰۰۲ء میں ہوا۔ یہ جنوبی پنجاب میں مسلک اہل حدیث کا واحد ترجمان ہے، جو ۲۰۰۲ء سے تاحال نامساعد حالات کے باوجود اپنی اشاعت کو بفضل اللہ برقرار رکھے ہوئے ہے۔ "تفہیم الاسلام" کے ذریعے جنوبی پنجاب کے اہل قلم اہل حدیث حضرات کو صحافت کے ذریعے دعوتِ کتاب و سنت کی ترویج کے لیے ایک منظم پلیٹ فارم میسر آیا ہے۔

الحمدللہ آج بہاول پور ڈویژن سمیت پورے جنوبی پنجاب کی تاریخ اہل حدیث مرتب ہو رہی ہے۔ یہ سب "تفہیم الاسلام" کی قلمی تحریک کا نتیجہ ہے کہ جنوبی پنجاب میں اہل حدیث تنظیموں کے مابین اتحاد و بین المواحدین کی فضا قائم ہوئی ہے۔ چنانچہ اس روایت کو مزید مستحکم رکھنے کے لیے مجلّہ میں جنوبی پنجاب کی ممتاز اہل حدیث علمی، ادبی شخصیات اور نامور مشائخ عظام کے وقتاً فوقتاً انٹرویوز شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ بایں ہمہ مجلّے کے سرپرست اول مناظرِ اسلام مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری مرحوم و مغفور کا انٹرویو کیا گیا اور اسے رسالے کے شمارہ نمبر ۲۶ مئی جون ۲۰۰۷ء میں شائع کیا گیا۔ جولائی ۲۰۰۷ء کے شمارے میں ڈاکٹر عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ کا یادگار انٹرویو رسالے کی زینت بنا۔ اسی طرح اگست کے رسالے میں ہمارے ممدوح گرامی قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا تاریخی انٹرویو چھاپا گیا۔ جسے آئندہ صفحات میں مکمل درج کیا جا رہا ہے۔ یہ انٹرویو خاکسار نے ۲ مئی ۲۰۰۷ء کو اپنے شیخ محترم مولانا عبدالرزاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلفی مرحوم کی رفاقت میں ان کے جامعہ کے دفتر میں بعد نماز ظہر لیا۔

جب بہ تقریب سفر یار نے محمل باندھا

تپشِ شوق نے ہر ذرے پہ اک دل باندھا

اپنی بھی کیفیت کچھ ایسی تھی، جب حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے گیا۔ مجھ ایسا کم آمیز اور اپنی ذات میں سمٹا ہوا شخص ویسے بھی دوسروں پر کم ہی کھلتا ہے، اس لیے جب صاحبِ تقویٰ لوگوں کی رفاقت کے مواقع میسر آنے لگیں، تو گویا میرے لیے تو خوشی کے ہزار سامان ہو جاتے ہیں۔

انٹرویو کے دوران خاک سار نے بغور دیکھا، قاری صاحب کی آنکھیں جتنی ذہانت چھلکا رہی تھیں، مختلف پیرایوں میں لپٹی گفتگو اس سے کہیں زیادہ سنجیدگی و متانت کی غماری کر رہی تھیں۔ جس موضوع پر سلسلہ کلام جڑتا، پوری اپنائیت سے ایک ایک پرت کھول کر رکھ دیتے۔ اس ضروری تمہید کے بعد آیئے پڑھتے ہیں۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا انٹرویو!!

سوال:۔ قاری صاحب اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے آپ کے نزدیک کیا طریقہ کار ہونا چاہیے؟

جواب:۔ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنی زندگی کو مسنون زندگی کے رنگ میں ڈھالیں، جسے قرآن کی زبان میں صبغۃ اللہ کہنا چاہیے۔ اسی طرح اپنے اوپر اور گھر بار کو اسلامی قالب میں ڈھال لینے کے بعد اپنی ریاست میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ یہ صرف علماء کا نہیں عوام کا بھی فرض ہے۔ مسلمانوں کے ملک میں اسلامی نظامِ معاشرت اور اسلامی نظامِ سیاست کا قیام انتہائی ناگزیر ہو چکا ہے۔ معاشرے میں پسے ہوئے طبقات کے حقوق کے حصول، عدل و انصاف اور قانون و مساوات کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ہماری سول سوسائٹی میں قرآن کا قانون نافذ ہوتا کہ اعلیٰ قدروں پر مشتمل سماج تشکیل دیا جا سکے۔

سوال:۔ قاری صاحب...... آپ کے نزدیک زندگی کا حسن کیا ہے؟

جواب:۔ زندگی کا حسن یہی ہے کہ اسے تعمیر انسانیت کی جدوجہد کے لیے وقف کیا جائے۔ دنیا میں انسانوں کی غالب اکثریت اپنی ذات کے دائروں میں قید ہے اور باہر کی دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذاتی زندگی کی مادی نشوونما عالم انسانیت کا مشترک منشور بن گیا ہے۔ جو یہی سبق سکھا رہا ہے کہ ایثار و قربانی، اجتماعی مفادات کا تحفظ، اخلاقی اصول اور ذاتی خواہشات کی جغرافیائی حدود کا تعین، یہ سب باتیں دورِ قدیم کی حکایات ہیں، جبکہ آج کا انسان ترقی یافتہ ہے۔

عقل و شعور کی معراج کو پہنچ چکا ہے۔ اس لیے اسے دورِ جہالت کی روایات و حکایات کا اسیر بننے کی بجائے عصرِ نو کے مادیت پرست منشور کو سینے سے لگا کر انفرادی ترقی و خوشحالی کا سفر طے کرنا چاہیے۔ لیکن آج کی اس مست و مگن دنیا میں بھی ایسے انسانوں کی کمی نہیں ہے جو تاریک راتوں میں ہتھیلی پر چراغ رکھ کر روشنیاں بانٹتے ہیں۔

سوال:۔ قاری صاحب کچھ وضاحت کریں گے، زوال امت کے اسباب کیا ہیں؟

جواب:۔ آپ کے اس سوال کا جواب پہلے بھی آ چکا ہے۔ قرآنی تعلیمات کو چھوڑنا...... باہمی کش مکش اور مسلمان حکمرانوں کی سہل نگاری، زوالِ امت کے اسباب میں سے ہیں............

سوال:۔ قاری صاحب آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سیاسی جدوجہد کے حوالے سے ہمیں مستفید کریں۔

جواب:۔ آپ صحافی ہیں اور مرکزیہ کی سیاسی تاریخ سے خوب واقف ہوں گے، بہرحال اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ تاریخ شاہد ہے کہ جماعتیں (دینی ہوں یا سیاسی) محض اعلیٰ و ارفع نظریات پر قائم نہیں ہوتیں، بلکہ نظریات پر قائم رہنے والے کارکنوں کی وجہ سے پارٹیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوام پکڑتی ہیں، کیونکہ کسی بھی جماعت کے نظریاتی کارکن پارٹی میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔

اللہ کا فضل ہے تحریک پاکستان ہی سے تحریک اہل حدیث میں مخلص، پرجوش اور نظریاتی کارکن میسر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں، اگر پاکستان کی اسلامی سیاست میں اگر کوئی باوقار نام ہے...... تو صرف ہے ہی، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا! جو نظریہ پاکستان کے تحفظ و بقاء کے لیے اسلامی فلاحی مملکت بنانے کا عزم لے کر میدان میں اتری۔ مفاد پرست اس نظریاتی جماعت اور آمریت کے خلاف جدوجہد کرنے والے قائدین اور کارکنوں کو مات نہیں دے سکے......۔

سوال:۔ قاری صاحب اب کچھ باتیں علامہ شہید رحمہ اللہ کے متعلق بھی ہو جائیں؟

جواب:۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے جس طرح اہل حدیث کے نصب العین کو میدان سیاست میں پیش کیا۔ اس کی تاریخ صدیوں میں نہیں ملتی۔ مسلک کتاب و سنت کے دفاع کے لیے معاشرے میں ایک ماہر وکیل کا کردار ادا کیا۔ احسان الٰہی ظہیر کی ذات اور سیرت و اعمال کا روشن باب ہماری نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی حسن و کمال اور انسانیت کی محبت، ہمدردی و غم گساری اور خیر خواہی کا مرقع بنا کر انہیں دنیا میں بھیجا تھا۔

ان کے علمی کمالات، خطابتی محاسن دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ علامہ صاحب کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں۔ ان کے حیران کن کارناموں کی فہرست مرتب ہو جائے گی......اور اس مرد مجاہد کی فکری بلندی کا اندازہ ہو سکے گا۔ میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جو چیز ودیعت کی گئی تھی وہ آپ کی حکیمانہ داعیانہ نبض تھی۔ جو عصر حاضر کے رجحانات کو عالمانہ گرفت میں لیے ہوئے تھی۔

علامہ شہید رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے لیے ایک اعزاز تھا۔ اپنی بے پناہ علمی اور دینی صلاحیتوں کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت و اہمیت کی بناء پر دنیا بھر میں علمی و فکری سرگرمیوں میں شریک رہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینئر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ، ان کے سیاسی جانشین اور پاکستانی سیاست کے وہ واحد دینی رہنما ہیں، جو نظریاتی، سیاسی اور فروعی اختلافات کے باوجود تمام مذہبی قوتوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جس کی واضح مثال متحدہ مجلس عمل ہے۔

آمر پرویز مشرف نے امریکہ اور دیگر سامراجی قوتوں کی مدد سے ایم ایم اے پر نقب لگانے کی کوشش کی، لیکن وہ ناکام رہے۔ اس ناکامی میں مولانا ساجد میر کی سیاسی بصیرت کا بڑا اہم کردار رہا۔ آنے والے دنوں میں یہ نظر آرہا ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ایک بار پھر پاکستان سیاست میں دینی قوتوں کے کلیدی کردار کے لیے اہم ثابت ہوگی، جو عالمی سامراج اور مقامی دین دشمن قوتوں کو کسی صورت منظور نہیں۔

سوال:۔ قاری صاحب بعض سیاست دان علماء کی سیاست پر خاصی تنقید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دین اور سیاست دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ آپ اس دعویٰ کا جواب کیا دیں گے؟

جواب:۔ میں ان کے اس نعرے کو سیاسی مجبوری سے تعبیر کروں گا۔ ان کا یہ دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ علامہ اقبال نے شاید ان کی فہمائش کے لیے کہا تھا

؎ جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ایک راسخ الفکر مسلمان جس طرح شریعت کے اصولوں کے مطابق اپنے اعتقادات و عبادات اور معاملات کی پابندی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح وہ سیاست و حکومت اور اختیار کے بارے میں بھی شریعت کے اصول و احکام کا مکلف ہے جو اسلام نے اس حوالے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعین کیے ہیں۔

جو لوگ غیر مسلم ہیں۔ ان کے پاس اسلام جیسا کوئی نظام اور ضابطہ حیات نہیں ہے۔ ان کا مذہب وسیاست کی تفریق کا نعرہ بالکل ایک فطری بات ہے کہ اس کے بغیر ان کے لیے چارہ کار نہیں، لیکن سیاست وحکومت کے کاروبار سے متعلق مسلم حکمرانوں کا مغرب کی نقالی میں مذکورہ راگ الاپنا اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت کی نشانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے موجودہ زمانے کے معاشی، اقتصادی اور سیاسی تقاضوں کو اسلامی اصول وتعلیمات کی روشنی میں جائزہ لے کر یہ فیصلہ نہیں کیا، بلکہ ان کی سیاست وحکومت میں اسلامی نقطۂ نظر کو سامنے رکھنے سے خود ان کے ذاتی مفادات اور نفسانی خواہشات، بے راہ روی ونفس پرستی پر پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ اس کے لیے وہ خود کو آمادہ نہیں کر پا رہے۔ اس لیے بار بار کہتے ہیں کہ مذہب وسیاست دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اس لیے میں اسے ان کی سیاسی عیاری سمجھتا ہوں۔

سوال:۔ قاری صاحب آپ کے خیال میں دنیا بھر میں اسلام کو غلبہ نہ ملنے کی وجوہات بھی مسلمانوں کی ناقص نظام سیاست ہے۔ اسلام کے عملی نفاذ کی راہ میں رکاوٹ کون ہے؟

جواب:۔ آپ کو ایک بات اصولی طور پر سمجھنی چاہیے۔ اسلام دنیا میں کہیں مغلوب نہیں ہے، جہاں جہاں مسلمان عالم کفر سے لڑائی کر رہے ہیں، تو یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ توحید کے دشمن کبھی مسلمانوں سے دوستی کر ہی نہیں سکتے۔ اس لیے معرکہ صلیب وہلال، تو ازل سے جاری ہے اور آپ دیکھیں شرکی قوتیں کہیں کامیاب نہیں ہوتیں۔ ہمیشہ کامیابی اہل توحید کو نصیب ہوئی۔

اب آپ کے سوال کا جواب، مجھ سے عموماً یہ بات پوچھی جاتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ دنیا میں اسلام کی حکومت قائم کرنے کے لیے مسلمان حکمرانوں کو شرک کے نظام سے تائب ہونا پڑے گا۔

اسلام کا نظام اور طاغوت کا نظام دونوں برابر کبھی سفر نہیں کر سکتے۔

دنیا بھر میں کامیاب نظام مملکت وہی ہو سکتا ہے، جو شریعت اسلامیہ کے احکامات کی روشنی میں چلایا جائے۔ اس سے نہ صرف داخلی بلکہ خارجی مسائل بھی منہ موڑ جائیں گے۔ بلکہ تباہی و بربادی اور ہولناک جنگوں کے دہانے پر بیٹھی اقوام عالم کو امن وسکون نصیب ہوگا۔ اسلام کے عملی نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ مسلم معاشرے کے سربرآوردہ طبقے میں غالب اکثریت ایسے لوگوں کی ہے، جو اسلام کے اصول و احکام کے مقابلے میں اپنی نفسانی خواہشات کے زیادہ وفادار ہیں۔

سوال:۔ قاری صاحب آپ دینی مدارس کے طلباء کے لیے کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب:۔ جی...... میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا ایک قول دوہراؤں گا کہ اے طالب علم! علم کے حصول کے لیے پہلے حسن نیت بناؤ، پھر اس کا فہم حاصل کرو اور پھر اس پر عمل کرو۔ پھر حفظ کرو اور ان چار درجات کے بعد اس کی توسیع و اشاعت کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ۔

حسن نیت کے ساتھ اُخروی زندگی میں فلاح وکامیابی پانے کے لیے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے قول کو عملاً اپنی زندگی میں نافذ کر کے دین کے سچے خادم بنیے۔ ہاں........... میں مدارس سے دین کا علم حاصل کرنے والے اپنے بچوں، نوجوان علماء سے گزارش کروں گا کہ صدق دل سے صرف رضائے الٰہی کی خاطر دنیوی مستقبل کی فکر سے صرف نظر کرتے ہوئے اللہ کے بھروسے پر ایسی تعلیم و تربیت اور وضع قطع اپنائیں کہ صورتاً وعملاً یہ زندگی برائے دین اور معاش برائے مفاد کی نظر کو اپنے اندر جذب کر کے حامل دین اور خادم دین بن جائیں......

ع یہی میرا پیغام محبت ہے، جہاں تک پہنچے!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ قاری صاحب! آپ کا ادارہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث ار دوادب اور عربی کے فروغ میں ایک نمایاں نام رکھتا ہے۔ آپ پاکستان میں عربی زبان و بیان کی ترویج کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ اور دوسرا یہ کہ آپ عربی زبان کے فروغ میں مدارس کے کردار سے مطمئن ہیں؟

جواب:۔ دیکھیں محترم......عربی مسلمانوں کے دین کی زبان ہے۔ کسی مسلمان کا زندگی میں اس سے فرار ممکن نہیں اور نہ کوئی باشعور انسان اس کی افادیت سے انکار کرسکتا ہے۔ لیکن شومئی قسمت، ہم سے بہت غفلت ہوئی کہ ہم دیگر کاموں کے مقابلے میں اس کی اولین ترجیح قائم نہ کرسکے۔ ہمارے ملک میں عربی بولنے اور سمجھنے والے لوگ اکثریت میں نہیں ہیں۔ اس لیے عربی علوم وفنون کے لیے ماہرین کو اس کی ترویج کے لیے فکرمند ہونا چاہیے۔ اب جب کہ ملک میں ہماری جماعت کے ایسے گنے چنے ادارے کام کر رہے ہیں، ان میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ ابی بکر کراچی، دارالحدیث محمدیہ جلال پور، جامعہ سلفیہ اسلام آباد اور دیگر بہت سے اداروں کی طرح ہماری جامعہ بھی عربی شعبہ کو منظم کر رہی ہے، بہر حال وقت کا تقاضا ہے کہ تمام جامعات کے ذمہ دار ایسے شعبوں کے قیام کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں۔ تاکہ ہماری نوجوان نسل کا اس زبان کے ساتھ جو رابطہ ہے، وہ قائم رہے۔

سوال:۔ قاری صاحب کیا آپ سمجھتے ہیں کہ علماء کی سیاست سے عام آدمی کے مسائل حل نہیں ہوتے؟

جواب:۔ آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے...... یہ غلط نہیں ہے، بدقسمتی سے علماء کی سیاست سے عوام الناس کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ملا۔ غربت، مہنگائی، بے روزگاری جیسے مسائل پھن پھلائے عام آدمی کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ ہمارے معزز علماء خالص مذہبی ایشوز تک محدود ہوگئے ہیں۔ تشویش ناک بات یہ ہے کہ یہ تینوں مسائل جن کا سامنا عام آدمی کو ہے، نہ کم ہوئے ہیں نہ اپنی جگہ برقرار ہیں، بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، بلکہ یہ معاشرتی جرائم کی جانب بھی کھینچے چلے جا رہے ہیں۔

دیکھیں، ہمارے نزدیک ہر قسم کے مسائل چاہے وہ معاشی ہوں، اقتصادی ہوں یا اور کسی نوعیت کے ہوں، ان کا حل صرف یہ ہے کہ قرآن وسنت کی معاشی و اقتصادی تعلیمات کو اپنایا جائے۔ علمائے کرام قرآن وسنت کے وارث ہیں، ان کا فرض بنتا ہے کہ اپنی سیاست کا منہج قرآن وسنت کو بنائیں اور اسلامی قوانین کی عمل داری کے ذریعے عام آدمی کے مسائل ومشکلات کا حل تلاش کریں۔

سوال:۔ قاری صاحب آپ مجلّہ ''تفہیم الاسلام'' کو پڑھتے ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں، اس رسالے کو پڑھتا ہوں۔ یہ بہاول پور ڈویژن میں اہل حدیث کی بھرپور نمائندگی کر رہا ہے اور تاریخ اہل حدیث ریاست بہاول پور میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوال:۔ اس کے مضامین ومقالات پر کوئی تبصرہ؟

جواب:۔ ''تفہیم الاسلام'' جنوبی پنجاب کی اہل حدیث صحافت کی ایک شناخت ہے۔ میں اپنے رفقاء اور دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اسے پڑھیں اور اس کی ترویج واشاعت کے لیے آپ سے ہر ممکن تعاون کریں۔ میں سمجھتا ہوں آپ کے ادارے کے بہت سے مسائل ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ رابطے میں رہیں۔ ان شاء اللہ رسالے کی اشاعت میں حائل رکاوٹیں دور ہوں گی۔ میری طرف سے پڑھنے لکھنے کا ذوق رکھنے والے ۲۰ نادار افراد کو رسالہ جاری کردیں۔ اس کا سالانہ تعاون آپ کو بھجوادیا کروں گا۔ (یہ کہتے ہی انہوں نے اپنی جیب سے ۵ ہزار روپے نکال کر میری طرف بڑھائے اور میں نے شکریہ کے ساتھ وصول کیے)۔

سوال:۔ قاری صاحب ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں۔ آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اپنے قیمتی وقت سے کچھ ٹائم دیا۔ ایک گھنٹہ سے بھی زیادہ وقت بیت گیا ہے۔ آپ نے شفقت کی انتہاء کر دی۔

جواب:۔ کوئی بات نہیں —— آپ ہمارے برخوردار ہیں۔ پھر آپ کے ساتھ جو شخصیت تشریف لائی ہیں...... مولانا عبدالرزاق سلفی صاحب (عنایت پوری)، میں ضلع بہاول پور میں ان کی علمی اور جماعتی خدمات کا بہت وزن سمجھتا ہوں۔ ان کا میرے پاس تشریف لانا، میرے ادارے کے لیے اعزاز ہے۔ ان شاء اللہ...... آپ جب بھی آئیں گے، جامعہ کے در و دیوار طلباء اور اساتذہ آپ کا استقبال کریں گے۔

سوال:۔ قاری صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جواب:۔ اللہ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور آپ سے تحریک اہل حدیث کی ترقی و ترویج کے لیے زیادہ سے زیادہ کام لے۔

[ماہنامہ مجلہ ''تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ۔ اگست ۲۰۰۷ء شمارہ نمبر ۲۸]

۱۰۔ جماعتی و تنظیمی خدمات

اف یہ جادہ کہ جسے دیکھ کے جی ڈرتا ہے
کیا مسافر تھے، جو اس راہ گزر سے گزرے

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سینئر نائب امیر اور مرکزیہ ضلع رحیم یار خان کے امیر تھے۔ آپ جماعت کے انتہائی وفادار اور جاں نثار رہنماؤں میں شامل تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے جماعت میں خلفشار کے کئی مقام آئے، بڑے بڑے مرکزیہ کو چھوڑ گئے، مگر قاری صاحب کے قدم جہاں لگے تھے، جمے رہے۔ ایثار و اخلاص کی ایسی مثالیں بہت کم افراد کے حصے میں آتی ہیں:

جو تجھ سے عہد وفا استوار رکھتے ہیں
علاج گردشِ لیل و نہار رکھتے ہیں

بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہوں گے کہ قاری صاحب رحمہ اللہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے دور میں عرصہ دراز تک جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کے نائب ناظم رہے جبکہ ناظمِ اعلیٰ حضرت علامہ شہیدؒ خود تھے۔

قاری صاحب نے اپنے عہدِ تنظیم کو بڑے اخلاص، محبت اور خوبصورتی سے نبھایا اور ہر مشکل دور میں ثابت قدم رہے، شرافت، عاجزی اور انکساری کے دامن کو کبھی نہ چھوڑا، مرحوم بے خوف اور نڈر لیڈر رہتے، جب اور جہاں ضرورت پڑی، برملا اپنی جماعت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ساتھ والہانہ اظہار کیا، اس کا اندازہ آپ کو ان کے ایک مکتوب سے ہوگا، جو انہوں نے سینئر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نام لکھا جو ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور کی ۱۱ تا ۱۷ فروری ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں چھپا:

بخدمت جناب حضرت پروفیسر ساجد میر صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ وبعد دعائے خیریت!

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، اہل حدیث کی سب سے بڑی اور نمائندہ تنظیم ہے، ہماری اس جماعت نے آں جناب کی امارت اور جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کی نظامت میں اپنے قابل قدر اور فعال رفقائے کرام کی معیت میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں، جن کی فہرست طویل ہے۔ ان کامیابیوں کی ستائش اور اعتراف نہ کرنا، ناانصافی ہوگی۔

میں اور میرے ساتھی خصوصاً جنوبی پنجاب، سندھ اور ملک بھر میں پھیلے ہوئے جامعہ محمدیہ خان پور کے فیض یافتہ علماء کرام، اراکین مرکزی مجلس شوریٰ موجودہ قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتی نظام کے تحت مرکزی انتخابات کسی بھی وقت متوقع ہیں، جس میں باوقار اور شائستہ انداز میں حصہ لینا، وابستگان جماعت کا دستوری حق ہے، تاہم مختلف کرم فرما میرے حوالہ سے اپنی حمایت کا بے بنیاد اور مفروضوں پر مبنی پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، جس کی میں پرزور تردید کرتا ہوں۔

جماعت کو شاہراہ ترقی پر گامزن رکھنے کے لیے میری دیانتدارانہ رائے کے مطابق موجودہ قیادت کا بھرپور ساتھ دیا جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ہر شر اور نظرِ بد سے محفوظ فرمائے اور مزید کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازے۔ آمین۔

والسلام

(قاری) عبدالوکیل صدیقی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع رحیمیار خان

رئیس جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور

قاری صاحب رحمہ اللہ وسیع سوچ وفکر کے حامل انسان تھے، حریفانہ کشمکش رکھنے والی جماعتوں کو بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ کی سرپرستی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع رحیم یارخان بڑی فعال اور متحرک ہوئی۔ انہوں نے مرکزیہ کے پلیٹ فارم سے ضلع رحیم یارخان اور ضلع بہاول پور کی تمام تحصیلوں میں مرکزیہ کی تنظیم وتشکیل میں قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ اس میں شیخ مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ (امیر مرکزیہ ضلع بہاول پور)، مولانا محمد سرور سلفی (بانی مرکز اہل حدیث لیاقت پور)، شیخ مولانا محمد اسلم حنیف (مہتمم جامعہ محمدیہ اہلِ حدیث۔ لیاقت پور)، شیخ الحدیث مولانا ثناء اللہ زاہدی (مدیر جامعہ اسلامیہ صادق آباد)، پروفیسر حافظ عبداللہ بہاول پوری (ناظم مرکز البدر۔ حمائتیاں بہاول پور)، مولانا عبدالرحمٰن گل (منڈی یزمان)، مولانا محمد علی حاصل پوری، محمد ارشد بدر (حاصل پور)، مولانا ثناء اللہ شاہد قصوری (رحیم یارخان)، جناب مرزا افتخار بیگ (رحیم یارخان)، اسی طرح احمد پور شرقیہ سے جناب چوہدری عبدالسلام، جناب محمد اسماعیل فاروقی، والد محترم حکیم عبدالخالق خان عزیزؒ، مولانا محمد اشفاق سلفی، محمد سلیمان فاروقی، جناب حاجی عبدالعزیز، جناب حاجی عبدالرشید وغیرہم ان کے ہمرکاب رہے۔ ان حضرات کی محنتِ شاقہ سے تمام تحصیلوں میں تنظیم کے مراحل بخیر وخوبی انجام پائے۔

ضلعی تنظیم کی تربیت کے سلسلہ میں آپ کا انداز حکیمانہ ومشفقانہ ہوتا تھا اور اکثر اجتماعات جلسہ جات وعام دوروں وغیرہ میں اپنے خطابات وتقاریر میں تنظیمی وتربیتی موضوعات پر بڑی دلی درد سے نصائح فرماتے اور ساتھ ساتھ تنظیم وجماعت کے ادب واحترام کی اپنے عمل سے اہمیت واضح فرماتے اور بارہا یہ فرماتے تھے کہ کوشش کریں اپنے چھوٹے موٹے اختلافات اور جھگڑے خود جلد طے کرلیا کریں۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز وسازِ رومی، کبھی پیچ وتابِ رازی

۱۱۔ تحریک ختم نبوت میں تاریخ ساز کردار

عقیدہ ختم نبوت نہ صرف اسلام کا امتیازی عقیدہ ہے، بلکہ دینِ اسلام کی اساس وبنیاد بھی یہی عقیدہ ہے، اس کا اقرار کئے بغیر کوئی بھی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا اور نہ وہ مسلمان کہلواسکتا ہے۔ اس لئے دین اسلام کی شناخت، امتیاز اور بنیاد یہی ایک عقیدہ ہے، باقی تمام عقائد اسلامیہ پر اعتقاد بھی اسی وقت معتبر قرار پائے گا، جب خاتمیت نبوتِ محمدیہ ﷺ پر غیر متزلزل اور غیر مشروط ایمان ہوگا۔ ۱۹ویں صدی کے اختتام پر ہندوستان میں پنجاب کے ضلع گورداس پور تحصیل قادیان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی بن مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی نے جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتدریج اپنی خانہ ساز نبوت کا اعلان کیا، تو اس وقت اکابرینِ اسلام اور علماء و مشائخ نے خم ٹھونک کر اس فتنہ کی سرکوبی کا ملی فریضہ سرانجام دیا۔

ان محسنینِ اسلام میں حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلویؒ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مولانا عبدالحق غزنویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا سید ابراہیم میر سیالکوٹیؒ، مولانا عبدالتواب محدث ملتانیؒ، مولانا عبدالحق محدث ملتانیؒ، خواجہ عبدالقادر دہلویؒ، سید عبدالرحیم غزنویؒ، مولانا عبدالمتین جھنگوی ثم احمد پوریؒ، مولانا محمد احمد محدث ریاستیؒ، مولانا عبدالواحد الہاشمیؒ، مولانا قادر بخش ریاستیؒ، مولانا عبدالعزیز الاثریؒ، مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانیؒ کے نام بہت نمایاں ہیں، ان سرفروشانِ اسلام کی شبانہ روز کوششوں کا نتیجہ تھا کہ مسلمانانِ ہند اس فتنہ متنبیت کی بادِ صرصر سے اپنے ایمان کی دولت کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

ان سراپا خلوص بندگانِ رحمان اور محبانِ مصطفی ﷺ کی مساعی جمیلہ کے سامنے قادیانیت کا ناسور اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہوگیا۔ تاریخ کا پہلو آگے کی طرف بڑھتا رہا، یہاں تک کہ ۱۹۷۴ء میں محبانِ خاتم النبیین ﷺ کی تاریخ ساز اور منظم و پرزور احتجاجی تحریک کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی کے اجلاس میں متفقہ طور پر مرزائی جماعت سے تعلق رکھنے والے قادیانی ربوہ ولاہوری گروپ دونوں کو آئینی و قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جمہور کے اس فیصلے کو سامنے رکھتے ہوئے بعد میں عرب امارات، جنوبی افریقہ وغیرہ میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو سرکاری طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔ قاری صاحب عقیدہ ختم نبوت کے داعی اور پاسبان تھے، ۱۹۷۴ء میں چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانی غنڈوں کی جانب سے مسلم طلباء پر حملے ہوئے، جس کے بعد پاکستان بھر کے تمام شہروں میں ختم نبوت کی تاریخ ساز تحریک چلی۔

قاری صاحب نے اس تحریک میں حصہ لیا اور قید و بند سے بھی نبردآزما ہوئے، اس تحریک میں جامع مسجد خواجگان اہل حدیث محبانِ مصطفی ﷺ کا مرکز بن گئی۔ ضلع رحیم یارخان میں بطلِ حریت اس تحریک کے نائب صدر اور روحِ رواں تھے۔ موصوف تحریک ختم نبوت میں مسلسل کامیابیوں اور کامرانیوں سے بہرہ مند ہوئے۔ پختہ عقائد و افکار کے حامل لوگ ان کی قیادت و سیادت میں بڑے فخر سے شامل ہوئے۔ آپ اس تحریک کے حوالے سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

فیضی نے سچ کہا تھا:

اے ہم نفسانِ محفلِ ما
رفتید ولے نہ از دلِ ما

تحریک ختم نبوت کے دوران خان پور میں تمام مکاتبِ فکر کا ایک مشترکہ نمائندہ اجلاس منعقد ہوا، اس میں قاری صاحب اور ماسٹر عطاء اللہ محمدی صاحب (موجودہ ناظم جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور) نے جماعت اہل حدیث کی نمائندگی کی۔ قاری صاحب نوجوان تھے۔ داڑھی کے بھی صرف چند بال نکلے تھے، اجلاس کی انتظامیہ نے پہلے تو آپ پر کوئی خاص توجہ نہ دی، لیکن جب حضرت قاری صاحب نے اپنی باری پر عقیدہ ختم نبوت کو احادیث کی روشنی میں بیان کیا اور تردید مرزائیت میں علمائے حق کی خدمات بیان کیں تو مجلس میں موجود ہر شخص آپ کے جوشِ خطابت اور علمی گفتگو سے متاثر ہوا۔ انہیں شاید یہ یقین نہیں ہورہا تھا کہ خان پور میں اتنا زبردست ہمت، حوصلے والا بےباک شخص موجود ہے کہ جس کی یلغار نے باطل دعاوی و عقائد کو قرآن و حدیث کے روشن دلائل سے ہلا کر رکھ دیا۔

ع ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ایک تقریر سے قاری صاحب نے عوام وخواص کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ پرائے لوگ بھی آپ کی محبت کے اسیر ہو کر رہ گئے۔

لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان فى القلب ايمان واسلام

۱۱.۱۱۔تحریک نظام مصطفیٰ میں کردار

قاری صاحب کی زندگی کا مقصد ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ کا نفاذ تھا، وہ کہتے تھے کہ جب تک ملک میں شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ نہ ہوگا، فی الواقع منزل کا حصول ناممکن ہے، ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظام مصطفیٰ میں جمعیت اہل حدیث پاکستان کے پلیٹ فارم سے ان کا کردار ناقابلِ فراموش ہے۔ آپ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے ضلع رحیم یارخان میں تحریک کے قائدین میں شمار ہوتے تھے۔ تحریکِ نظام مصطفیٰ کے مرکزی رہنماء حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ انہی دنوں خان پور آئے، تو ان پر پابندی کے آرڈر جاری کر دیئے گئے۔ علامہ صاحب کے مزاج سے بیوروکریسی واقف تھی کہ وہ ان بے جا پابندیوں کو ماننے سے ہمیشہ انکاری رہتے۔ چنانچہ انتظامیہ نے حضرت قاری صاحب پر دباؤ بڑھادیا، لیکن قاری صاحب نے ان ناروا حکومتی پابندیوں کو مسترد کرتے ہوئے ہر مزاحمت کا پامردی سے مقابلہ کیا اور حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا خان پور کے مرکزی چوک میں کامیاب جلسہ کرایا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لیے حکومتی مشینری اور سرکاری ایجنسیوں کے ذریعے ظلم وستم کا ہر حربہ استعمال کیا لیکن قوم کا سیلِ رواں تھا، جو تحریک کے لیے سڑکوں پر نکل آیا۔ بہرحال اس تحریک میں قاری صاحب کا کردار ہمیشہ زندہ، تابندہ رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

۱۲۔سہ ماہی مجلّہ ''نداء الایمان'' خان پور

حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم نے جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے ترجمان کے طور پر سہ ماہی مجلّہ ''نداء الایمان'' کا اجراء کیا، جس کا پہلا شمارہ محرم، صفر، ربیع الاول ۱۴۳۲ھ الموافق جنوری تا مارچ ۲۰۱۱ء کو منظر عام پر آیا۔ مجلّہ ''نداء الایمان'' خان پور کی مذہبی صحافت کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی پیشانی پر یہ قرآنی دعا لکھی ہوئی ہے:

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ [آل عمران:۱۹۳]

اس میں حالات کے تقاضوں کے مطابق علمی، معاشرتی اور دینی مضامین شامل ہوتے ہیں۔ بہرحال ''نداء الایمان'' کا ہر شمارہ بہت اہم مباحث پر مشتمل اور پڑھے جانے کے قابل ہے۔

مجلّہ کے اوّل مدیر محمد زکریا الزکی ہیں، جو ایک کہنہ مشق استاد، صحافی اور ادیب ہیں، چند سال جامعہ محمدیہ خان پور کی منصب تدریس پر فائز رہے۔ ''عقیدہ اور زندگی'' کے تحت ان کی متعدد تحریریں مجلّہ کی زینت بن چکی ہیں۔ ان دنوں اسلامک سنٹر ملتان میں اپنی خدمات پیش کیے ہوئے ہیں اور وہاں سے شائع ہونے والے سہ ماہی مجلّہ ''بندگی'' کے ایڈیٹر بھی ہیں۔

''نداء الایمان'' ـــــــ کی مجلس امارت میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ ارشادالحق الاثری حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمان سلفی حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

جب یہ سطور لکھی جا رہی ہیں تو مجلّہ ''نداء الایمان'' کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱شمارے بڑی کامیابی کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں، شمارہ نمبر ۸ (مارچ تا مئی ۲۰۱۳ء) قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے احوال و آثار کے حوالے سے خصوصی اشاعت پر محیط ہے۔

۱۲۱۔ مجلّہ ''نداء الایمان'' کی غرض وغایت!

مجلّہ ''نداء الایمان'' کے پہلے پرچے کے افتتاحی اداریے میں قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جو اغراض و مقاصد بیان کیے ہیں وہ یہاں من وعن درج کر رہا ہوں:

''سہ ماہی مجلّہ ''نداء الایمان'' کے اجراء کی بنیادی غرض و غایت میں دو باتیں اہم ہیں۔ یعنی عوام میں توحید وسنت کی سوجھ بوجھ کو اجاگر کرنا اور مسلک اہل حدیث کا تعارف۔ ہماری جماعت کے بہترین رسائل و جرائد اور بہت قابل اعتماد علماء فقہی مسائل، علمی تحقیق اور حالات حاضرہ پر عمدہ راہنمائی کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم ان موضوعات کی بجائے توحید وسنت اور مسلک محدثین پر کچھ عوامی، عام فہم اور ایمان و اخلاق کو سنوارنے والی گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

''مسلک اہل حدیث'' سے مراد کتاب وسنت کی خالص دعوت ہے، جو مشاہیر محدثین میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ کی شب و روز محنتوں اور ان کے شاگردوں کے ذریعے سے برصغیر پاک و ہند میں پروان چڑھا۔ اس مسلک کی تاریخ شرک و بدعت اور باطل نظریات وعقائد کے ساتھ کشمکش سے بھری ہوئی ہے۔ علماء مبارک پور، مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا اسماعیل سلفی، مولانا داؤد غزنوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، حافظ محمد گوندلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی زندگیاں توحید وسنت اور مسلک سلف کے احیاء میں گزریں۔ ''مسلک اہل حدیث'' کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ یہ صحابہؓ و تابعینؒ کا طریقہ اور سلف صالحین کا ہی مسلک ہے، جو خالص قرآن وسنت کے علم بردار تھے اور قرآن وسنت کے واضح حکم آجانے کے بعد کسی کے قول کو ترجیح نہ دیتے تھے۔ ''مسلک اہل حدیث'' اپنے عقیدہ، عبادت، مسائل اخذ کرنے کے انداز اور اجتہاد وفتوے کے طریقوں میں محدثین اور سلف صالحین کے طریقے پر ہے۔ اس مسلک کی برصغیر میں فکری داغ بیل تو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ہی ڈالی، لیکن اس کے پروان چڑھانے میں میاں صاحب رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ وفیض یافتگان کی کوشش ہے۔

ہم ''نداء الایمان'' کے ذریعے اپنے ماحول ومعاشرہ میں اللہ کی توحید کی پکار لگانا چاہتے ہیں، جو تمام انبیاء کی پہلی اور بنیادی دعوت تھی۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ۔ لوگو! تمہارا معبود فقط ایک اللہ ہی ہے، اس کے علاوہ کسی کی بھی بندگی نہ کرو اور یہ بات ہمارے نبی اکرم حضرت محمد ﷺ نے بھی فرمائی۔

قولوا لاالہ الااللہ تفلحوا ''لوگو! لا الہ الا اللہ پڑھو تم کامیاب ہو جاؤ گے''۔

عقیدہ توحید کے بغیر انسان کی نجات ممکن نہیں اور انسان کے تمام اعمال شرک کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ عقیدہ وایمان کا احیاء اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے معاشرے میں بے دینی، بے حیائی اور مادیت پرستی عام ہو چکی ہے۔ لوگ دین، اللہ، رسول اور آخرت کی طرف آنے کے لیے تیار نہیں۔ ان سب کو توجہ دلانی ہے کہ ''اللہ'' ہمارا رب ہے۔ اس نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ ہم سب نے لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ یہ دنیا فانی ہے اور بالآخر ختم ہو جائے گی۔ جوانی، مال ودولت، اقتدار اور دنیا کے عزت ومنصب کے مزے بالآخر ختم ہو جائیں گے۔ ہم آخرت میں اس وقت تک نجات حاصل نہیں کر سکتے، جب تک عقیدہ درست نہ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عقیدہ و ایمان پر ہی مضبوط دینی سیرت تعمیر ہوتی ہے۔ دعوت اور جہاد کا مرکز و محور بھی توحید ہی ہوتی ہے۔ وہی تحریکیں نبوی منہج پر ہیں، جن کی دعوت و تحریک کا سب سے بڑا موضوع توحید و سنت ہو، حتیٰ کہ توحید ان کی مستقل پہچان بن جائے۔ اسی طرح جہاد کی غرض و غایت بھی توحید کا احیاء ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے لوگوں کے ساتھ جنگ کا حکم دیا گیا ہے، حتیٰ کہ وہ کہیں کہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

ہم لوگ دنیا میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے، جب تک ہم عقیدہ و ایمان کے حامل سچے پکے مسلمان نہ بن جائیں۔ ملک میں اور پوری دنیا میں پھیلی ہوئی بے دینی و بے حیائی سے اس وقت تک مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، جب تک ہمارا اللہ پر ایمان اور عقیدہ مضبوط نہ ہو جائے۔ اللہ کی ہدایت ہی ہم سب کی نجات کا ذریعہ ہے۔ مغربی نظام اور طور طریقے ہمارے دین و اخلاق کے لیے نقصان دہ ہیں۔

''مسلک اہل حدیث'' کا نام برصغیر میں معروف و مشہور ہے، لیکن یہ فقط برصغیر کے بعض افراد کا منہج و طریقہ نہیں بلکہ یہ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تحریک ہے۔ اس تحریک کے افراد اور گروہ ہر ملک میں موجود ہیں اور خاص طور پر دیارِ حجاز میں اس مسلک کے حاملین کو خاص شان و شوکت حاصل ہے۔ ہم مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ لیکن ہم شرعی اصول و قواعد اور اخلاقِ حسنہ کے مطابق دیگر مسالک و مذاہب کا بھی احترام کرتے ہیں۔

ہمارا مجلّہ ''نداء الایمان'' جنوبی پنجاب کی معروف دینی درس گاہ جامعہ محمدیہ خان پور ضلع رحیم یار خاں کا ترجمان ہے۔ یہ جامعہ کے طلباء و طالبات کے فائدے کے لیے جاری کیا جا رہا ہے، تاہم اس کو عام دین دار پڑھی لکھی عوام بھی اپنے لیے مفید پائیں گے، بلکہ ہمارے اکثر مضامین تمام دین دار طبقوں کے لیے ہی لکھے جائیں گے اور تمام عام و خاص کے لیے لائق مطالعہ ہوں گے۔

''مجلّہ'' اور ''کتاب'' میں فرق ہوتا ہے۔ کتاب عام طور پر معلومات سے لبریز ہوتی ہے اور علمی اسلوب کی حامل ہوتی ہے اور اس کا عوام کے ساتھ تازہ ترین مسائل و احوال کے ساتھ منسلک ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلہ میں مجلّہ عام طور پر معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کے تازہ ترین مسائل و احوال کو بھی چھیڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے مجلّہ میں بھی عصر حاضر کے فہم اور احوالِ عالم اسلام کے کچھ موضوع مستقل طور پر رکھے گئے ہیں۔ عصرِ حاضر کے فہم میں ہم زیادہ تر اہل مغرب کی مصنوعی چکا چوند والی تہذیب و تمدن کی حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارے ماحول میں مغرب سے متاثرین کا حلقہ عوام اور خواص میں خاصی حد تک موجود ہے بلکہ اس وقت پوری دنیا مغرب کے افکار اور طور طریقوں کو پسند کرنے میں لگی ہوئی ہے اور مغرب پرستی کے پیچھے بھاگ رہی ہے۔ ہم عصر حاضر کے فہم میں اہل مغرب کی دنیاوی ترقی، کامیابی اور انسانی ہمدردی کے بلند و بانگ دعووں کی حقیقت واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

''نداء الایمان'' میں تمام قسم کے مضامین، چند خاص مستقل سلسلوں کے عنوانات سے تجاوز نہ کریں گے۔ ہمارے مستقل سلسلوں کے عنوانات اس طرح ہیں:

تذکیر القرآن والحدیث، اسلامی عقیدہ، تزکیہ نفس، تعارف مسلک اہل حدیث، عقیدہ و اخلاق پر سوال و جواب، عرب علماء کی راہنمائی، عصر حاضر کا فہم، احوال عالم اسلام، گوشہ طلباء و طالبات، احوال جامعہ خان پور، تعارف کتب۔۔۔ وغیرہ۔

عقیدہ و اخلاق پر سوال جواب، عام دین دار طبقے کے لیے لکھے گئے ہیں، اس موضوع میں ایمان اور اخلاق کو سنوارنے کے لیے عام فہم، مختصر اور مضبوط علمی گفتگو کی گئی ہے۔ انہی سوال و جواب کے اندر بعض وہ فقہی سوال جواب بھی چھیڑے جائیں گے، جو عصر حاضر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جدید کشمکش سے متعلق ہیں۔ مثلاً ملحدین اور اسلام پسندوں کا جھگڑا کہ مسلم عورت کا گھریلو کردار اہم ہے یا بیرون خانہ کردار اہم ہے۔ اس میں علماء دین وفقہ کا فیصلہ مختصر طور پر سنایا گیا ہے۔

عرب علماء کی راہنمائی کے تحت عرب علماء کی تحریروں کے تراجم واقتباسات وتلخیصات پیش کیے جائیں گے، ہمارے گمان کے مطابق عرب علماء اپنی علمی تحقیقات میں برصغیر کے علماء اہل حدیث سے بہت آگے ہیں اور ان کی بیش قیمت علمی تحقیقات سے ہمیں ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

دین کو سمجھنے اور سمجھانے کا عمل ہمیشہ عصر حاضر کے فہم کی روشنی میں ہوتا ہے۔ اس ضمن میں پہلے تو ہمیں مغربی افکار ونظریات کو سمجھنا چاہیے اور مغرب کے مقبول عام نعرے مثلاً انسانی حقوق، انسان دوستی، آزادی، رواداری، مساوات وغیرہ کی حقیقت سمجھنی چاہیے۔ بعض لوگ مغرب کے عالمی کردار کو تحسین کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس رسالے میں اس کی حقیقت واضح کی جائے گی۔ دوسرا یہ کہ مغرب کی یلغار سے جو علماء اور لوگ اسلام کی تعلیمات کو مغربی طور طریقوں کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں، ان کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ یہ لوگ اجماع امت، فہم صحابہ، روایاتِ دین اور سلف صالحین کے اتفاق کے منکر ہیں اور اسلام کے نام پر فکری ونظریاتی بدعات کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ دین کی اصطلاح میں تو یہ لوگ اہل بدعت ہیں۔ لیکن عام فہم زبان میں ان کو جدیدیت پسند کہہ سکتے ہیں۔

عصر حاضر کا فہم، عام لوگوں اور دین کے علماء کے لیے ضروری ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔ اس رسالے میں اس موضوع میں مستقل طور پر غیر اہل حدیث علماء اور فنی ماہرین کی تحریروں سے مدد لی جائے گی، لیکن ہم ان کی تحریروں کو دینی نقطہ نظر سے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کریں گے۔

گوشہ دینی مدارس اور طلباء وطالبات میں ہمارے پیش نظر تمام دینی مدارس کی اصلاح ہے۔ ہم دینی مدارس کو موجودہ ماحول و معاشرہ کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے دینی مدارس کی بنیادوں کو مزید مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ ہم اپنی بساط اور ہمت کے مطابق اس مجلے کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں، اساتذہ اور معلمات کو کامیابی عطا فرمائے۔ ہم اپنے تمام قارئین سے دعاؤں کے لیے بھی درخواست کریں گے اور ان کی تائیدی وتنقیدی آراء کے لیے بھی شدت سے منتظر رہیں گے۔ اللہ ہمارا اور آپ کا حامی وناصر ہو۔

قاری عبدالوکیل صدیقی

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور

۱۳۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی خدمت قرآن "تفسیر فرقانِ عظیم"

قرآن مجید نزول کے وقت ہی سے اس اُمتِ مرحومہ کے روشن دماغ اصحابِ علم وفضل کی فکری تگ وتاز کا مرکز رہا ہے۔ خیر الامت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لے کر ہر دور کے بے شمار طالبین قرآن نے اپنے رشحاتِ فکر امت کے سامنے رکھے، لیکن لا تنقضی عجائبه کے مصداق

ع ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا

قرونِ متاخرہ میں برصغیر پاک وہند میں جو رجالِ دین پیدا ہوئے، انہوں نے بلاشبہ متقدمین کی یاد تازہ کردی۔ انہی متاخرین میں ایک قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوری رحمہ اللہ ہیں، جو تفسیرِ قرآن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

قرآن مجید کی تفسیر لکھنا ایک بلند پایہ سعادت ہے، لیکن قرآن کی تفسیر وتشریح لکھنے کا حق صرف اس کو حاصل ہے جو صحیح العقیدہ ہو، کیونکہ عقیدے کے انسانی زندگی پر کافی اثرات ہوتے ہیں۔ یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز اس میں صحیح اور غلط لکھنے کا داعیہ پیدا کرتی ہے، بدعقیدہ شخص قرآن مجید کی کیا تفسیر کرے گا، بلکہ وہ تحریف وتنقیص کا باعث بنتا ہے، ہمارے اسلاف کرام بدعتی کی روایت سے گریز کرتے تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں جرح وتعدیل کے مشہور امام ابوحاتم محمد بن حبان بستی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الداعية الى البدع لايجوز الاحتجاج به عند ائمتنا قاطبة لااعلم بينهم فيه خلافاً.

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ کا شمار ہمارے دور کے ان نامور اہل فکر علماء میں ہوتا ہے، جنہوں نے امت مسلمہ کو درپیش مسائل، وجوہات اور اصلاحِ احوال کی حکمت کو قرآن مجید کی تفسیر وتشریح کی روشنی میں غور وفکر کے ساتھ بیان کیا۔

قاری صاحب کو قرآن مجید سے ایک خاص شغف تھا، آپ نے ''تفسیر فرقانِ عظیم'' کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھنا شروع کی، بلاشبہ یہ ان کی دینی فتوحات میں اہم ترین کارنامہ ہے۔

''تفسیر فرقانِ عظیم'' قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی باضابطہ مدون تفسیر نہیں ہے، بلکہ یہ ان تفسیری افادات پر مشتمل ہے، جسے حضرت موصوف نے درس قرآن میں ایک خاص انداز میں بیان کیا، یہ مکمل تفسیر کیسٹوں میں محفوظ ہے، اس پوری تفسیر کو کیسٹوں سے اتار کر کتابی شکل دینا چاہئے۔

میں نے خود اس تفسیر کو سنا ہے، اس میں قرآن مجید کی آیات وسورتوں کے باہم ربط، تفسیری نکات، حل المشکلات اور خاص الفاظ کی تشریح خاصے کی چیزیں ہیں۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے ناظم جناب ماسٹر عطاء اللہ صاحب محمدی حفظہ اللہ نے مجھے بتایا کہ:

''قاری صاحب کی زندگی میں اس تفسیر کو کیسٹوں سے نکال کر تحریری قالب میں ڈھالنے کا کام شروع کیا گیا تھا، مفسر موصوف خود اس پر نظر ثانی کر رہے تھے، لیکن زندگی نے وفا نہ کی''۔

جامعہ کے ترجمان سہ ماہی ''نداء الایمان'' کے پہلے شمارے [محرم تا ربیع الاول ۱۴۳۲ھ الموافق جنوری تا مارچ ۲۰۱۱ء] میں پہلی قسط کے طور پر **ایاك نعبد** کی تفسیر شائع ہوئی، جو رسالے سائز (۸=۲۰×۳۰) کے تین (۳) صفحات پر مشتمل ہے، اسی طرح دوسرے شمارے (ربیع الثانی تا جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ الموافق اپریل تا جون ۲۰۱۱ء) میں **ایاك نستعين** کی تشریح وتفسیر شائع کی گئی۔ اس کے بھی تین (۳) صفحات ہیں۔

قرآن مجید کی یہ تفسیر عام آدمی کے لیے نہایت عمدہ ہے، ہمارے پاس ان کی تفسیر قرآن کے نمونے کے طور پر یہ دو اقساط موجود ہیں۔ تفسیر کے ایک ایک لفظ سے ان کی علمی وجاہت اور قرآن فہمی کا ذوق عیاں ہوتا ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ قارئین کرام کے سامنے حضرت قاری صاحب کی اس تفسیر کے مرتب حصہ کو یہاں درج کروں، تا کہ انکی علمی خدمت کی ایک جھلک سامنے آجائے لیکن طوالت کا اندیشہ ہے۔ اس لیے صرف **ایاك نعبد** کی جزوی تفسیر پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیں............۔

۱:۱۳۱- ایاك نعبد کی تفسیر

ایاك نعبد . اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں

وہ کلمات ہیں جو ہم ہر نماز میں سورت فاتحہ کے اندر پڑھتے ہیں، بعض سلف سے منقول ہے کہ مکمل قرآن کا راز سورۃ فاتحہ اور سورت فاتحہ کا راز **ایاك نعبد و ایاك نستعين** میں ہے۔

☆ عبادت محبت اور عاجزی کی انتہاء کو کہتے ہیں۔ عبادت کا مطلب ہوتا ہے کہ انتہائی عاجزی، مسکینی اور خشوع کے ساتھ کسی کے رب ہونے کا اقرار کرنا اور محبت، خشیت، اور خوف ورجاء سے اس کے سامنے جھک جانا اور مختلف مراسم بجالانا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اور اسی طرح انسان کو بھی اللہ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اللہ نے انبیاء ورسل بھیجے، تاکہ وہ لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ○ (الانبیاء۔۲۵)

''ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے، ان سب کی طرف اس بات کی وحی کی ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کرو''۔

عبادت ہمیشہ ''رب'' اور ''الٰہ'' کی ہوتی ہے جو انسان کی موت وحیات، صحت وبیماری، خوشی وغمی، دکھ سکھ، فتح وشکست کا مالک ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ (البقرۃ۔۲۱)

''اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو، جس نے تم سب کو پیدا کیا''۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرسکتے ہو، جبکہ اس نے تم کو پیدا کیا حالانکہ تم مردہ تھے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ (البقرۃ:۲۸)

''اور اللہ نے زندگی دینے کے بعد زمین میں انسان کے لیے ہر نفع بخش چیزوں کے ڈھیر لگا دیے''۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هُوَالَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرۃ:۲۹)

''اللہ وہ ذات ہے، جس نے تمہارے لیے زمین میں ہر چیز کو پیدا کر دیا''۔

اللہ نے انسانوں کو زندگی سے لطف اٹھانے کے لیے آنکھیں، کان اور دل دیے۔

وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ (النحل:۷۸)

''اور اس نے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے''۔

☆ ایاك نعبد. عبادت ہمیشہ وہی معتبر ہے جو توحید کے ساتھ ہو۔

توحید کے بغیر اللہ کی عبادت معتبر نہیں۔ ایاك نعبد میں اللہ کی توحید کا اقرار ہے یعنی اے اللہ! ہم فقط تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی جہاں اپنی توحید کا ذکر کیا ہے وہاں شرک کی نفی ضروری ہے اور جہاں شرک کی نفی ہے وہاں توحید کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ فرمایا:

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا (النساء:۳۶)

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو''۔

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:۳۶)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور طاغوت سے بچیں''۔

اور ابراہیم علیہ السلام بھی شرک کے رد کے ساتھ اللہ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ○ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ (الزخرف۔۲۶۔۲۷)

☆ ایاك نعبد. اس چھوٹے سے کلمہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان ہے:

کہ اے اللہ! میں تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اے اللہ! کسی ہستی کا خوف تیرے خوف کی طرح نہیں، کسی ہستی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیدیں اور توکل تیری امید اور توکل کی طرح نہیں۔ اے اللہ! میری نذر، میرا خشوع، میری تعظیم، میرا سجدہ، میرا ذبیحہ، میرا رکوع، میرا طواف، میرا رات کا جگار اتہجد، میری نورانتیں اعتکاف، میرا دن کا روزہ، میری نذر و نیاز اور تقرب فقط تیرے لیے ہے۔ عبادت کی کئی اقسام ہیں۔ محبت، خوف رجاء، توکل، دعاء، استغاثہ، استعانت، ذکر، نماز، روزہ، طواف، صدقہ دخیرات، قربانی، نذر و نیاز وغیرہ۔ یہ سب کی سب عبادتیں فقط اللہ تعالیٰ کے لیے روا ہیں۔ اللہ کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں، چاہے وہ اللہ کے نبی، ولی اور مقرب فرشتے کیوں نہ ہوں''۔

۱۴۔ رسائل خان پوری

تحریر میں تفہیم کے لیے اسلوب نگارش کا بڑا دخل ہوتا ہے، بعض اہل قلم کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ مشکل سے مشکل اور الجھی ہوئی بحثوں کو اس خوب صورت انداز میں الفاظ کا جامہ پہناتے ہیں کہ بات بھی قاری کی سمجھ میں آجاتی ہے اور عبارت بھی بوجھل نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس بسا اوقات معلومات یا پیغام تو انمول ہوتا ہے، لیکن اسلوب کی حزالت اور مشکل نگاری کا شوق پیغام کے انتقال میں بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ ادبی تاریخ شاہد ہے کہ سہل نگاری کی بنیاد پر تخلیق پانے والا لٹریچر بہ نسبت بھاری بھرکم تراکیب پر مشتمل ادبی مواد کے زیادہ طویل العمر ہوتا ہے اور اس کی مقبولیت کا گراف بھی بلند تر رہتا ہے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ نے مختلف اوقات میں چند رسائل لکھے، ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وقت کی ضرورت کو محسوس کر کے لکھے گئے ہیں۔ متین لہجہ، عمیق مسائل کا نہایت سادہ، دلکش اور آسان تجزیہ ہیں۔ رسائل کے نام یہ ہیں:۔

① مسلک اہل حدیث کیا ہے؟
② فلاح کا راستہ
③ نسخۂ کیمیا
④ عقیدۂ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت
⑤ رمضان اور عیدالفطر کے احکام و مسائل
⑥ عیدالاضحیٰ اور قربانی کے احکام و مسائل

نمونہ کے طور پر ان کی ایک تحریر کا کچھ حصہ یہاں درج کیا جارہا ہے:۔

۱۴۱۔ مسلک اہل حدیث کیا ہے؟

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلک اہل حدیث کتاب وسنت کی مکمل تعلیمات کا نام ہے، جس کا منبع و مرجع امت کا کوئی فرد نہیں، بلکہ یہ وہ اصلاحی تحریک ہے، جس کا اصول وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۝ (الحشر: ۷) اور ان قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدابها کتاب اللہ وسنة رسوله پر قائم ہے۔

مسلک اہل حدیث اسلام کی مکمل تعبیر و ترجمانی کا آئینہ دار ہے، جس طرح اسلام کا ماخذ کتاب وسنت ہے، مسلک اہل حدیث بھی انہی دونوں پر قائم ہے۔ مسلک اہل حدیث اتنا ہی قدیم ہے، جتنا کہ خود اسلام، بلکہ جتنی انسانی تاریخ قدیم ہے، جیسا کہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: اہل الحدیث فی کل زمان کاہل الاسلام فی سائر الادیان۔ (نقض المنطق۔۸۸) چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد عربی ﷺ بلکہ خیر القرون تک اسلام کا سرچشمہ تعلیمات الٰہیہ کو قرار دیا جاتا رہا، خواہ وہ آسمانی کتابوں کو نازل فرما کر انجام دیا گیا ہے، یا رسول کو القاء والہام کر کے لوگوں کی رہنمائی خود ان کی عملی زندگی سے فرمائی گئی ہو، یہ کسی زمان ومکان افراد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واشخاص سے نہ تو کسی دور میں مقید و مخصوص رہا اور نہ قیامت تک رہے گا اور اسی فکر وعقیدہ کی حامل وترجمان جماعت اہل حدیث ہے، جس کی دعوت خالص کتاب وسنت اور ان سے مستفاد اصول وضوابط پر متفرع مسائل ہی اصل شریعت ہیں، اقوال آئمہ، اجتہاداتِ فقہاء کی حیثیت صرف شریعت کی تشریح وتفسیر اور مقصودِ شارع تک پہنچنے کے وسائل و ذرائع کی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ مسلک خیرالقرون کے نہج ومسلک پر فکری، اعتقادی، علمی وعملی ہرطرح سے کتاب وسنت کو اپنا مشعلِ راہ بنانے کی دعوت دیتا ہے، اس مسلک کی تصویر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یوں پیش کی ہے: اعلم ان الناس کانوا قبل المائة الرابعة غیرمجتمعین علی التقلید الخالص واحدبعینه (حجۃ اللہ البالغۃ۔ ۱/۱۵۲)

"لوگ چوتھی صدی سے قبل کسی خاص ایک مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے"۔

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ خطبات صدیقی رحمہ اللہ

کتاب وسنت کے فروغ کے لیے قاری صاحب کی جدوجہد کے کئی پہلو ہیں، جن میں سے ایک پہلو تقریر کا ہے۔ آپ کے خطبات اور تقاریر توحید وسنت کی تعلیمات کا خلاصہ ہیں۔ قرآن وسنت کی تعلیم پر مبنی ایمانیات، عبادات، اصلاح وتربیت واجتماعی زندگی سے متعلق اسلامی تعلیمات کا احاطہ کرتے ہیں۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ قرآن کے قاری تھے، اور آپ کا سینہ قرآنی علوم ومعارف کا بھی ایک خزینہ تھا، قرآن مجید نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے۔ خطبہ مسنونہ سے لے کر اپنی پوری تقریر میں قرآن مجید کی آیات حسنِ ترتیل کے ساتھ پڑھتے، تو جی چاہتا کہ قاری صاحب قرآن ہی پڑھتے رہیں۔

آپ کو قرآن سے حد درجہ محبت تھی، اس میں دورائے نہیں ہوسکتیں کہ قاری صاحب خطابت کے میدان میں ایسے شعلہ نوا مقرر تھے کہ سامعین کو اپنی گرفت میں جکڑ لیتے۔ شخصی وجاہت، خوبصورت مترنم آواز، مطالعہ کی وسعت، استدلال کی قوت، الفاظ کے زیروبم، لب ولہجہ کے اتار چڑھاؤ اور زبان وبیان کے اسلوب سے آشنا، قرآن وحدیث کی نعتوں کا نوک زبان ہونا، فارسی، عربی، اردو اور پنجابی کے اچھے اچھے اشعار کا ازبر ہونا اور دورانِ تقریر ان کا برمحل استعمال، غرض یہ کہ ان کی تقریریں خطابت کے ان تمام اجزاء کا حسین مرقع ہوتیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت قاری صاحب گھنٹوں علم کے موتی رولتے اور خطابت کے جوہر دکھاتے اور سامعین دم بخود بیٹھے سنتے رہتے۔

آپ کا خطبہ جمعہ یا کانفرنس اور جلسے میں تقریر سامعین کے لحاظ سے مختلف اور منفرد ہوتی تھی، اگر آپ کے مخاطب اہل علم ہوتے تو گفتگو خالصتاً علمی نوعیت کی فرماتے، جسے عام آدمی کا سمجھنا مشکل ہوتا اور اگر عوامی جلسے میں گفتگو کرتے تو نہایت ہی سہل انداز میں اپنے موضوع کو بیان کرتے، بات کی تفہیم کے لیے مثالیں دیتے۔

آپ بالکل سادہ انداز میں تقریر کرتے، تقریر میں زیادہ اچھل کود کی بجائے زیادہ سے زیادہ انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے، یا پھر ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی مٹھی بنا لیتے، کبھی زیادہ جوش میں آتے تو اپنے بازو آگے کی طرف کردیتے۔ دورانِ گفتگو اللہ تعالیٰ سے مناجات پیش کرتے تو دعا کے انداز میں ہاتھوں کو پھیلا دیتے اور اپنی نظریں بار بار آسمان کی طرف اٹھاتے۔ بس پوری تقریر میں یہی طریقہ رہتا تھا۔

کسی جلسے یا کانفرنس میں تشریف لے جاتے اور اسٹیج سے جب کبھی بڑے بڑے القاب سے آپ کو پکارا گیا تو سر جھکا دیتے اور برامحسوس کرتے، بلکہ اپنے خطاب کے شروع میں فرماتے کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القاب کسی اور کے لیے ہیں۔ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ عموماً اسٹیج سیکریٹری کو تنبیہہ فرماتے کہ میرے نام کے ساتھ لفظ قاری کے علاوہ مزید کچھ نہ کہا جائے۔ یہ ان کی عاجزی کی انتہاء تھی، ورنہ کون نہیں جانتا کہ آپ صحیح معنوں میں مفسر قرآن تھے، سچے مبلغ اسلام تھے، ''بطل حریت'' کا لقب تو آپ کے علاوہ کسی اور کے نام کے ساتھ جچتا ہی نہیں۔ یقیناً بڑی ہستیوں کے شایان شان یہی ہے کہ اپنے دامن کو خاکساری وانکساری کے لعل و گہر سے سجا رکھیں۔ بقول سعدی:

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

تقریر کے دوران خواہ مخواہ کی نعرے بازی کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ کبھی کبھی نعرے لگانے والوں کو خاموش کرا دیتے۔ پنجاب اور سندھ کے تقریباً ہر بڑے جلسے کی زینت ہوا کرتے تھے، جس جلسے میں آپ شریک نہ ہوتے، جلسہ کا رنگ پھیکا محسوس ہوتا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی زیر نگرانی موچی دروازہ لاہور میں آپ کی ایک تاریخی تقریر ہوئی

آپ نے اپنی تقریر میں وقت کے جابروں اور ظالم حکمرانوں کو ڈنکے کی چوٹ للکارا، تو حضرت علامہ شہید رحمہ اللہ سے رہا نہ گیا، اٹھے اور قاری صاحب کا ماتھا چوم کر فرمایا:

''جب تک قاری عبدالوکیل صدیقی جیسے میرے عظیم رفقاء، اسلام کے پرچم کو تھامے رکھیں گے، ختم نبوت کے کسی ڈاکو کو اس میں نقب لگانے کی جرأت نہیں ہو سکتی''۔

ہم نے قاری صاحب کے اسلوبِ خطابت کے متعلق بہت ساری باتیں کی ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ان کا ایک خطاب بھی آپ کی نذر کر دیا جائے۔

اس خطاب کو تحریری قالب میں ڈھالنے کے لیے مولانا لیاقت علی باجوہ فیروز پوری (کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ) نے عملی معاونت کی ہے، جس پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔ اب پڑھئے قاری صاحب کی ایک منفرد تقریر۔

''تحفظ مسلک اہل حدیث''

معزز و محترم سامعین و حاضرین! اللہ کا فضل ہے اور بار بار فضل ہے کہ اس رب کائنات نے اپنی رحمت سے ہمیں مسلک حق، مسلک اہل حدیث کی دولت اور نعمتِ عظیم سے مالا مال فرمایا۔ اس عظیم نعمت پر ہم جس قدر بھی اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں اظہار تشکر بجالائیں کم ہے۔ فتنوں کے اس دور کے اندر بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو کہ اس مسلک حق کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کی پوری اور سر توڑ کوشش ہے کہ اگر ہم اس مسلک کو مٹا نہیں سکتے اور یقیناً نہیں مٹا سکتے تو کم از کم ہم اہل حدیث کو اہل حدیث کے منہج سے، اہل حدیث کی فکر سے اور اہل حدیث کی غیرت سے کسی نہ کسی طرح محروم کر دیں اور اس دور میں مسلک حق کے پیروکاروں کا اور علمبرداروں کا یہ اولین فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے اس بے مثل و بے مثال اور عظیم الشان پاکیزہ اور مقدس مسلک کے تحفظ کے لیے کمربستہ ہو کر میدان عمل میں آئیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں ''تحفظ مسلک اہل حدیث'' کا عنوان میرے نزدیک ایک الہامی عنوان ہے۔ کیونکہ یہ وہ مسلک ہے، جو رسول اللہ ﷺ کا مسلک ہے۔ یہ وہ مسلک ہے، جو کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل کا مسلک ہے۔ یہ وہ مسلک ہے، جو سیدنا صدیق اکبرؓ کا مسلک ہے۔ یہ وہ مسلک ہے، جو سیدنا فاروق اعظمؓ کا مسلک ہے۔ یہ وہ مسلک ہے جو سیدنا عثمانؓ کا مسلک ہے۔ یہ وہ مسلک ہے جو حیدرِ کرار سیدنا علیؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی طالب کا مسلک ہے۔ یہ وہ مسلک ہے جو تمام اصحابؓ رسول کا مسلک ہے۔ تابعینؒ کا مسلک ہے۔ تبع تابعینؒ کا مسلک ہے۔ آئمہ محدثینؒ کا مسلک ہے اور سلف صالحینؒ کا مسلک ہے اور قیامت تک رسول اللہ ﷺ کی جماعت کا یہ مسلک رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اس مسلک کا وفادار عرش والے رب کا وفادار ہے اور میں محض خطابت کے انداز میں الفاظ کی قوت کے ساتھ اپنا مؤقف پیش نہیں کر رہا بلکہ میں سوچ سمجھ کر بات کرنے کا عادی ہوں اور ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملے کو ذمہ داری سے ادا کر رہا ہوں اور میں اپنے ان دعوؤں کو بحمد للہ دلائل کی دنیا میں استدلال اور براہین کی قوت کے ساتھ ثابت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں......

یہ وہ مسلک ہے اس کا وفادار عرش والے رب کا وفادار۔ مدینے کے تاجدار کا وفادار، اس مسلک کا وفادار رب کے قرآن کا وفادار، حدیثِ رسول اور سنتِ رسول کا وفادار ہے، صحابہ کا وفادار ہے، تابعین کا وفادار ہے، آئمہ محدثین کا وفادار ہے، اور اس مسلک کا غدار عرش والے رب کا غدار ہے۔ مدینے کے تاجدار کا غدار ہے، رب کے قرآن کا غدار ہے، رسول ﷺ کی سنت اور حدیث کا غدار ہے، صحابہ کا غدار ہے، آئمہ ومحدثین کا غدار ہے۔ آیئے آج کے اس پرفتن دور کے اندر اپنے مسلکِ حق، مسلک اہل حدیث کے ڈنکے کو بجانے کے لیے اس پرچم کو ہر پرچم سے اونچا کرنے کے لیے، اس دعوت کو عام کرنے کے لیے اسے مختلف قسم کی شیطان کی چالوں سے بچانے کے لیے اہل حدیث کا کمربستہ ہوکر میدان میں آنا، میری اور آپ کی ذمہ داری بھی ہے۔ اللہ کی طرف سے ہم پر یہ فرض بھی ہے اور پیغمبر کے وارث ہونے کی حیثیت سے ہماری یہ ذمہ داری بھی ہے۔

حضرات! حالات کچھ بھی ہوں، ہمیں اہل حدیث ہونے کے ناطے اپنے فرض کو ادا کرنا ہوگا۔ ......سارا زمانہ ہمارا موافق ہو جائے تب بھی ٹھیک اور سارا جہاں ہمارا مخالف ہو جائے، تب بھی کوئی پرواہ نہیں اور اللہ کسی بھی محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ اجر تو اللہ دیتا ہے۔ اجر اللہ سے لینا ہے اور اللہ پر توکل کر کے اگر میدان میں آئیں، پھر دیکھئے اللہ احکم الحاکمین کس طرح اجر وثواب کے خزانوں کے دہانوں کو کھولتا ہے۔ کس طرح ہماری دنیا بھی سنوارتا ہے اور ہماری عاقبت بھی تابناک بناتا ہے اور ایک مومن اس سے زیادہ اور کس چیز کی توقع رکھتا ہے کہ اسے کائنات کے رب کی نظرِ رحمت نصیب ہو جائے اور خاص کر اللہ کی ملاقات کے دن اللہ کے سامنے جب جائے تو اسے شرمندگی نہ ہو۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے:

امام الانبیاء ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے اللہ نے مجھے دکھایا کہ بارگاہ رب العزت میں مختلف انبیاء کرام آرہے ہیں اور اپنی امتوں کے ساتھ آرہے ہیں، ایک اللہ کا نبی آتا ہے چند اس کے ساتھ امتی بھی ہیں، ایک اللہ کا ایسا پیغمبر ایک نبی اور اس پر ایمان لانے والے صرف تین آدمی ہیں، یہ بھی آئے، اللہ پوچھتے ہیں، میرے نبی امت کہاں ہے؟ عرض کی اللہ ساری زندگی محنت کی، یہ تین بندے ایمان لائے، ایک اور نبی آیا دو امتی ہیں، اس کے بعد ایک اور اللہ کا نبی آتا ہے ایک نبی ہے اور ایک ہی اس پر ایمان لانے والا......صرف ایک شخص، فرمایا! پھر ایک اور اللہ کا نبی آیا وہ اکیلا ہی اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ رب کریم نے پوچھا میرے نبی امت کہاں ہے؟ عرض کی! اللہ ساری زندگی محنت کرتا رہا، ایک شخص بھی مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ یا العیاذ باللہ نبی غلط تھا، جھوٹا تھا، نہیں نہیں! وہ صداقت کا مجسمہ تھے، حق کا علمبردار تھا اور یہ تو ان کی بدقسمتی ہے کہ جنہوں نے نبیوں کی مقدس اور پاکیزہ دعوت کو ٹھکرادیا، فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر میں نے ایک گروہ کثیر کو دیکھا، میں سمجھا یہ میری امت ہوگی، لیکن مجھے بتلایا گیا کہ اے محمد ﷺ یہ آپ کی نہیں، یہ موسیٰ کلیم کی امت ہے، بنی اسرائیل ہے۔ پھر میں نے اس سے بھی ایک بڑی جماعت اور ایک بہت بڑا گروہ دیکھا، مجھے بتایا گیا، محمد ﷺ یہ آپ کی امت ہے۔ حدِ نگاہ تک بہت بڑی تعداد میں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ آپ کی اس امت میں میرے حبیب ﷺ ستر ہزار ایسے لوگ ہیں، جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن اور منور ہوں گے۔ جب حضرت یہ بات بیان فرما رہے تھے، صحابہ کرامؓ زبانِ نبوت و رسالت سے سن رہے تھے۔ ایک صحابی سے نہ رہا گیا، کھڑا ہوگیا، یہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عرض کرنے لگے: اے اللہ! کے رسول ﷺ میرے لیے دعا کریں، اللہ مجھے ان ستر ہزار میں شامل فرمادے، جو بغیر حساب کے جنت میں جانے والے ہیں اور جن کے چہرے چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن اور منور ہوں گے۔

حضرت ﷺ نے دعاء فرمائی، میرے اللہ! میرا صحابی عکاشہ مجھ سے دعا کروا رہا ہے، میرے اللہ! اس کے حق میں میری دعا کو قبول فرمالے۔ دعا قبول ہوئی، حضرت عکاشہ خوش ہیں، ایک اور صحابی جو اس منظر کو دیکھ کر تڑپ اٹھا، کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ حبیب! میرے لیے بھی یہی دعا کریں، ارشاد فرمایا: تجھ سے عکاشہ سبقت لے گیا ہے، وہ آگے بڑھ گیا ہے، تو سوچ ہی رہا تھا، اس نے دعا کروا کر اپنی منزل کو پالیا ہے۔ اب یہ ستر ہزار کون لوگ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جو عقیدہ توحید کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہوں گے، جن کو اللہ قیامت کے دن یہ عزتیں عطا فرمائے گا۔

محنت کرنے والوں نے محنت کی، ایک شخص بھی اگر ایمان لے آیا، تب بھی اس کی محنت رائیگاں نہیں، اور ایک بھی ایمان نہ لایا تب بھی، دونوں صورتوں میں محنت ضائع نہیں ہوگی، اگر آج ہم اللہ کی ذات پر توکل اور یقین کرتے ہوئے، اس کے نام کو اس کے دین کو سربلند کرنے کے لے میدان میں آئیں، تو میرے محترم! یقینا اللہ ہمارے اجر کو ضائع نہیں فرمائے گا، اور یہی ہماری نیت ہونی چاہئے۔ یہی ہماری سوچ ہونی چاہیے۔ یہی اخلاص کا تقاضا ہے اور ہمارے اسلاف نے انتہائی نامساعد حالات کے اندر اس مسلک کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھا، کوئی کمپرومائز نہیں.......... نہ عقیدے کے مسئلے پر..... آپ دیکھیں.......... کمپرومائز کرنا ہوتا، سودے بازی اگر کرنا ہوتی، تو ہوسکتی تھی، لیکن اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا، میرے حبیب ﷺ نہیں.......... ڈٹ جاؤ فکر نہ کرو **بلغ ماانزل الیک من ربك فان لم تفعل فمابلغت رسالة** .... آپ میرا پیغام پہنچاتے جائیں، آپ کی حفاظت میرے ذمہ ہے اور انتہائی مشکل سے مشکل وقت آیا اور کہا کہ ان کو کہہ دو، جو آپ ﷺ کے پاس فارمولے لے کر آرہے ہیں، کہ ایسے کرلیں، ایسے کرلیں، یوں کرلیا جائے اور یوں کرلیا جائے، ان کو کہو: جاؤ مکے کے کافرو! قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون، ۱تا۶) دوٹوک بات ہے، لوگ ابوطالب کے پاس آئے تھے.......... کہ کوئی نرمی، کوئی سودے بازی..........؟ ابوطالب نے ازراہ ہمدردی کہہ بھی دیا تو امام الانبیاء نے کیا فرمایا، یہ باتیں نئی نہیں ہیں، لیکن جب ہم ان باتوں کو بار بار سنتے، سناتے اور دہراتے ہیں، تو ہمیں یہ سبق اور درس ملتا ہے کہ یاد رکھو، عقیدے کی نعمت جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اس کے اندر کہیں بھی کمزوری نہیں آنی چاہیے! اور **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة** کا تقاضا کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟...... کہ ایسے حالات میں پیغمبر اکرم ﷺ کے اسوۂ کو آپ ﷺ کی زندگی کو مشعلِ راہ اور نمونہ بنائیں۔ اور استقامت کے پہاڑ بن جایئے۔ کہا چچا، آپ میرے پاس یہ فارمولے لے کر آئے ہیں؟ اے میرے چچا ابوطالب! اگر یہ آسمان کا سورج اور چاند بھی لے کر آجائیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں اور کائنات کی دولت بھی میرے قدموں میں ڈھیر کر دیں اور مجھے کہیں کہ اے محمد ﷺ! اپنے مؤقف سے ہٹ جاؤ، تو میرے چچا یہ سب کچھ ہو سکتا ہے، مگر محمد ﷺ اپنے سچے مؤقف کے اندر ذرا بھی لچک پیدا نہیں کر سکتا۔

پھر جب لوگوں نے اہل حدیث کہلایا، رسول ﷺ کی تعلیم کو سامنے رکھا۔ انہوں نے جان کی پرواہ نہ کی، لیکن اپنے عقیدے، اپنے مؤقف اور اپنے مسلک پر آنچ نہ آنے دی۔ آج ہمیں مسلک محدثین سے وابستہ لوگوں کو بڑی آسانی کے ساتھ یہ طعنہ دے دیا جاتا ہے کہ دیکھو جی! یہ آئمہ کرام کو نہیں مانتے۔ ہم کہتے ہیں کہ آؤ! ذرا آئمہ کی عدالت میں:......... آپ بھی کھڑے ہو جائیں اور ہم بھی کھڑے ہو جائیں اور وہ آئمہ جنہوں نے دین کو بگاڑا نہیں، جنہوں نے دین کو سنوارا، آئمہ محدثین کہ جنہوں نے خونِ جگر دے کر دینِ محمد ﷺ کی آبیاری کی تھی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ...... آپ کے دور میں مسئلہ خلقِ قرآن پیدا ہوا، آپ ڈٹ جاتے ہیں۔ بہت کم لوگوں کو یہ پتہ ہوگا کہ مسئلہ خلقِ قرآن کیا ہے؟ کیا فرق پڑتا ہے...... آج ہم بڑی بڑی باتوں کو اکثر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ بھی معمولی ہے، یہ بھی معمولی ہے اور کہنے والے یہ بھی کہہ دیتے ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی سنتیں ہیں...... تو نے سوچا نہیں کہ کس عظیم پیغمبر کی سنت کو چھوٹا سا کہہ دیا۔ خود بڑا بن بیٹھا اور اس عظیم پیغمبر کے بارے میں یہ ریمارکس دیئے، چھوٹی چھوٹی سنتیں...... لیکن امام احمد رحمہ اللہ جانتے تھے...... کہ اگر آج میں مسئلہ خلقِ قرآن کے سلسلہ میں اپنے مؤقف میں نرمی کرتا ہوں، تو آئندہ آنے والی نسلیں اعتقادی بگاڑ کا شکار ہوں گی............ وگرنہ بڑے بڑے علماء نے تاویلیں کر ڈالیں، استدلال کر لیے............ مختلف وضاحتیں کرنا شروع کر دیں، لیکن امام تن تنہاء میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ مجھے اللہ پاک نے یہ شرف دیا ہے کہ میرے سینے کو حدیث کے نور سے منور کیا ہے۔

اب میری ذمہ داری ہے کہ میں اپنے اس فرض کو ادا کروں، حکمران امام احمد کے سامنے لالچ بھی پیش کرتے ہیں۔ دباؤ میں بھی لاتے ہیں، جھکانے کی بھی کوشش کرتے ہیں...... لیکن امام احمد ڈٹے اور کہا کہ نہیں.......... میں تو ایک ہی بات پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر مجھے منوانا ہے تو لاؤ اللہ کی کتاب سے دلیل............ اور اس کے رسول کی سنت سے دلیل لاؤ...... سیدھی بات مومن کی بات ہوتی ہے، سیدھی بات اور دو حرفی بات...... حکمران اذیتیں دیتے رہے اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جس طرح کے زبردست کوڑے امام احمد کی پیٹھ پر برسے، اگر کسی مست ہاتھی کی پیٹھ پر بھی ایسے کوڑے برسائے جاتے، تو وہ بھی اس کی تاب نہ لاتا، لیکن امام احمد بن حنبل استقامت بن کر ڈٹے رہے، مؤقف میں نرمی نہ آئی.......... آج مامون کو، معتصم کو، واثق کو، متوکل کو، کون جانتا ہے..........؟ جنہوں نے حق کو دبانے کے لیے تمام ریاستی جبر کو بروئے کار لائے.........، لیکن آج امام احمد بن حنبل کا نام روشنی کا مینار ہے اور رہنمائی کر رہا ہے کہ اپنے جسم کو انہوں نے زناٹے دار کوڑوں کی زد میں لانا گوارا کیا، لیکن اپنے مسلک کے تحفظ میں کوئی مداخلت نہ برتی۔ یہی کیفیت امام دارالہجرہ امام مدینہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی ہے، وہ بھی ایک مسئلہ طلاق مکرہ پر مضبوط دلیل لے کر کھڑے رہے، یعنی جبری طلاق کا ایک مسئلہ تھا، اور جب امام ڈٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور جناب ایک دو نہیں، پورے ۳۲ ہزار مولویوں نے اس وقت فتویٰ دیا.........لیکن امام مالکؒ فرماتے ہیں، کہ میں نہیں جانتا، اس بات کو کہ یہ ۳۲ سو ہیں یا ۳۲ ہزار یا ۳۲ لاکھ ہیں، میں تو ایک ہی بات جانتا ہوں کہ یہ مسئلہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کے خلاف ہے۔ ڈٹ گئے اور پھر تضحیک اور تذلیل کی انتہاء کر دی گئی، امام مالک کو منہ کالا کر کے بھرے بازار میں گھمایا گیا۔ امام صاحب فرماتے ہیں: عرفنی فقد عرف ومن لم یعرفنی انامالك بن انس. لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے، وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا وہ پہچان لے کہ میں مالک بن انس ہوں اور میرا قصور یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ جبری طلاق ناجائز ہے، ناجائز ہے، ناجائز ہے.........!

جب عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ رفع الیدین کرتے ہیں، رفع الیدین کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ وقت کے علماء سوء نے جا کر وقت کے حکمرانوں کو بھڑکایا کہ عبداللہ فتنہ بپا کر رہا ہے۔ یہ نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ رفع الیدین کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا......... ان کو سمجھائیں، وگرنہ فتنہ ہوگا......... لڑائی ہوگی.........جھگڑا ہوگا......... حاکم وقت نے عبداللہ غزنویؒ کو طلب کیا اور کہا کہ جناب آپ یہ رفع الیدین چھوڑ دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ: میں اللہ کے رسول کی سنت کو سینے سے لگا چکا ہوں، اسے ترک نہیں کر سکتا۔ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا...... کہا......چھوڑنا ہوگا، یہ حاکم وقت کا فیصلہ ہے۔ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مقابلے میں حاکم وقت کے فیصلے کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے ٹکراتا ہوں، میں ساری کائنات کو چھوڑ سکتا ہوں، مگر سرور کائنات کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حاکم وقت طیش میں آیا اور.........

سنو اہل حدیثو! آج تم اپنے عقائد پر کمپرومائز کر رہے ہو، آج تو ہم اپنے منہج کو قربان کر رہے ہیں۔ آج مسلکِ حق کی ترجمانی جرم بن چکا ہے، لیکن میں اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ بہت سارے تجربات سے گزرا ہوں اور میں نے تو وہاں جس سٹیج پر اہل حدیث کا نام لینا جرم تھا، جس اسٹیٹ میں حنفی مسلک کو بطور اسٹیٹ لاء کے طور پر نافذ کیا گیا تھا، جس اسٹیٹ کے اندر رفع الیدین کرنے والے کو جیل میں ڈالا جاتا تھا، جس اسٹیٹ کے اندر اہل حدیث کے نام کو ایک گالی سمجھا جاتا تھا، آج اس اسٹیٹ کے اندر اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ ہزار ہا لوگ مسلک حق، مسلک اہل حدیث سے وابستہ ہو چکے ہیں اور آپ یقین کیجئے کہ ابھی ہماری سالانہ کانفرنس ہوئی (خانپور میں)، مولانا منظور احمد صاحب اور دیگر خطباء تشریف فرما تھے، دیوبند کے ایک بہت بڑے فاضل مولانا نگل محمد اپنے ۲۰۰ ساتھیوں کے ساتھ اہل حدیث ہوئے۔

یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فرض کو اللہ کی توفیق سے اور اللہ کے فضل و کرم سے نبھاتے رہیں اور بھائی......... پھر سید نے کہا.........اس سید نے کہا، کہ جسے پتہ تھا کہ دینِ محمد ﷺ کے اندر سنت رسول کی کیا عظمت اور اہمیت ہے، کہا......کہ اگر رفع الیدین نہیں چھوڑتے......... تو پھر عبداللہ، غزنی چھوڑنا پڑے گا اور وہ صرف یہ ہی نہیں تھے کہ صرف کسی مسجد کے امام تھے بس چھٹی ملی، بوری بستر اٹھائے اور چلے گئے......نہیں نہیں......ان کی جائیدادیں تھیں، ان کے قلعہ نما گھر تھے، ان کے باغات تھے، ان کے کاروبار تھے......سب کچھ تھا......کہا، آپ کہتے ہیں، میں غزنی چھوڑ جاؤں؟

اے غزنی کے فرمانروا! سن لے...... میں رسول کی سنت کے مقابلے میں ساری کائنات کو ٹھکرا سکتا ہوں، لیکن رفع الیدین والی سنت کو ترک نہیں کر سکتا اور دوستو! پھر وہ وقت تھا کہ جب اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو مسجدوں سے دھکے دے کر نکالا جاتا تھا، آپ کو پتہ ہے کہ آمین کرنے والے کو قابلِ گردن زدنی جرم سمجھا جاتا تھا، لیکن آج کسی ماں کے لال میں یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ اہل حدیث کی طرف میلی نظر اٹھا کر کے بھی دیکھے، کیونکہ اس لیے کہ ہمارے اسلاف نے ہمارے اس مسلکِ حق کے لیے وہ قربانیاں دیں اور اس کے تحفظ کے لیے اپنا مقدس خون پیش کیا...... جاؤ...... جا کر پوچھو، بالاکوٹ میں برف پوش پہاڑوں سے، جاؤ...... جا کر پوچھو قلعہ لچھمن سنگھ کے چوک سے، جاؤ...... جا کر پوچھو ان گلیوں اور بازاروں سے کہ جہاں شہداء کے لاشے تڑپ رہے تھے اور ہمارے اسلاف نے مسلک کے لیے کیا قربانیاں دیں...... آج اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ہم کسی شخصیت سے...... کسی کے رعب سے...... کسی کے دبدبے سے...... کسی کے خوف سے...... کسی لالچ سے...... کسی طمع سے...... کسی حرص سے...... مرعوب ہو کر اپنے مسلک کے ڈنکے کو بجانا بند کر دیں گے...... اس پھریرے کو لہرانا بند کر دیں گے۔ اس پرچم کو سربلند کرنا بند کر دیں گے...... اور اپنی اس دعوت حق سے رک جائیں گے تو وہ احمقوں کی جنت میں بستا ہے، کیونکہ یہ وہ مسلک ہے کہ جس کے تحفظ کے لیے انعام الرحمان اس وقت یتیم ہوا تھا، جب یہ دنیا میں نہیں آیا اور اس کا بابا حبیب الرحمان یزدانی اہل حدیثوں کے مسلک کے تحفظ کے لیے خاک وخون میں تڑپ رہا تھا۔ علامہ شہید کا جسد چھلنی ہو چکا تھا اور علامہ شہید نے جرأت اور بے باکی کے ساتھ...... دیکھئے یہ اللہ کی تقسیم ہوتی ہے، یہ اللہ کی عطائیں ہوتی ہیں کہ موت کے وقت وہ کلمات زبان پر ہیں، جو اس کے عقیدے کی بھی ترجمانی کرتے ہیں اور جو اس کے جذبات کی بھی عکاسی کرتے ہیں اور اس کے مسلک کی بھی ترجمانی کرتے ہیں کیا کہہ رہے تھے کہ:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

سیالکوٹ کے غیور اہل حدیث نوجوانو...... ہمارے اسلاف نے...... ہمارے اکابر نے...... ہمارے قائدین نے...... برسرِ میدان گردن کٹا دی، لیکن تمہاری گردنوں کو جھکنے نہیں دیا، تمہارے سر کو فخر سے بلند کر کے دنیا سے گئے اور یہ پیغام اپنے غیور بیٹوں کو...... شہداء کو چھوڑ گئے ہیں کہ:

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی، مگر بجھی تو نہیں

اب میں آخر میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اہل حدیث کبھی بھی اپنے مسلک پر سودے بازی نہیں کرتا، اہل حدیث غیور ہوتے ہیں۔ اہل حدیث اپنے آپ کو اللہ کے سچے دین اور مسلک حق اہل حدیث کا خادم سمجھتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے جس مسلک کے لیے قربانیاں دیں، بتاؤ! سیالکوٹ کے نوجوانو! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں: کیا آپ اپنے اس مسلک کے تحفظ کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہیں......

اپنے اس مسلک پر آنچ آنے دیں گے......۔ (سامعین باآواز بلند پکارتے ہیں، نہیں) اپنے اس مسلک کے جھنڈے کو سربلند کریں گے...... (ان شاء اللہ، سامعین بلند آواز سے پکارتے ہیں)۔

یاد رکھ لیجئے! میں اعلان کر کے کہتا ہوں، میں اور میرے رفقاء جب تک زندہ ہیں، رب کی توحید میں شرک کی ملاوٹ نہیں ہونے دیں گے۔ نبی ﷺ کی سنت اور حدیث میں بدعت کی ملاوٹ نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اللہ کی توحید کے علمبردار ہیں۔ ہم رسول کی سنت کے علمبردار ہیں اور ان شاء اللہ یہ اہل حدیث کا طرہ امتیاز ہے کہ وہ کتاب وسنت کی سربلندی کو اپنی زندگی کا مقصد حیات سمجھتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ:

میری زندگی کا مقصد، تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان، میں اسی لیے نمازی

١٦۔اخباری بیانات

اس دنیا میں ظلمت کے اندر روشنی کے بہت مینار ہوتے ہیں اور وہ اپنی نظر کیمیا اثر سے انقلاب پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کی تمام مادی طاقتیں ان کو دیکھ کر محو حیرت رہ جاتی ہیں۔آج کی کٹی پھٹی اور اندھیری دنیا کے درد کا درمان یہی ہے کہ انہی مردانِ حق آگاہ کے دامن میں پناہ لے، جو ظلمت سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور وہ ہے علماء حق کی مقدس جماعت، جو ان نفوس پر مشتمل ہے، جو وقت کے بڑے سے بڑے ظالم و جابر حاکم کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مصداق بن کر حق کی بات کہہ دے، اپنی جان اور اپنے مال کی پرواہ نہ کرے۔ان کی تاریخ سنہری حروف میں لکھی جاتی ہے۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ یقیناً انہی قافلہ حق کے فردِ فرید ہیں، جنہوں نے تنظیمی، تبلیغی، علمی اور اصلاحی میدان میں ایک تابناک تاریخ رقم کی۔ خان پور کے مقامی وقومی اخبارات میں آپ کی تقاریر اور بیانات کی شہ سرخیاں لگائی جاتی تھیں، آئے دن آپ کا بیان اخبار کی زینت بنتا۔آپ کا نقطہ نظر مخلصانہ اور مربیانہ ہوتا، اس لئے آپ کی علمی وسماجی شہرت وعزت میں اضافہ ہوا۔

اس باب میں ہم قاری صاحب کے اخباری بیانات کو درج کررہے ہیں کہ جن میں قومی، سیاسی مسائل اور بین الاقوامی حالات و واقعات پر تبصرہ اخبارات کے ذریعے دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کہیں نہ کہیں ان کی آواز گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہے، جو یقیناً حضرت قاری صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء کی دائمی حیات کے لیے تحفے سے کم نہیں۔

١٦.١-کسی بھی جماعت کا سرمایہ مخلص کارکن ہوتے ہیں:

قاری عبدالوکیل صدیقی

خان پور (نمائندہ اہم الاخبار) مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنما قاری عبدالوکیل صدیقی نے کہا ہے کہ جماعت کے لیے قربانیاں دینے والے علماء اور کارکنوں کو عزت و احترام اور باعزت مقام دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرمایہ داروں کو جماعتوں کے روپ میں مسلط کرنے کی روش ترک کرنا ہوگی۔انہوں نے کہا کہ کسی بھی جماعت کا اصل سرمایہ مخلص اور متحرک کارکنان ہی ہوا کرتے ہیں۔کارکنوں کو نظرانداز کرنے والی جماعتیں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔ [روزنامہ ''اہم الاخبار''۔ اسلام آباد۔ خصوصی شمارہ۔٨۔١٩اپریل٢٠٠٤ء]

١٦.٢-ملکی مسائل کا حل صرف قرآن وسنت میں موجود ہے:

قاری عبدالوکیل صدیقی

اسلام دشمن عناصر پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹانا چاہتے ہیں۔ پاکستان دنیا کی دوسری اسلامی نظریاتی ریاست ہے۔جس کی بنیاد کلمہ طیبہ پر رکھی گئی ہے۔ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے رہنما علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی نے پریس ریلیز میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہمارا ملک جن مسائل و مصائب میں مبتلا ہے، اس کی وجہ آئے روز کی دہشت گردی ہے، جس سے ہر شہری پریشان ہے، کوئی شہر یا بازار، چوک، عبادت گاہ اور لوگوں کے ہجوم کی کوئی جگہ ایسی نہیں رہی، جو دہشت گردی سے محفوظ ہو۔ ملک میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت پاکستان کو تباہی کی طرف دھکیل رہی ہے۔ان مسائل کا حل اور خاتمہ قرآن وسنت یعنی شریعت محمد ﷺ کے نفاذ میں موجود ہے۔

[روزنامہ ''نوائے وقت''۔لاہور ١٥اپریل١٩٩٧ء]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶.۶۔شرح سود میں اضافہ ملکی معیشت تباہ کر کے رکھ دے گا: قاری عبدالوکیل صدیقی

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے مہتمم قاری عبدالوکیل صدیقی نے کہا ہے کہ اسٹیٹ بنک آف پاکستان کی شرح سود میں اضافہ ملکی معیشت کے لیے ایک اور عفریت کا پیش خیمہ ہے، چونکہ ملک میں پہلے ہی مہنگائی کا طوفان برپا ہے، قیمتوں میں بے انتہاء اضافہ کی وجہ سے اشیاءِ خوردونوش غریب عوام کی دسترس سے تو باہر ہی ہیں، لیکن متوسط طبقہ بھی بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ حکومت کے مستحکم معیشت اور اقتصادی ترقی کے دعوؤں کے برعکس افراط زر ۲۵فی صد ہو چکا ہے، جس سے ملک میں گرانی کی صورت حال پائی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس شرح سود میں اضافہ سے زیادہ صنعت کار و تاجر برادری متاثر ہوگی۔ انہوں نے کہا، سود اللہ اور اس کے رسول سے واضح جنگ ہے۔ اس سے حالات بہتر ہونے کی بجائے تباہی کی جانب جائیں گے۔ کیوں کہ جو قومیں اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کے برخلاف قانون وضع کریں گی تو وہ جلد ہی صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔

[روزنامہ ''جنگ'' ملتان۔۱۲مارچ۔۲۰۱۲ء]

۱۷۔قاری صاحب کے چند نامور تلامذہ

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی ایک ایسی مثالی کوشش ہے، جس نے فیض یافتگان میں نظم و ضبط، خدمتِ خلق کا جذبہ، باہمی تعاون و تناظر کی فضا، قائدانہ صلاحیتیں، انسانیت کا دردوغم اور بہت کچھ پیدا کر دیا ہے۔

قاری صاحب نے جس انداز سے دعوتِ اہلِ حدیث کا مظاہرہ پرخلوص جذبات واحساسات کے ساتھ کیا، وہ انداز ان کے تلامذہ اور دیگر اس میدان سے وابستہ طبقہ کے لیے یقیناً عمل کا ایک بہترین شاہکار ہے۔

میرے ذاتی مشاہدے کے مطابق حضرت قاری صاحب کے تلامذہ میں دین اسلام کی وہ منور کرنیں جو جہالت میں ڈوبے ہوئے معاشرے کو رشد وہدایت کا پتہ دیتی ہیں، شاید ان کا اخلاص وللہیت، عجز وانکساری، تقویٰ، حلم اور بُردباری کے باقی اثرات اپنے تلامذہ میں منتقل کرنے کا سبب بنا، اور وہ صفاتِ حسنہ جو قاری صاحب مرحوم کی مبارک زندگی میں نظر آتی ہیں، وہی خوبیاں تلامذہ میں بہتر انداز سے موجود ہیں۔

پاکستان میں شاید ہی کوئی ایسا خطہ اور گوشہ ہوگا، جہاں قاری صاحب مرحوم کا علمی وروحانی فیض نہ پہنچا ہو، ان کے لائق تلامذہ نہ صرف ضلع رحیم یارخان بلکہ جنوبی پنجاب کے تمام اطراف میں تدریس وتعلیم، تبلیغ وارشاد کے ذریعے عوام الناس کو بھر بھر کر توحید کے جام پلا رہے ہیں۔ بقول شاعر:

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

جس طرح حضرت قاری صاحب کے اساتذہ کسی تعارف کے محتاج نہیں، ایسے ہی آپ رحمہ اللہ کے تلامذہ بھی اپنی پہچان آپ ہیں۔ جامعہ محمدیہ اہل حدیث سے فارغ التحصیل آپ کے تلامذہ کی اِک کثیر تعداد قرآن وسنت کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہے۔ ان مبلغین کی حیثیت کو قرآن کے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہئے۔

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (التوبۃ:۱۲۲)

''اور دیکھو یہ ممکن نہ تھا کہ سب کے سب مسلمان (اپنے گھروں سے) نکل کھڑے ہوں (اور تعلیم دین کے مرکز میں آ کر تعلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتربیت حاصل کریں)۔ پس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آئی ہوتی کہ دین میں دانش وفہم پیدا کرتی اور جب (تعلیم وتربیت کے بعد) اپنے گروہ میں واپس جاتی لوگوں کو (جہل وغفلت کے نتائج سے) ہوشیار کرتی تا کہ (برائیوں سے) بچیں"۔

قاری صاحب کے سینکڑوں شاگردوں میں سے ہم صرف ان کے چند معروف تلامذہ کے اسمائے گرامی یہاں درج کر رہے ہیں۔

۱۔ مولانا حافظ محمد عاصم شاہین
[شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اہل حدیث للبنات۔خان پور]

۲۔ مولانا قاری عبدالرحیم کلیم
[مدیر۔مرکز التوحید، ڈیرہ غازی خان]

۳۔ مولانا محمد عبداللہ سبحانی
[شیخ الحدیث مرکز التوحید۔ڈیرہ غازی خان]

۴۔ مولانا عطاء اللہ خان السبیل
[مدیر: مرکز القدوس۔ایف ۱۵۔اسلام آباد]

۵۔ مولانا عبدالاکبر محمدی
[مدرس: جامعہ اشاعت العلوم اہل حدیث۔چیچہ وطنی]

۶۔ مولانا محمد عثمان صاحب سکھروی
[امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث۔ضلع سکھر]

۷۔ مولانا عطاء الرحمٰن حقانی
[ناظم دفتر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان۔لاہور]

۸۔ مولانا محمد عامر بن حاجی محمد اکرمؒ
[مدیر: دارالعلوم "مفتاح الخیر"۔جنوبی افریقہ]

۹۔ مولانا ضیاء الحق جانباز صاحب۔لیاقت پور۔

۱۰۔ مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب چک لوہاراں، احمد پور شرقیہ
[خطیب مرکزی جامع مسجد اقصیٰ اہل حدیث احمد پور شرقیہ]

۱۱۔ مولانا عبدالشکور صاحب احمد پور شرقیہ
[خطیب جامع مسجد عبادالرحمٰن اہل حدیث۔احمد پور شرقیہ]

۱۲۔ مولانا منیر قاسم صاحب احمد پور شرقیہ
[خطیب جامع محمدی مسجد اہل حدیث امیر عالم کالونی احمد پور شرقیہ]

۱۳۔ خواجہ محمد راشد ایوب صاحب خان پور
[صدر اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل خان پور]

۱۴۔ مولانا حافظ محمد عدنان صاحب ملتان
مدرس جامعہ محمدیہ اہل حدیث۔خان پور

۱۵۔ مولانا خالد مرتضیٰ صاحب احمد پور شرقیہ
[خطیب جامع مسجد اہل حدیث واہی جوگیاں احمد پور شرقیہ]

۱۶۔ حافظ غلام رسول صاحب بن ملک محمد حمزہ
[خطیب جامع مسجد اہل حدیث ظاہر پیر۔ضلع رحیم یار خان]

۱۷۔ مولانا محمد احسان الحق صاحب لیاقت پور

۱۸۔ محمد آصف صاحب بن محمد اشرف
[مدرس جامعہ رحمانیہ اہل حدیث۔شاہ خالد کالونی۔سکھر]

۱۹۔ حافظ محمد اجمل سندھی بن محمد اصغر صاحب
[متعلم جامعۃ الاسلامیہ بمدینۃ النبویۃ]

۲۰۔ مولانا قاضی محمد زبیر صاحب۔دھوڑ کوٹ، احمد پور شرقیہ
[خطیب جامع مسجد ولی محمد اہل حدیث۔گارڈن ٹاؤن ملتان]

جماعۃ الدعوۃ پاکستان کی قائم کردہ ثالثی شرعی عدالت میں بطور منصف اور قاضی کی حیثیت سے جنوبی پنجاب کی نمائندگی کرتے ہیں۔فتویٰ نویسی میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔

۲۱۔ مولانا ثاقب لطیف صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[پی ایچ ڈی اسکالر۔ مدیر جامعہ محمدیہ اہل حدیث۔ منڈی یزمان۔ ضلع بہاول پور]

۲۲۔ مولانا حافظ محمد سعید صاحب۔ مبارک پور، احمد پور شرقیہ

[ابھرتے ہوئے شعلہ بیاں مقرر۔ صدر اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل احمد پور شرقیہ]

۲۳۔ مولانا قاری محمد عامر صاحب۔ چک لوہاراں، احمد پور شرقیہ

[امام ومدرس۔ جامع مسجد ٹاہلیاں والی اہل حدیث۔ محلّہ کٹڑہ احمد خان۔ احمد پور شرقیہ]

۱۸۔ چند اہم رفقاء فکر

قاری صاحب کی زندگی اور شخصیت علم وفکر اور روحانیت سے معمور تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی ایسی نمایاں خوبیوں اور صفات سے نوازا تھا کہ جن سے آپ کے قریب رہنے والے احباب ومتعلقین کو برابر علمی ودینی فیض پہنچتا رہا اور انہیں دین کی برکتیں سمیٹنے کا موقع ملتا رہا۔

ہمارے ممدوح محترم کو اللہ نے ابتداء ہی میں صدق بھرے معاون احباب عطا فرمائے، جو تقویٰ شعار، اخلاص وفدائیت کے پیکر تھے۔ آپ کی طرح آپ کے رفقاء نے بھی دین کی خاطر مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

آپ کے رفقاء کا ایک طبقہ ایسا تھا، جو ان کی زندگی میں اخلاص و وفا کے اعلیٰ نمونے دکھاکے اس جہاں سے رخصت ہوگیا۔ ذیل میں آپ کے چند بے نظیر وفادار اور خلوص پیشہ رفقاء فکر کے اسماء گرامی درج کیے جارہے ہیں:۔

① خواجہ منظور احمد مرحوم
② خواجہ عبدالغفور مرحوم
③ خواجہ محمد ایوب مرحوم
④ مولانا محمد سرور سلفی مرحوم
⑤ خواجہ عبدالعزیز محمدی
⑥ ماسٹر عطاء اللہ محمدی
⑦ خواجہ عبدالقادر
⑧ خواجہ عبدالوہاب
⑨ خواجہ بشیر احمد
⑩ خواجہ ادریس ایڈووکیٹ
⑪ خواجہ عبدالاحد
⑫ عزیز الرحمٰن علوی
⑬ خواجہ محمد یحییٰ ایڈووکیٹ
⑭ حاجی عبدالرشید
⑮ سید محمد ارشاد شاہ
⑮ حاجی حسن محمود

۱۹۔ معاصرین علمائے کرام

معاصر کیا ہوتے ہیں؟ اس ضمن میں مؤرخ اسلام علامہ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو لوگ ایک زمانے اور ایک عہد میں رہ رہے ہوں وہ لغوی اعتبار سے معاصر کہلاتے ہیں، لیکن اصطلاحی اعتبار سے ان میں کسی نہ کسی صورت میں برابری یا مماثلت کی صفت کا پایا جانا ضروری ہے“۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہمارے ممدوح محترم حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے معاصرین علمائے کرام کی ایک طویل فہرست ہے۔ اس میں اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی علماء وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں آپ کے چند معاصرین کے ناموں کو درج کیا جاتا ہے۔

① پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاول پوری رحمہ اللہ
② مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ

④ مولانا بشیر احمد حسیم رحمہ اللہ

⑤ مولانا عبداللہ سلفی رحمہ اللہ

⑥ مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ

⑦ مولانا ابوبکر شرف الحق الاثری رحمہ اللہ

⑧ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ

⑨ مولانا حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ

⑩ علامہ مولانا ارشاد الحق الاثری حفظہ اللہ

⑪ مولانا محمد رفیق اثری حفظہ اللہ

⑫ مولانا ابومحمد عبدالستار علی پوری حفظہ اللہ

⑬ مولانا حافظ محمد اسلم حنیف حفظہ اللہ

⑭ مولانا عبدالرحمٰن چیمہ حفظہ اللہ

⑮ مولانا شیخ شریف خان چنگوانی حفظہ اللہ

۲۰۔ حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی بیماری، وصیت، وفات اور نماز جنازہ!

ہر انسان کے کام کی ایک مدت مقرر ہے، اسی طرح مولانا صدیقی مرحوم اس مدت تک کام کرتے رہے، بالآخر سپرد اجل ہوگئے۔ برسوں کی ریاضت اور وقت بے وقت مصروفیت نے ان کے جسم کو نڈھال کر دیا۔ بلڈ پریشر، شوگر اور عارضہ جگر کے مریض بن گئے۔ گزشتہ دو، تین برس تو وقفے وقفے سے صاحبِ فراش رہے۔ موت سے کچھ عرصہ قبل جن لوگوں کی ان سے ملاقاتیں ہوئیں، ان کے بقول قاری صاحب تھکے تھکے اور افسردہ معلوم ہوتے تھے، صاف نظر آتا تھا کہ زندگی کا بقایا حصہ چراغِ سحری ہے۔ نہ جانے کب جل بجھے۔

۲۰.۱۔ عارضہ جگر کی طوالانی بیماری

قاری صاحب رحمہ اللہ پچھلے دو سالوں سے جگر اور شوگر وغیرہ جیسی موذی امراض میں گھرے ہوئے تھے۔ شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان زیر علاج رہے لیکن

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس مرض میں آپ نے صبرِ ایوبی کا مظاہرہ فرمایا، غالباً یہ عارضہ جگر سرطان میں تبدیل ہوگیا۔ بایں ہمہ آپ نے اپنے دینی مشاغل کو جاری وساری رکھا اور اس میں کوئی کمی نہ آنے دی۔

دورانِ علالت ملتان کسی تنظیمی میٹنگ میں تشریف لے گئے، وہاں سے مرکز التوحید ڈی جی خان پر پہنچے، راستے میں طبیعت خراب ہوگئی، دوائی استعمال کرنے سے کچھ بحال ہوئی۔ پھر ڈی جی خان سے خان پور تک کا سفر کار کی پچھلی سیٹ پر لیٹ کر طے کیا اور اپنی زبان پر ان مسنون الفاظ کا ورد جاری رکھا۔ **حسبی اللہ لا الہ الا هو علیه توکلت**...... اور...... **حسبنا اللہ نعم الوکیل ونعم المولی نعم النصیر**۔

بیماری نے طوالت پکڑی تو ڈاکٹروں نے انہیں جگر کی پیوند کاری کا آخری حل بتایا۔ تبدیلی جگر کے لیے دنیا میں دو کامیاب ہسپتال ہیں۔ ایک لندن میں اور دوسرا انڈیا میں۔ لندن ہسپتال میں تبدیلی جگر کا اندازاً خرچ سوا کروڑ اور انڈیا میں ۷۰ لاکھ روپے چاہیے ہوتے ہیں۔

قاری صاحب رحمہ اللہ علاج کے لیے انڈیا جانے کو تیار تھے، پہلے انہیں دوستی بس کے ذریعے انڈیا جانا تھا۔ لیکن ان کی حساس طبیعت کے پیش نظر ڈاکٹروں نے ہوائی سفر کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ابتدائی تیاریاں مکمل تھیں اور ویزہ کنفرم ہوگیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰.۲-الوداعی آثار

دفات سے تین دن قبل قاری صاحب نے نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی، پھر خدام کو اشارہ کیا کہ انہیں جامعہ کے آفس میں لے جائیں، چنانچہ انہیں سہارا دے کر وہاں لے جایا گیا، دفتر کو دیکھا، چاروں اطراف جامعہ کی عمارت پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی، ہلکے سے مسکرائے جیسے اپنی کسی کاوش پر اطمینان کا اظہار کر رہے ہوں۔ بعض طلبائے جامعہ کو بلایا، ان سے ملاقات کی، جس کسی سے ملے، فرمایا: بیٹا علاج کے لیے انڈیا جارہا ہوں، دعا کرنا زندگی کا کوئی پتہ نہیں.......... ہوسکتا ہے.......... میری آپ سے یہ آخری ملاقات ہو۔

۲۰.۳-وصیت

قاری صاحب رحمہ اللہ شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان زیر علاج تھے تو اپنے صاحبزادے حافظ عامر صدیقی حفظہ اللہ سے فرمایا:

''بیٹے! مجھے قرآن مجید کے پہلے پارہ کا آخری رکوع سناؤ''۔

جناب عامر صدیقی ابھی پڑھنے ہی والے تھے کہ حضرت قاری صاحب نے ان آیات کی تلاوت خود ہی شروع کر دی۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۝ (البقرہ:۱۳۳)

پھر فرمایا: بیٹا میں آپ کو یہی وصیت کرتا ہوں، جو اللہ کے برگزیدہ پیغمبر سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کی تھی۔

قاری صاحب کی تدفین ونماز جنازہ سے قبل ان کی یہ وصیت ایک جم غفیر کے سامنے جناب حافظ عامر صدیقی نے نہایت ہی دردبھرے انداز میں سنائی، جسے سن کر ہر آنکھ اشک بار ہوگئی۔

؎ خدا رکھے مرے حرف وقلم کو کاروانِ حق سے وابستہ
تمہارا نقش پائے استقامت ہو، مری منزل، مرا رستہ

۲۰.۴-اسلام آباد کا سفر

مارچ ۲۰۱۳ء کے پہلے ہفتے علاج کے لیے انڈیا روانگی تھی۔ اس مقصد کے لیے خان پور سے اسلام آباد بذریعہ ریل گاڑی ہزارہ ایکسپریس میں سفر کر رہے تھے۔ راستے میں طبیعت انتہائی تشویش ناک مرحلے میں داخل ہوگئے، اس سفر میں ان کی اہلیہ محترمہ، صاحبزادے حافظ عامر صدیقی اور حافظ عمیر صدیقی بھی ہمراہ تھے۔ قاری صاحب کی طبیعت میں شدید بے چینی اور اندوہناک صورت حال سے محترم میاں محمد جمیل حفظہ اللہ مطلع ہوئے، تو انہوں نے قاری صاحب مرحوم کے صاحبزادوں کو مزید اسلام آباد تک کا سفر کرنے کی بجائے لاہور اسٹیشن پر اترنے کو کہا اور اپنے رفقاء کے ہمراہ قاری صاحب کو ایمبولینس کے ذریعے ڈاکٹرز ہسپتال لے گئے۔ جہاں ان کی نازک حالت کے پیش نظر ڈاکٹرز نے ICU میں رکھا۔ بروز بدھ اور جمعرات (۲۷اور۲۸ فروری ۲۰۱۳ء) قاری صاحب اسی ہسپتال میں زیر علاج رہے۔

ہسپتال میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے)، علامہ مولانا ارشاد الحق اثری، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، مولانا عبدالرشید حجازی، امتیاز احمد مجاہد ایڈووکیٹ، رانا محمد نصر اللہ خان، علامہ برق توحیدی، مولانا عبدالغفار روپڑی، مولانا عبدالوہاب روپڑی، شکیل الرحمان ناصر، حافظ عزیز الرحمان بالاکوٹی، مولانا نصیر احمد عثمانی، مولانا محمد رمضان سلفی، میاں محمود عباس، بابر فاروق رحیمی اور دیگر احباب جماعت عیادت کے لیے ہسپتال آئے۔

محترم میاں محمد جمیل صاحب، حضرت مولانا قاری عبدالوکیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیقی رحمہ اللہ کے پرانے دوستوں میں سے ہیں، انہوں نے ہسپتال میں قاری صاحب کے ساتھ خصوصی نگہداشت حالت میں دو دن اور دو راتیں گزار کر خوب خوب حق رفاقت ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

۲۰.۵- حادثہ وفات

انسان کی زندگی کی سب سے بڑی محافظ اس کی موت ہے، لیکن گناہوں میں ڈوبا ہوا انسان سب سے زیادہ ڈرتا بھی اپنی موت سے ہی ہے، مگر اللہ کے نیک اور صالح بندے موت سے ڈرتے نہیں، بلکہ بے تابی سے اس کا انتظار کرتے ہیں کہ کب رفیقِ اعلیٰ کا بلاوہ آئے اور وہ حرص و ہوس اور معاصی سے بھری اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملیں۔

علامہ مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ بھی انہی پاک طینت لوگوں کی صف میں شامل تھے۔

یکم مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعۃ المبارک صبح حسب معمول نماز فجر ادا کرنے کے بعد اذکار کرنے میں مصروف تھا کہ ساتھ رکھے فون پر مسلسل Messages کی آمد نے فضا میں گویا ارتعاش پیدا کر دیا۔ میں نے فون اٹھایا Messages کی میموری دیکھی، سب سے پہلے برادر گرامی مکرم ابوطلحہ ضیاء حکیم حفیظ اللہ خان عزیز حفظہ اللہ (مدیر مسئول مجلہ تفہیم الاسلام) کا Message سطح سکرین پر ابھرا۔

''یہ خبر انتہائی الم ناک احساسات کے ساتھ سنی اور پڑھی جائے گی کہ علامہ مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے''۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيراً منها!

ے الكرب مجتمع والصبر مفترق
القلب محترق والدمع مستبق

ع چلا پھر صبر کا خرمن، پھر آہوں کا دھواں اٹھا
ہوا پھر نذرِ صرصر، آنسوؤں کا ہر تنکا
ہوئی پھر صبحِ ماتم، آنسوؤں سے بھر گئے دریا
چلا پھر سوئے گردوں کاروانِ نالہ صہبا
ہر اِک جانب فضا میں تھا کُہرام یار برپا

مضى من فقدنا صبرنا عند فقده
وقد كان يعطى الصبر والصبر عازب

ترجمہ۔''وہ شخص چلا گیا جس کے جانے سے ہمارا صبر بھی جاتا رہا، جب ہمیں صبر نہیں آتا تھا، تو وہ ہمیں صبر دلایا کرتا تھا''۔

یہ سننا تھا کہ چہرہ پریشان اور آنکھیں پُرنم سی ہوگئیں، دل نہیں مانتا تھا کہ ایسا زندہ و بیدار شخص اتنی جلدی ہم سے رخصت ہو جائے گا، صبح دم خبر نے پورے دن کے طے شدہ شیڈول کو تہہ و بالا کر دیا۔

ے شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار سی گری ہے ابھی

اور پھر حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے حوالے سے جو یادوں کا دفتر کھلا تو کیسے کیسے حسین لمحات ایک ایک کرکے میرے سامنے آن کھڑے ہوئے، پھر مجھے ایسا لگا کہ واقعی آج خان پور کا روشن ماہتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُفق کے اُس پار جا غروب ہوا، اور عالمِ اسلام ایک قدآور علمی، روشن اور تاباں شخصیت کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگیا۔

مرتضیٰ برلاس نے کیا خوب کہا ہے:

ع انساں نہیں ہے کوئی بھی سائے ضرور ہیں
منظر ہر ایک شہر میں ویرانیوں کا ہے

سچی بات یہ ہے کہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ جیسی علمی اور تبلیغی ہستیوں کے سفر آخرت پر روانہ ہونے سے تدریسی، تعلیمی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص علمی میدان میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔

۲۰۶- عَاشَ سَعِیْداً ــــ وَمَاتَ سَعِیْداً

بلاشک حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ، مخلوق اللہ کے لیے مینارہ نور تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے دعوتِ توحید و سنت کی قبولیت کا ایسا سلسلہ جاری فرمایا، جس سے امت میں کتاب و سنت اور اس کے متعلق فنون کو فروغ ملا، جن کی وجہ سے اصلاح و تربیت کی مجلسیں آباد ہوئیں اور عام لوگوں کو شریعت کی راہ پر چلنا نصیب ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

إذا اراد الله بعبدخیراً استعمله قبل الموت، قیل: مایستعمله؟ قال: یهدیه الی العمل الصالح قبل موتی فیقبض علی ذالك. [کنز العمال ج:۱۱ص۳۶]

ترجمہ:۔ ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ اچھائی کا ارادہ فرماتے ہیں، تو اس کو موت سے پہلے استعمال فرماتے ہیں، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ: اللہ تعالیٰ کس طرح استعمال فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موت سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی رُوح کو قبض فرماتے ہیں۔

اس حدیث کے آئینے میں یہ بات کہنا بالکل درست ہوگا کہ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ لوگوں میں سے تھے، جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ فرما چکے، چنانچہ قاری صاحب نے ہر دینی میدان میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا، انہوں نے دعوت و تبلیغ کی مجالس برپا کیں، دینی مدارس و مساجد قائم کیں، دینی تحریکوں میں کام کیا اور آخری سانس تک اپنے فرائض ادا کرنے کی دھن انہیں لگی رہی اور وہ فائز المرام ہو کر اپنے رب کے حضور لوٹے، گویا کہ:

عَاشَ سَعِیْداً وَمَاتَ سَعِیْداً

''زندگی بھی سعادت والی اور موت بھی سعادت والی''

۲۰۷- غم ہائے بیکراں!

حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی اچانک اور اندوہناک رحلت نے نہ صرف پورے ملک کا ماحول سوگوار کر دیا، بلکہ بیرون ملک جہاں جہاں جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے فضلاء اور طلباء حضرات موجود ہیں، وہاں بھی اس غم کو یوں محسوس کیا گیا، جیسے ایک ہی خاندان کا حادثہ ہو۔

جامعہ کے عظیم بانی کے اخلاص کا ثمر ہے یا اللہ جانے کیا بات ہے کہ جامعہ کے حادثے کو پوری ملتِ اسلامیہ کا سانحہ سمجھا گیا اور اہل خان پور کو پیش آنے والی آزمائشوں پر پورے عالم میں پھیلے ہوئے اس کے سینکڑوں فرزندان اور ان کے متعلقین اپنے آپ کو یوں ہی تعزیت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے اہل خانہ۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع پا کر میاں محمد جمیل صاحب اور پروفیسر حافظ مسعود اظہر حفظہ اللہ (ابن شہید قائد ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ) مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ فوری طور پر ہسپتال پہنچ گئے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ کے برادر محترم ملک محمد الیاس صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ جنوری ۲۰۱۳ء میں قاری صاحب نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کے انتقال کی صورت میں انہیں آبائی علاقے ہزارہ دفن کیا جائے۔ اسی قسم کی ایک وصیت انہوں نے اپنی علالت کے دوران جامعہ کے مدرسین حضرات کو بھی کی تھی۔ چنانچہ ان کی وصیت کو پورا کرنے کے لیے قاری صاحب کے جسد خاکی کو ہری پور ہزارہ لے جایا گیا۔ جس کے تمام تر انتظامات ناظم اعلیٰ مرکزیہ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ نے کیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کے ساتھ ان کے دونوں صاحبزادگان حافظ محمد عامر صدیقی اور حافظ محمد عمیر صدیقی اور اہلیہ محترمہ و دیگر فیملی ممبران بھی تھے۔

۲۰.۸- ہری پور ہزارہ میں نماز جنازہ

حاملینِ کتاب و سنت کا ترجمان پیغام ٹی وی پر قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے جنازے کا اعلان ہوتے ہی ملک کے طول وعرض سے فرزندانِ توحید وسنت جنازے میں شرکت کے لیے ہری پور ہزارہ پہنچنا شروع ہوگئے۔ نمازِ جنازہ کا انتظام گورنمنٹ ہائی سکول ہری پور ہزارہ میں کیا گیا تھا۔ جنازہ کے وسیع پیمانے پر خصوصی انتظامات کے حوالے سے ہفت روزہ اہلحدیث کی خصوصی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

''یہ دکھ اور حزن وملال سے بھری ہوئی خبر سنتے ہی لوگوں کا جمِ غفیر ہری پور کی طرف ٹوٹ پڑا، حافظ محمد ابراہیم خلیل ضلع ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث نے ہنگامی میٹنگ طلب کرلی، جو مرکزی جامع مسجد اہل حدیث ملک پورہ میں زیرِصدارت غلام مصطفیٰ چوہان ضلعی امیر منعقد ہوئی اور قاری صاحب کی تجہیز وتکفین کے انتظامات کے لیے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور قاری صاحب کے غسل کی سعادت غلام مصطفیٰ چوہان اور شاگردِ رشید مولانا ملک عتیق الرحمٰن نے حاصل کی۔

جنازہ کے انتظامات حافظ محمد ابراہیم خلیل، مولانا ابراہیم علوی، مولانا عبیدالرحمٰن عادل، مولانا خورشید خان،، ملک راشد غفور، ملک طاہر عزیز کے ذمہ تھے۔ مہمانوں کے قیام اور ناشتے کے انتظامات حافظ سعیدالرحمٰن خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث ملک پورہ کے ذمہ تھی۔

ناظم دفتر A.Y.F. مولانا عطاء الرحمٰن حقانی اور مولانا مسعود اظہر، قاری صاحب کے جسد خاکی کے ساتھ لاہور سے تشریف لائے۔ تمام انتظامات میں وہ مقامی انتظامیہ کی معاونت کر رہے تھے، سیکورٹی کے فرائض جامعہ تقویۃ الاسلام کے طلباء واہل حدیث یوتھ فورس ٹی نے ادا کیے۔

مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے جنازہ سے پہلے جنازہ گاہ اور سیکورٹی کا معائنہ کیا اور انتظامات کو تسلی بخش قرار دیا۔

جنازہ سے پہلے سید عتیق الرحمٰن شاہ محمدی امیر مرکزیہ راولپنڈی، مولانا عبدالستار حامد امیر مرکزیہ پنجاب، مولانا شیخ محمد شریف خان چنگوانی، مولانا عبدالرحیم کلیم اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے قاری صاحب کی دینی، مسلکی وجماعتی خدمات پر روشنی ڈالی، قاری صاحب رحمہ اللہ کے فرزندگان حافظ عامر صدیقی اور حافظ عمیر صدیقی صاحبان نے اس بات کا عزم کیا کہ ہم اپنے والد صاحب رحمہ اللہ کے لگائے ہوئے پودے کی نگہداشت و آبیاری کریں گے''۔

اللہ نے قاری صاحب رحمہ اللہ کو جو مقبولیت، ہردلعزیزی اور محبوبیت عطا فرمائی تھی، اس کا نظارہ آپ کے جنازے میں دیکھنے میں آیا۔ نماز جنازہ رات 10 بجکر پندرہ منٹ پر ان کے جگری دوست علامہ مولانا ارشادالحق الاثری حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ بعدازاں لوگوں کا جمِ غفیر اکٹھا ہوتا رہا اور وقفہ وقفہ سے جنازے ہوتے رہے۔

دوسرا جنازہ مولانا قاری عبدالسلام عزیزی نے، تیسرا جنازہ مولانا قاری عبدالرحیم کلیم (مدیر مرکز التوحید، ڈیرہ غازی خان) اور چوتھا جنازہ خواجہ راشد ایوب خان پوری نے پڑھایا۔ اس طرح رات گئے ہزاروں نم ناک آنکھوں کے سامنے ہمارے محبوب قائد کو ہری پور ہزارہ کے آبائی قبرستان میں سپردخاک کردیا گیا۔

؎ آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ واکرم نزلہ وابدلہ داراً خیراً من دارہ واھلاً خیراً من اھلہ.

۲۰.۹-نمازِ جنازہ میں شریک چند ممتاز نام

نمازِ جنازہ میں علامہ عبدالعزیز حنیف، ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے)، مولانا علی محمد ابوتراب، مولانا فضل الرحمان مدنی، مولانا عبدالرشید حجازی، صاحبزادہ برق توحیدی، میاں محمد جمیل، حافظ مسعود اظہر، سید عتیق الرحمان شاہ محمدی، شیخ محمد شریف خان چنگوانی، حافظ عبدالباسط شیخوپوری، پروفیسر عبدالستار حامد، حافظ عبدالغفار نقیب، خواجہ سیف الرحمان صدیقی، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا عطاء اللہ السبیل، مولانا خالد سیف اللہ سوہدروی، حافظ عمران تبسم، مولانا شمشاد سلفی، نعمت اللہ ظفر، مولانا نصیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، ذوالفقار علی فاروقی، حافظ ذاکرالرحمان صدیقی، حافظ مقصود احمد سلفی، شیخ جمیل الرحمان، خواجہ بشیر احمد، خواجہ محمد ادریس ایڈووکیٹ، مولانا محمد اسلم حنیف، مولانا ضیاء الحق جانباز، مولانا احسان الحق، حافظ منظور الٰہی، حافظ محمد طارق محمود یزدانی، نجیب اللہ عابد، ڈاکٹر فضل الٰہی، قاری محمد عرفان، مولانا عبدالحیٰ انصاری، مولانا اللہ بخش راجن پوری، قاری محمد داؤد (سیالکوٹ) حافظ عتیق الرحمان، یوسف ایوب (سابق وزیر)، حافظ سیف اللہ منصور رحمہ اللہ، قاضی محمد اسد (صوبائی وزیر ہائیر ایجوکیشن) عامر زماں (ایم این اے)، ڈاکٹر رحمت الٰہی محمدی، رانا محمد شاہد، حاجی عبدالوحید (رحیم یار خان)، مولانا ثناء اللہ شاہد قصوری (رحیم یار خان)، عمر ایوب خان (سابق وفاقی وزیر)، چوہدری غلام مصطفیٰ چوہان، مولانا خورشید خان، حاجی عبدالعزیز، چوہدری عبدالسلام (احمد پور شرقیہ)، سرفراز خان فاروقی، قاری شکیل احمد، رضی اللہ چیمہ، حافظ عبیدالرحمٰن عادل، مولانا سجادالرحمٰن ہزاروی، ڈاکٹر خالد محمود بھٹی، مولانا ثاقب لطیف، حافظ عبدالرحمان آزاد، خواجہ محمد راشد خان پوری، مولانا عبدالشکور، مولانا حافظ عبدالرحمان، مولانا خالد مرتضیٰ، حافظ محمد طیب فیصل آباد، مولانا عطاء الرحمان، مولانا عطاء الرحمان ہزاروی سمیت پاکستان کے چاروں صوبوں سے دینی قائدین، اسکالرز، سیاسی رہنما، علماء وشیوخ، جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے اساتذہ، طلباء وفیض یافتگان کے علاوہ ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے اساتذہ کرام، طلباء اور رحیم یار خان کے جماعتی احباب نے دوسرے دن قبر پر شیخ الحدیث مولانا عاصم شاہین حفظہ اللہ کی امامت میں نماز جنازہ پڑھی۔ اسی طرح دوسرے دن پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی حفظہ اللہ نے غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح ملک بھر کی اہل حدیث مساجد میں قاری صاحب کے ۱۵۰۰ سے زائد غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھے گئے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ وادخلہ الجنۃ الفردوس. آمین.

۲۰.۱۰-تعزیتی پیغامات

ملک بھر کے دینی و سیاسی رہنماؤں نے مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی الم ناک وفات پر اپنے اپنے تعزیتی پیغامات میں کہا ہے کہ مرحوم جید عالم دین اور بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی وفات سے دینی حلقوں میں ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے، جو مدتوں پُر نہ ہو سکے گا۔ مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی وفات بلاشبہ نہ صرف ضلع رحیم یار خان بلکہ پاکستان کے دینی حلقوں کے لیے ایک بڑا صدمہ ہے۔

مولانا صدیقی رحمہ اللہ کا شمار عالم اسلام کی ان ممتاز دینی، علمی شخصیات میں ہوتا تھا، جن کا فیض پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور جن کے تلامذہ اور منتسبین دنیا کے ہر خطے میں پائے جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا مرحوم کی دینی و ملی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

انہوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی حفاظت، ترقی اور استحکام کے لیے اپنی صلاحیتیں وقف کیے رکھیں اور مرکزیہ کو ترقی کی معراج تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا، بلکہ آپ نے ملتِ اسلامیہ اور وطن عزیز پاکستان کی ترقی و استحکام اور فلاح و بہبود کے لیے بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر کام کیا اور اپنے اکابرو اسلاف کے مشن دعوتِ توحید و سنتِ رسول ﷺ کے احیاء کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ بڑی بڑی جماعتیں جو کام نہیں کر سکتیں وہ اکیلے اس فریضے سے سبکدوش ہو گئے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء.

ولیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحداً

ترجمہ: ''اور اللہ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں کہ ایک دنیا کو ایک شخص میں جمع کر دے''۔

شاید کسی صاحب دِل نے یہ اشعار حضرت قاری صاحب جیسی نامور شخصیات کے لیے کہے ہوں گے۔

میں ساقی بھی ہوں، مئے کدہ بھی ہوں
میرے دم سے ہے، رونق انجمن
وہ اِک شخص تھا جس سے تھی بوئے خوئے محفل
اب مئے کدہ ویراں ہے، بے قرار ہیں رندانِ محفل

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اس دنیا میں پھر نہیں آئیں گے، لیکن ان کی اجلی دعوت ہمیشہ زندہ رہے گی۔

هيهات لا ياتي الزمان بمثله
ان الزمان بمثله لبخيل

''یہ بات بڑی بعید ہے، زمانہ ان جیسی شخصیات نہیں لائے گا، بے شک ان جیسی شخصیات لانے میں زمانہ بڑا بخیل ہے''۔

جب تک حق و صداقت کے پاس دار موجود ہیں۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ باقی ہیں۔ کیونکہ حق کو ہمیشہ دوام نصیب ہوتا ہے، جو ابدی اور لافانی سچائیوں کی ایسی مشعل ہے کہ جو ظلمت کدوں میں صدق و وفا کی روشنی بکھیرتی ہے اور کذب و افتراء کی بنیادوں کو مٹادتی ہیں۔ یہی قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی زندگی کا آدرش تھا۔

قاری صاحب رحمہ اللہ بلاشبہ ان سعید ارواح میں شمار کیے جاسکتے ہیں، جن کے بارے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

...... رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه ...... الخ

ترجمہ: ''انہی ایمان والوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں، جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا''۔

مرحوم نعیم صدیقی رحمہ اللہ کے چند اشعار ایک بندہ دل نواز، سخن اور پُرسوز جاں رکھنے والے قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم و مغفور کی نذر کر رہا ہوں۔

وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا
وہ شخص اب اِک سحر کی صورت
جہاں میں پھیلا ہوا ملے گا
رہِ خدا کے سپاہیوں کی
دعاؤں میں وہ رچا ملے گا
ستیزہ گاہوں میں جاں لڑاؤ
وہاں وہ خود تم سے آ ملے گا
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا

نور الله مرقده واعلى الله مقامه في الجنة مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين. آمین.

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو رُکے تو کوہِ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہِ یار! ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

ہم حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم و مغفور کو گرانقدر دینی و تبلیغی خدمات انجام دینے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

ہم قاری صاحب کے صاحبزادوں محترم عامر صدیقی اور محترم عمیر صدیقی سے یہ عہد کرتے ہیں کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے "مشن صدیقی" سے وفا کریں گے۔

ان شاء اللہ۔

منجانب

حاجی محمود الحسن

کائنات جیولرز

احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

Cell: 0300-6801035

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ (القرآن)

ہم عظیم انقلابی قائد، مردِ آہن، جبلِ استقامت، قائد ملت اسلامیہ، بطلِ جلیل

حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

کو ان کی طویل علمی، تبلیغی اور اصلاحی خدمات انجام دینے پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

منجانب

تجمل حسین خان سیال (کالم نگار)

نذیر آباد کالونی محراب والا، احمد پور شرقیہ، ضلع بہاول پور

موبائل نمبر: 0305-6855715

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

بلند پایہ خطیب...... بے لوث قائد...... باوفا دوست

تحریر:۔فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی (کراچی)

الحمدللہ والصلاۃ والسّلام علی رسول اللہ وبعد۔

عرصہ دراز سے نماز فجر کی ادائیگی کے فوراً بعد سو جانے کی عادتِ ناپسندیدہ میں مبتلا ہوں اور اس سلسلہ میں مزید ناپسندیدہ پہلو یہ ہے کہ اٹھتا بھی اپنی مرضی سے ہوں، یعنی کسی کو جگانے کی اجازت نہیں۔

یکم مارچ ۲۰۱۳ء کو جبکہ جمعہ کا دن تھا، صبح تقریباً گیارہ بجے بیدار ہوا، موبائل فون چیک کیا، سکرین پر متعدد مس کالز اور میسجز کی نشاندہی تھی، ہر میسج ایک ہی المناک اور اندوہناک خبر پر مشتمل تھا، یعنی ہمارے دیرینہ دوست، مجاہد ملت، فخرِ اہل حدیث جناب قاری عبدالوکیل صدیقی اپنے تمام محبین ومعتقدین کو داغِ مفارقت دے کر اس سفر پر روانہ ہو چکے ہیں، جو ہر ذی روح کا انجام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس خبر نے ملک وبیرون ملک تمام اہل حدیث حضرات کو ایک بڑے صدمہ سے دوچار کر دیا، جس کا اندازہ ان لاتعداد ٹیلی فون کالوں سے ہوا جو ملک وبیرونِ ملک سے موصول ہوئیں۔

''اللہ تعالیٰ کی تقدیر نافذ ہو چکی، قاری صاحب رحمہ اللہ ہم سے بچھڑ گئے، اور یوں یکلخت جماعت ایک ابتلاء میں گھر گئی، کیونکہ جماعت کا ایک قیمتی اثاثہ اپنے علم، عمل، فضل اور اخلاص کو ساتھ لے کر سفر آخرت پر روانہ ہو گیا۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔**

ہم قاری صاحب کو ضلع رحیم یار خان کا نور تصور کرتے تھے، گو ان کے علم وفضل سے پورا پاکستان محفوظ ومستفید ہو رہا تھا، لیکن رحیم یار خان کا پورا ضلع ان کی توجہات وعنایات کا مرکز ومحور تھا، اس ضلع کے ساکنین مدت مدیدہ تک قاری صاحب کو اور ان کی مخلصانہ جہود ومساعی کو یاد رکھیں گے، ہم ان کے لیے دوام صبر وعافیت کی دعا کرتے ہیں۔

کسی نے مشہور تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا: **ماعلامة ھلاك الناس** یعنی: قومیں کب برباد ہوتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: **اذاماتت عالمھم**، جب ان کا عالم فوت ہو جائے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی قوم کے عالم کے انتقال کے بعد یہ خدشہ موجود رہتا ہے کہ وہ قوم جہلاء کے سپرد ہو جائے اور ان کے فتاویٰ کے رحم وکرم پر چھوڑ دی جائے، جس سے اگرچہ ابدان کی موت واقع نہیں ہو گی، لیکن ارواح کی موت یقیناً واقع ہو جائے گی، اور یہ معلوم ہے کہ روح کی بربادی، جسم کی بربادی سے زیادہ خوفناک وخطرناک ہے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرب قیامت کی علامات میں سے، جہل کے پھیل جانے کو بھی ایک علامت کے طور پر ذکر فرمایا ہے، اور ساتھ ہی یہ بات ارشاد فرمائی ہے: **ان اللہ لایقبض العلم انتزاعامن صدور الرجال ولکن یقبضه بقبض العلماء .**

''یعنی: اللہ تعالیٰ علم کو علماء کے سینے سے محو کر کے نہیں اٹھائے گا، بلکہ علماء کو اٹھا کر، اٹھائے گا''۔

آگے اس کا نتیجہ بیان فرمایا: **حتیٰ اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤساجالا یستفتون فیفتون برأیھم فیضلون ویضلون** یعنی: جب اللہ تعالیٰ اس قوم میں کسی عالم کو نہ چھوڑے گا، تو مجبوراً لوگ جاہلوں کو اپنا بڑا مان لیں گے، جن سے سوال کیے جائیں گے، جن کا جواب وہ اپنی رائے سے دیں گے، خود تو گمراہ تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی، دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: اذامات عالم وقع فی الاسلام ثلمة لایسدھا شئی مااختلف اللیل والنھار.

یعنی: جب کوئی عالم فوت ہو جاتا ہے تو دین اسلام میں ایک دراڑ پڑ جاتی ہے، جسے مدتوں پُر نہیں کیا جا سکتا۔

اہلیانِ خان پور سے یہاں یہ درخواست کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ گو ایک عالم باعمل کا خلاء پر ہونا انتہائی مشکل ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس خلاء کو پر کرنے کی کوشش بھی ترک کر دی جائے، اور آپ کے پاس تو قاری صاحب مرحوم کی فراہم کردہ انتہائی مضبوط بنیاد یعنی ''جامعہ محمدیہ'' موجود ہے، جو قاری صاحب مرحوم کے اخروی میزانِ حسنات میں انتہائی بھاری بھرکم نیکی شمار ہوگا، جس کی اساس میں قاری صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء کا اخلاص اور امام حرمِ کعبہ الشیخ محمد عبداللہ السبیلؒ کی مخلصانہ دعائیں شامل ہیں۔

جامعہ کے افتتاح کے موقعہ پر میں بھی موجود تھا، قاری صاحب مرحوم کے پُرمسرت جذبات دیدنی تھے، میں نے شیخ سبیل رحمہ اللہ کے خطاب اور ہدایات کا اردو ترجمہ کیا تھا، وہ دن اہل خان پور کے لیے یومِ عید سے کم نہ تھا، اس وقت کی دعاؤں اور پاکیزہ جذبات کا یہ نتیجہ ہے کہ آج جامعہ محمدیہ ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے، ہر سال طلبہ فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور صحیح بخاری کی تکمیل کی علمی مجلس قائم ہوتی ہے، یہ سب قاری صاحب مرحوم کی پہاڑ جیسی عزیمت و استقامت کا نتیجہ ہے، اور ان شاء اللہ رہتی دنیا تک ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے، تغمدہ اللہ برحمة ورضوانه.

قاری صاحب مرحوم کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو، ان کا سچا اور کھرا اہل حدیث ہونا ہے، ان کا ہر خطاب مسلک اہل حدیث کا ترجمان ہوتا تھا اور مسلک کے ذکر کے بغیر وہ اپنے خطاب کو ادھورا تصور کرتے تھے، آج کے پرفتن دور میں مسلک اہل حدیث سے محبت اس سے پوری طرح وفا اور کھل کر اس کا پرچار کرنا، ایک داعی کا سب سے متمیز خاصہ ہے اور جو لوگ اہل حدیثیت کو چھپاتے ہیں یا محدثین کے اس عظیم اور پاکیزہ لقب سے احتراز برتتے ہیں ان کے منہج میں ضرور کہیں نہ کہیں جھول اور کھوٹ موجود ہے۔ واللہ المستعان.

قاری صاحب مرحوم انتھک اور بے لوث داعی الی اللہ تھے، ان کے ساتھ متعدد دعوتی رحلات کے دوران یہ بات واضح اور ثابت ہوئی، ان کی دعوتی زندگی کم وبیش نصف صدی پر محیط ہے، ہم نے انہیں علم وعمل کا مرقع پایا، سن ۸۰ء کی دہائی میں ایک عمرہ اکٹھے ادا کرنے کا موقع ملا، جس کے دوران ان کے عملی محاسن نمایاں ہوئے، توکل علی اللہ اور تعلق باللہ کے پاکیزہ اوصاف سے مالا مال تھے۔

قاری صاحب مرحوم کی سیرت کا ایک نمایاں اور خاص پہلو یہ بھی تھا کہ وہ شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کے حلقہ ارادت میں پوری طرح شامل تھے اور شاہ صاحب مرحوم کے عقیدہ ومنہج کے صددرجہ مداح تھے، جمعیت اہل حدیث سندھ سے ایک قلبی لگاؤ رکھتے تھے، جمعیت اہل حدیث سندھ کے پلیٹ فارم پر سندھ کے اطراف واکناف، تبلیغی ودعوتی دورے کیے، صوبہ سندھ میں آپ کے خطابات کو انتہائی توجہ اور یکسوئی سے سنا اور سراہا جاتا۔

جمعیت اہل حدیث سندھ کے زیراہتمام منعقدہ سالانہ کانفرنس میں باقاعدگی سے تشریف لاتے، کانفرنس کے آخری دن، آخری اور مرکزی خطاب قاری صاحب مرحوم ہی کا ہوتا، جو رات گئے شروع ہوتا اور پورے پنڈال میں دورانِ خطاب سناٹا طاری رہتا، اب یہ دل چاہتا ہے کہ کاش یہ رفتارِ زمانہ وہیں تھم جاتی اور یوں مستقل اخلاص اور دردِ دل سے لبریز یہ دلنشین آواز دلوں کو گرماتی اور کانوں میں رس گھولتی رہتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری صاحب مرحوم ہماری سالانہ کانفرنس کو شاہ صاحب مرحوم سے ملاقات اور ان کی زیارت کا ایک بہانہ خیال کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ کانفرنس میں شرکت کی دعوت نہ بھی دیں تو بھی حاضر خدمت ہوجایا کریں گے، شاہ صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد بھی کانفرنس میں تشریف آوری کا سلسلہ قائم ودائم رہا، صرف اپنی بیماری کی بناء پر آخری کانفرنس میں تشریف نہ لاسکے، جس کا پوری جماعت کو قلق رہا اور ہماری وہ کانفرنس ان کی شرکت کے بغیر ادھوری رہی، اور آئندہ بھی ایک عرصہ تک ان کی کمی محسوس ہوتی رہے گی۔

قاری صاحب مرحوم کا ہماری سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لیے ہر سال سفر کرکے آنا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس قدر مقبول وماجور ہے، اس کا اندازہ درج ذیل خواب سے لگالیجیے:۔

مجھے شیخ ابراہیم بھٹی حفظہ اللہ نے بیان کیا کہ قاری صاحب کی وفات کے چند دن بعد انہوں نے خواب دیکھا کہ ہماری سالانہ کانفرنس کا اسٹیج سجا ہوا ہے اور شاہ صاحب مرحوم بھی مسندِ صدارت پر جلوہ افروز ہیں، انتہائی اجلے لباس میں ملبوس۔اسی اثناء میں قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ انتہائی سفید لباس میں ملبوس، اسٹیج پر تشریف لاتے ہیں اور شاہ صاحب کھڑے ہوکر ان کا استقبال کرتے ہیں اور باقاعدہ بغل گیر ہوتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ ابراہیم بھٹی صاحب کی آنکھ کھل جاتی ہے، جب دوبارہ آنکھ لگتی ہے تو پھر یہی خواب دیکھا، پھر آنکھ کھل جاتی ہے، جب تیسری بار آنکھ لگتی ہے تو پھر یہی خواب دیکھا، سبحان اللہ! کتنی عمدہ بشارت ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات. یعنی: نبوت ختم ہوچکی، مگر مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔صحابہ کرام نے پوچھا: مبشرات کیا ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الرؤیاالصالحۃ یراھا الرجل او تری. یعنی: مبشرات سے مراد نیک اور اچھے خواب ہیں، جو ایک شخص اپنے بارے میں دیکھتا ہے، یا اس کے بارے میں کسی اور کو دکھائے جاتے ہیں۔

اس سچے اور صالح خواب کی روشنی میں ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پُرامید ہیں کہ ان شاء اللہ ہمارے قاری صاحب مرحوم سرخرو ہوچکے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں آیت کریمہ: ﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا۝﴾ (النساء:٦٩) کا مصداق بنادے، اللھم آمین۔

یہ خواب بحمدللہ شاہ صاحب مرحوم اور جمعیت اہل حدیث سندھ کے منہج کی صداقت کا بھی مظہر ہے۔

قاری صاحب مرحوم کی شاہ صاحب اور جمعیت اہل حدیث سندھ سے محبت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اپنی سالانہ کانفرنس منعقدہ خان پور میں باقاعدہ ہمیں مدعو فرماتے، کانفرنس کے دو سب سے اہم پروگرام جمعیت اہل حدیث سندھ کے سپرد کئے رکھتے، ایک ہمیشہ خطبہ جو اس ناچیز کے ذمہ ہوتا اور دوسرا سوال وجواب کی نشست جو شیخ ابراہیم بھٹی حفظہ اللہ کو تفویض کی جاتی۔

خان پور کی سالانہ کانفرنس جو قاری صاحب مرحوم کی خان پور آمد سے شروع ہوئی، کو ملک کے اطراف واکناف میں، بلکہ بیرون دنیا میں بھی ایک شہرہ حاصل تھا، یہ کانفرنس علاقہ کے لیے ایک تحریک کی حیثیت رکھتی ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خلقِ کثیر کو ہدایت سے سرفراز فرمایا، یہ کانفرنس مسلکی غیرت وحمیت کا پرچار کرنے والی اور علاقہ میں سلفیت کی عظمت کے جھنڈے گاڑ دینے والی ہے، ہم اس کانفرنس کو قاری صاحب مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ شمار کرتے ہیں۔ تقبل اللہ جھودہ ومساعیہ فی سبیل نشرالدعوۃ السلفیۃفی البلاد.

جب تک شاہ صاحب مرحوم حیات تھے، انہیں باقاعدہ مدعو کیا جاتا، مجھے یاد ہے کہ ایک کانفرنس کے موقع پر شاہ صاحب مرحوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا گلا بڑی طرح بند ہو چکا تھا اور آپ خان پور تشریف تو لائے، مگر خطاب سے معذوری ظاہر کر دی، قاری صاحب مرحوم نے فرمایا بے شک آپ خطاب نہ کریں، مگر ہماری اور جماعت کی یہ خواہش ہے کہ آپ صرف کرسی صدارت پر متمکن ہو جائیں، تاکہ ہم بار بار آپ کا دیدار کرتے رہیں، اس سے بڑھ کر کسی شخص سے محبت اور روحانی تعلق کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

قاری صاحب مرحوم کے دعوتی اسفار ورحلات، دنیوی اغراض وطموع سے بالکل پاک ہوتے، اللہ تعالیٰ نے استغناء خوداری اور دوسروں سے بے نیازی کے اوصاف سے مالا مال رکھا تھا۔

قاری صاحب مرحوم اگرچہ ایک عرصہ سے مختلف امراض کا شکار رہے، لیکن وہ انہیں خاطر میں نہ لاتے ہوئے دعوتی سرگرمیوں میں انتہائی شدومد سے مشغول رہے، مجھے ان کی کیفیت کا اندازہ تھا اور انہیں ہر ملاقات پر آرام کا مشورہ دیتا رہا، مگر وہ انتہائی خوبصورتی سے اس موضوع کو ٹال جاتے، میں نے اس طویل رفاقت کے دوران کبھی بھی قاری صاحب مرحوم کی زبان سے اپنی ذات کے تعلق سے کوئی شکوہ نہیں سنا، اور یہ صبر وعزیمت واستقامت کی بڑی نادر مثال ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ قوی امید ہے کہ مختلف امراض اور ان پر صبر اور امراض کے باوجود دعوتی مشن پر رواں دواں رہنا ان کے لیے جنت میں درجاتِ اعلیٰ کے حصول کا سبب بنے گا، نیز جمعہ کے روز ان کا انتقال فرمانا بھی ان کے لیے موجب رحمت وبرکت ہوگا، اس کے علاوہ پوری زندگی کی دعوتی جہود، باعث رضاء الٰہی ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

ہمیں ایک عرصہ یہ قلق واضطراب بھی محسوس ہوتا رہے گا کہ ہم قاری صاحب مرحوم کے جنازہ میں کوشش کے باوجود شریک نہ ہو سکے۔ حالانکہ ان کے بیٹوں عامر اور عمیر کی بڑی خواہش تھی اور بہت سے رفقاء کے ذریعے پیغام بھی بھجوایا مگر کوئی ایسی فلائٹ نہ مل سکی جو جنازہ کے وقت تک ہمیں ہری پور ہزارہ پہنچا سکتی۔ قدر اللہ وماشاء اللہ فعل.

ہم قاری صاحب مرحوم کے جملہ پسماندگان، بالخصوص ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کے بیٹوں عامر اور عمیر اور ان کے جملہ برادران اور پوری جماعت بالخصوص جماعتِ خان پور سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ انا اللہ ماأخذ وله ماأعطى وكل شيء عنده الى اجل مسمى واقول فاصبروا واحتسبوا۔ آخر میں عزیزالقدر عامر اور عمیر کو یہ نصیحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ پورے صبر واستقلال سے اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں، اپنی والدہ محترمہ کی بہت زیادہ خدمت کریں اور قاری صاحب مرحوم کے مشن کی آبیاری کے لیے مستعد ہو جائیں۔ وفقکم اللہ وحفظکم ورعاکم وسدد خطاکم۔

بقیہ: مردِ آزاد......قاری عبدالوکیل صدیقی

ہری پور (ہزارہ) پہنچائی گئی۔ ان کی پہلی نماز جنازہ ہری پور کے گورنمنٹ ہائی سکول کے گراؤنڈ میں سوا دس بجے شب مولانا ارشاد الحق اثری نے پڑھائی۔ اس کے بعد دوسری اور تیسری مرتبہ بھی جنازہ پڑھایا گیا۔ جہاں پیدا ہوئے تھے، وہیں دفن کیے گئے۔ ان کی زندگی کا خمیر ہری پور (ہزارہ) سے اٹھا۔ گوجرانوالہ، راولپنڈی اور کراچی میں تحصیل علم کی۔ پورا علمی دور خان پور اور اس کے قرب و جوار میں گزرا اور وہیں پہنچی جہاں کا خمیر تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

قاری صاحب کی اولادِ نرینہ دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے حافظ عامر صدیقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اعلیٰ واقدس میں عاجزانہ دعا ہے کہ اس کے بندے عبدالوکیل صدیقی نے درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کا جو سلسلہ شروع کیا تھا، وہ ہمیشہ جاری رہے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فیض یاب ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد آزاد

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ

تحریر: مؤرخ اسلام علامہ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ (لاہور)

۱۹۸۸ء کے مارچ کا پہلا ہفتہ تھا کہ میں اپنے مرحوم دوست محمد سعید قادری کی رفاقت میں بہاول پور گیا۔ الحمرا ہوٹل میں ہم نے کمرہ لیا اور تین دن ہمارا وہاں قیام رہا۔ پھر رحیم یار خاں، اوچ شریف، احمد پور شرقیہ اور صادق آباد کا چکر لگایا۔ اسی اثناء میں خان پور گئے اور وہاں سے دین پور جا کر مولانا عبیداللہ سندھی اور دیگر فوت شدگان کی قبروں پر دعائے مغفرت کی۔ مغرب کی نماز دین پور کی مسجد میں پڑھی۔ اس طرح ایک ہفتہ سابق ریاست بہاول پور کے مختلف مقامات کی سیاحت کے بعد دس بجے شب کو خان پور سے بس پر سوار ہوئے اور صبح چھے بجے کے قریب لاہور پہنچ گئے۔

میرے اس سفر کے ساتھی محمد سعید قادری ایم اے ہسٹری تھے۔ مختلف موضوعات سے متعلق ان کا مطالعہ خاصا وسیع تھا۔ وہ نیشنل بنک میں کسی بڑے عہدے پر فائز تھے، اس مخلص ترین دوست نے مختصر علالت کے بعد نومبر ۱۹۹۰ میں وفات پائی۔ ان کی وفات میرے لیے بہت بڑے صدمے کا باعث تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سطور ۳۱ مارچ ۲۰۱۳ء کو لکھی جا رہی ہیں۔ اس حساب سے خان پور وغیرہ مقامات کے سفر پر پچیس برس کی طویل مدت بیت چکی ہے۔ اس کا ذکر میں نے ایک مضمون میں کیا جو مولانا عبیداللہ سندھی کے متعلق اپنی کتاب ''نقوشِ عظمت رفتہ'' میں لکھا ہے۔ یہ کتاب بھی آج سے سترہ برس قبل اکتوبر ۱۹۹۶ء میں مکتبہ قدوسیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں پاکستان و ہندوستان کی متعدد بڑی شخصیات کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے، اس لیے جلد ہی ختم ہوگئی تھی۔ اس کے بعد شائع نہیں کی گئی۔

''نقوشِ عظمت رفتہ'' کی اشاعت کے چند روز بعد میں مکتبہ قدوسیہ گیا۔ وہاں ایک صاحب الماریوں میں اپنی پسند کی کتابیں دیکھ رہے تھے۔ کشیدہ قامت، گورا سرخی مائل رنگ، خوب صورت نقش و نگار، چہرے پر متانت کے آثار، آنکھوں پر نظر کی عینک، صاف ستھرا لباس زیب تن، سر پر عربوں کا سارومال، سیاہ داڑھی، پینتیس چھتیس برس کی جوان عمر۔ مجھے کسی نے بھٹی صاحب کہہ کر مخاطب کیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے۔ السلام علیکم کہتے ہوئے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھائے اور پنجابی میں فرمایا: ''بھٹی صاحب! آپ خان پور گئے۔ دین پور کا چکر لگایا لیکن ہمارے پاس نہیں آئے۔ ہمارے پاس آتے تو جہاں آپ چاہتے ہم آپ کو لے جاتے''۔ عزیزی عمر فاروق قدوسی نے ان کا تعارف کرایا کہ یہ قاری عبدالوکیل صدیقی ہیں۔ خان پور رہتے ہیں اور ان کا وہاں بہت بڑا دارالعلوم ہے، جس میں خاصی تعداد میں طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اب تک میں قاری صاحب ممدوح سے متعارف نہ تھا اور مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ خان پور میں جماعت اہل حدیث کی کوئی مسجد یا مدرسہ ہے۔

قاری صاحب سے یہ میری پہلی ملاقات تھی جو خوش گوار ماحول اور علمی فضا میں ہوئی۔ اس کے بعد لاہور میں ڈاکٹر عبدالغفور راشد کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ایک میٹنگ میں ان سے دوسری دفعہ ملنے کا موقع میسر آیا۔ اس ملاقات میں انہوں نے مجھے خان پور آنے کی باقاعدہ دعوت دی۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرا بھی وہاں حاضری کو جی چاہتا ہے۔

اس سے ایک سال بعد خان پور میں تبلیغی جلسہ منعقد ہوا تو قاری صاحب کی طرف سے اس میں شرکت کا دعوت نامہ آیا اور میں نے اس میں شرکت کی۔ بڑا بارونق جلسہ تھا۔ اس موقعے پر متعدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات سے ملاقات ہوئی اور پتا چلا کہ اس شہر اور علاقے میں قاری صاحب کا بہت اثر ہے اور ان کی تبلیغی تگ و دو کا دائرہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔

اس سے کچھ عرصے کے بعد ہمارے دوست حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعۃ المبارک کے روز حافظ آباد میں ایک اجتماع کا اہتمام کیا، جس میں قاری صاحب کو دعوت دی گئی تھی۔ مجھے اور حافظ احمد شاکر کو بھی بلایا گیا تھا۔ قاری صاحب نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا، جس میں مسئلہ توحید نہایت مؤثر اور زور دار انداز میں وضاحت سے بیان کیا۔ وہ جس موضوع پر بات کرتے قرآن و حدیث کی روشنی میں کرتے۔ ان کا الفاظ کا انتخاب اور بولنے کا اسلوب سامعین کو اپنی گرفت میں لے لیتا۔ انہیں عام واعظین کی طرح تبلیغ کے نام سے حاضرین کو ادھر اُدھر کے قصے کہانیاں سنانے اور لطیفے بیان کرنے کی عادت نہ تھی۔ انہوں نے جلیل القدر اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہ کیے تھے اور وہ ثقہ عالم دین تھے، سٹیج پر لوگوں کو ثقاہت سے خطاب کرتے تھے۔

مئی ۲۰۱۱ء کے ابتدائی دنوں میں قاری صاحب ممدوح نے مجھے اور رانا شفیق خاں پسروری کو خاص طور پر خان پور حاضر ہونے کی دعوت دی اور ہم دونوں وہاں حاضر ہوئے۔ دو دن ہمارا وہاں قیام رہا۔ ہم نے دیکھا کہ خان پور شہر اور اس سے باہر پورے علاقے میں ان کے اثرات کا دائرہ پھیلا ہوا ہے اور لوگ ان کے علم اور طریق تبلیغ کی بنا پر ان کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ ان کی پرخلوص مساعی سے شہر خان پور میں اہل حدیث کی کئی مسجدیں تعمیر ہوگئی ہیں جو نمازیوں سے بھری رہتی ہیں اور ان میں دارالعلوم کے اساتذہ جمعہ و جماعت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد ان میں درسِ قرآن کا سلسلہ بھی جاری ہے اور ہر مسجد میں محلے کے بچے قرآن پڑھتے ہیں اور کتاب وسنت کے احکام سیکھتے ہیں۔

اب آیئے قاری صاحب کے اصل وطن، ان کی ابتدائی زندگی کے دست یاب احوال، تحصیلِ علم اور اساتذہ کرام کے بارے میں چند باتیں کرتے ہیں:

قاری صاحب دراصل موجودہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاقہ ہزارہ کے مشہور شہر ہری پور کے رہنے والے تھے۔ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ ذہن صاف تھا۔ جو کچھ پڑھتے، حافظے کے خزانے میں محفوظ ہوجاتا۔ پھر ایک وقت آیا کہ مزید حصولِ علم کا شوق انہیں گوجرانوالہ لے گیا۔ وہاں انہوں نے حضرت حافظ محمد گوندلوی، مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی، مولانا محمد اعظم، مولانا عبدالحمید ہزاروی، مولانا محمد الیاس اثری اور بعض دیگر عالی مرتبت اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔

مختلف اوقات میں وہ راولپنڈی بھی گئے اور وہاں کی جامعہ تعلیم القرآن میں مولانا غلام اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید کے بعض مشکل مقامات سمجھنے کی کوشش کی، بالخصوص قرآن کی روشنی میں مسئلہ توحید پر ان سے فیض یاب ہوئے۔ کئی مرتبہ ان کے دورۂ تفسیر میں شرکت کی۔

قاری صاحب بعض فقہی نوعیت کے مسائل احاطہ فہم میں لانے کے لیے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کراچی بھی گئے۔ وہاں کچھ عرصہ ان سے مستفید ہوتے رہے۔ غرض ان کے دل میں حصول علم کا ایسا جذبہ صادقہ کارفرما تھا جو انہیں مختلف اساتذہ فن کے دروازے پر لے جاتا تھا اور وہ ان سے استفادہ کرتے تھے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء کو ضلع رحیم یار خاں کے قصبہ خان پور تشریف لے گئے اور وہاں کی بہت پرانی جامع مسجد اہل حدیث میں تدریس و خطابت کا سلسلہ شروع کیا اور پھر جلد ہی اس پورے علاقے میں ان کی آواز گونجنے لگی۔ اس وقت وہ بیس برس کے جوان رعنا تھے۔ جنہوں نے اس نواح میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کے بہت بڑے مبلغ کی حیثیت سے شہرت پائی۔ یہ آج سے تقریباً چالیس برس قبل کی بات ہے۔ کتاب وسنت کی دعوت کا یہ آوازہ حق جو محدود پیمانے پر خان پور کی ایک چھوٹی سی مسجد میں ہری پور ہزارہ کے ایک غیر معروف نوجوان کی زبان سے بلند ہوا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑے عرصے میں نہ صرف خان پور بلکہ پوری ریاست بہاول پور میں پھیل گیا۔ پھر اس سے بھی آگے سندھ کے دیہات و بلاد میں پہنچا۔ دوسری طرف پنجاب کے مختلف مقامات کے لوگ بھی ان کے طریق وعظ سے متاثر ہوئے۔

ان کے علاقے خان پور اور اس کے قرب وجوار میں قبر پرستی اور پیر پرستی کا زور تھا، قاری صاحب نے پیدل، سائیکل غرض ہر طرح دیہات کے چکر لگائے، لوگوں کو قرآن وحدیث کے احکام سے آگاہ کیا اور جگہ جگہ توحید کی تبلیغ کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے شمار لوگ ان کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہوئے اور انہوں نے قرآن وحدیث کو اپنے عمل کا محور قرار دیا۔

قاری صاحب کا نوجوانوں کے اس گروہ سے تعلق تھا جو علامہ احسان الٰہی ظہیر سے متاثر تھے اور تقریر وخطابت کی وادیوں میں تیز رو تھے۔

۱۹۸۶ء میں قاری صاحب نے خان پور میں چوبیس کنال جگہ خریدی اور اس میں عظیم الشان مسجد تعمیر کی۔ جامعہ محمدیہ اہل حدیث کے نام سے دارالعلوم قائم کیا۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مدرسۃ البنات بنایا۔ دارالاقامہ اور دارالایتام تعمیر کرائے۔ مختلف موضوعات کی کتابوں پر مشتمل لائبریری بنائی۔ اس طرح یہ ایک بہت بڑا دینی مرکز ہے جو متعدد اداروں پر محیط ہے۔

کئی دیہات میں انہوں نے مسجدیں تعمیر کرائیں۔ شنید ہے کہ ان کے گزر اوقات کا ذریعہ ان کا ایک کاروبار ہے، وہ جس ادارے کے لیے لوگوں سے مالی امداد کی اپیل کرتے، اس میں خود بھی اپنی گرہ سے معقول رقم دیتے۔

میں اور رانا شفیق خاں پسروری ان کی دعوت پر خان پور گئے تو ہمیں ان کے ساتھ متعدد مقامات میں جانے کا موقع ملا۔ ہم لیاقت پور بھی گئے۔ وہاں ایک بہت بڑی مسجد ہے اور اچھا خاصا مدرسہ ہے، تدریس وخطابت کا فریضہ ہمارے دوست حافظ محمد اسلم حنیف انجام دیتے ہیں جو لیاقت پور اور اس کے نواح کی مؤثر شخصیت ہیں۔ ہم نے عشاء کی نماز وہاں پڑھی اور قاری صاحب اور رانا صاحب نے تقریریں کیں۔ میں نے بھی چند باتیں عرض کیں۔ کھانا حافظ محمد اسلم حنیف صاحب کے مکان پر کھایا۔

کوٹ پنجابیاں اور بعض دیگر مقامات پر بھی گئے۔ ہر جگہ قاری صاحب کو احترام کا مقام حاصل تھا اور لوگ توجہ سے ان کے ارشادات سنتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی زندگی عمل و اخلاق کا خوب صورت مرقع تھی۔

اب آیئے ان کے آخری ایامِ زیست کی طرف......!

گزشتہ دو سال سے ان کی صحت خراب چلی آ رہی تھی۔ لیکن وہ اپنے تدریسی وتبلیغی فرائض بدستور ادا کر رہے تھے۔ انہیں جگر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ رحیم یار خاں کے شیخ زید اسپتال میں علاج ہوتا رہا، لیکن بیماری روز بہ روز بڑھتی چلی گئی۔ ڈاکٹروں نے ان کو جگر کی پیوند کاری کا مشورہ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے یا لندن جانا پڑتا ہے یا ہندوستان......! وہ ہندوستان جانے کے لیے تیار ہو گئے تھے، لیکن ۲۰ جنوری کو طبیعت زیادہ بگڑ گئی اور انہیں ڈاکٹرز اسپتال لاہور لے جایا گیا۔ انجام کار وہی ہوا جو اللہ کو منظور تھا۔ جمعۃ المبارک یکم مارچ ۲۰۱۳ء کو وہ اسی اسپتال میں راہ گرائے عالم بقا ہو گئے۔

اسپتال سے بذریعہ ایمبولینس ان کی میت ان کے آبائی وطن

(بقیہ صفحہ 91 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفرد اور عظیم دوست کی یاد میں!

تحریر: جناب میاں محمد جمیل کنوینئر تحریک دعوت توحید پاکستان

جن حضرات نے موصوف کو دیکھا، سنا اور پرکھا وہ تو جانتے ہیں کہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں، اس میں نہ مبالغہ ہے اور نہ تکلف۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نبی معظم ﷺ کے فرمان کے مطابق مبالغے اور تکلف جائز بھی نہیں سمجھتا، جنہوں نے مرحوم کی زیارت نہیں کی ان کے سامنے ان کا سراپا پیش کرتا ہوں تاکہ وہ بھی تصور کی آنکھ سے زیارت کر سکیں اور زندگی بھر ان کے لیے دعاگو رہیں۔ مرحوم کا سراپا ان نقوش کا پیکر تھا۔ سفیدی مائل چہرہ، درمیانی قامت، پھرتیلا جسم، سنجیدہ گفتار، باوقار چال اور صالح کردار، رہنے سہنے کا عاجزانہ اور سادہ انداز، شب و روز محنت کرنے کے عادی، طلبہ اور چھوٹے بچوں سے شفقت کرنا اور بزرگوں سے احترام کے ساتھ پیش آنا مرحوم کا طرزِ حیات تھا، سر پر سرخ رومال رکھتے اور آنکھوں پر ہلکے رنگ کے چشمے پہنتے تو کسی عربی شیخ سے کم دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اپنے دو بھائیوں سے چھوٹے اور دو سے بڑے تھے۔ گویا کہ اپنے ماں باپ کے منجھلے بیٹے تھے۔ اپنے ہی خاندان میں شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے صالحہ اور صابرہ بیوی عطا فرمائی جو ہری پور کی ٹھنڈی فضاؤں میں پرورش پانے والی خاتون تھی مگر اڑتیس (۳۸) سال خان پور کے تندور نما علاقے میں گزار دیئے اور عسر یسر میں ہمیشہ اپنے خاوند کا ساتھ دیا۔ آج اپنے رفیق زندگی کے غم میں نڈھال مگر صبر و شکر کے ساتھ دعاگو ہے۔ رب کریم ہماری بہن کو بڑا حوصلہ دے اور مزید آزمائش سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عامر اور عمیر جیسے بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ دونوں بھائی مہذب، عصر حاضر کے تعلیم یافتہ اور اپنے ماں باپ کی تربیت کا چلتا پھرتا نمونہ ہیں۔ بڑا بیٹا حافظ عامر ہے جن کی سمجھداری اور حوصلہ مندی کا مظاہرہ ہزاروں حضرات نے مرحوم کے جنازے پر دیکھا اور سنا جن کے ساتھ میرا پہلے بھی تعلق تھا مگر اب تو یہ تعلق بہت گہرا ہو چکا ہے۔ ان شاء اللہ! اسے زندگی بھر قائم رکھا جائے گا۔

انہوں نے ۲۴ مارچ ۲۰۱۳ء کو صبح کے وقت فون کیا اور میرے ذمہ لگایا کہ میں اپنے مرحوم مخلص دوست اور عظیم بھائی کے بارے میں کچھ لکھوں۔ لکھنا تو پہلے بھی تھا مگر کچھ غم ہلکا ہونے کے بعد کیونکہ اب تک کیفیت یہ ہے کہ جذبات پر اپنے اختیار نہ ہونے کی وجہ سے قلم لرزتا ہے اور طبیعت میں غم بڑھتا جا رہا ہے لیکن مرحوم کے ساتھ تعلق اور عامر بھائی کے ساتھ رشتہ ایسا ہے کہ تاخیر کرنے کی جرأت نہیں پاتا اس کیفیت میں یہ مضمون میرِ دِقلم کر رہا ہوں۔

جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے فراغت کے بعد خان پور کٹورا میں تشریف آوری

۱۹۷۴ء میں خان پور کی اکلوتی اور چھوٹی مسجد ہونے کے باوجود علاقے کی مرکزی مسجد تھی اس دور میں اس شہر اور علاقہ میں اہل حدیثوں کی تعداد بہت ہی کم ہوا کرتی تھی۔ خان پور کی جماعت کی دعوت پر قاری صاحب ہری پور سے خان پور تشریف لائے اور اللہ کی رضا کے لیے یہاں کام شروع کیا۔

ان کی محنت، اخلاص اور صبر کا یہ نتیجہ نکلا کہ خان پور کی جماعت ترقی کرنے لگی اور اہل حدیث مسلک لوگوں میں مقبول ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ آج خان پور کی جماعت اپنے کام اور نام سے پاکستان میں بالخصوص اور عرب ممالک میں بالعموم ایک مقام رکھتی ہے، کام اور نام کی وجہ سے یہاں بہت ساری مقتدر سیاسی لیڈر، نامور مذہبی رہنماء اور ائمہ حرم تشریف لا چکے ہیں۔ قاری صاحب کی (اڑتیس (۳۸) سالہ خدمات کو دیکھتا ہوں تو دل میں بار بار خیال آتا ہے کہ "اللہ" نے کس طرح اپنے بندے کو ٹھنڈے علاقے سے اٹھایا پھر گرم ترین علاقے میں بسایا اور ڈیوٹی پوری ہونے پر واپس بلا لیا جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج اپنے والدین کے پہلو میں شہرِ خموشاں میں لیٹا ہوا ہے۔ اس صورت حال میں میری زبان بار بار یہ آیات تلاوت کرتی ہیں:

وَ اللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (البقرۃ:۱۰۵)

"اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرمائے، اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے"۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ. (الحج:۷۵)

"حقیقت یہ ہے کہ "اللہ" ملائکہ اور انسانوں میں سے (جسے چاہتا ہے اپنا) پیغام رساں منتخب کرتا ہے، یقیناً اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"۔

منفرد شخصیت اور ہر دل عزیز خطیب

مرحوم کے خاندان کے افراد کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں میں نے انہیں ہمیشہ منکسر المزاج اور متواضع پایا ہے۔ دین کا اثر اور خاندانی اوصاف کے اثرات تھے کہ موصوف نے جس شخصیت کے ساتھ تعلق جوڑا اسے آخری دم نبھایا، ان کے اہل حدیثوں قائدین کے ساتھ بڑے عقیدت مندانہ تعلقات اور گہرے رابطے تھے، پیر بدیع الدین ہمیشہ انہیں اپنی کانفرنس میں بلاتے اور ان کے خطاب کی تحسین فرماتے، پیر صاحب بھی خان پور کی کانفرنس میں ہر سال تشریف لایا کرتے تھے۔ جماعت اہل حدیث کے امیر حافظ عبدالقادر روپڑی، خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری، شہید مولانا حبیب الرحمن یزدانی، حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، حضرت علامہ ظہیر رحمہ اللہ کو اپنا قائد مانتے تھے اور علامہ صاحب بھی انہیں اپنا بااعتماد ساتھی اور جنوبی پنجاب کی جمعیت اہل حدیث کا بڑا لیڈر سمجھتے تھے۔ تنظیمی فرق کے باوجود حافظ محمد عبداللہ بہاول پور کے ساتھ بھی ان کے قریبی تعلقات تھے۔ (اللھم اغفرلھم ورحمھم) جہاں تک مرحوم قائدین کے صاحبزادوں کا تعلق ہے وہ حضرت روپڑی صاحب مرحوم کی نسبت سے حافظ عبدالغفار اور حافظ عبدالوہاب کو اپنی کانفرنس میں بلاتے اور انہیں بزرگوں جیسا احترام دیتے تھے۔ حضرت قدوسی شہید کے بیٹوں جناب ابوبکر اور عمر فاروق کے ساتھ تعلقات میں کبھی فرق نہیں آنے دیا۔ شہید ملت علامہ مرحوم کے صاحبزادے ابتسام الٰہی ظہیر کو وہی پروٹوکول دیتے جو حضرت علامہ صاحب کو دیا کرتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر مرحوم کے صاحبزادے حافظ مسعود اظہر کو اپنے بیٹوں جیسا جانتے تھے یہی احترام مولانا عبدالباسط شیخوپوری کو دیتے تھے۔ غرضیکہ وہ بزرگوں کی اولاد کا بہت خیال رکھتے تھے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر پروفیسر ساجد میر صاحب کو بڑی احترام کی نظر سے دیکھتے اور نہایت ادب سے پیش آتے، جماعت کے متعلق گہری سوچ و بچار کے باوجود مرکز کے ساتھ وابستہ رہے، حضرت قاری صاحب نے ملک بھر کی طرح کانفرنسوں میں بھرپور شرکت فرمائی اور بڑی شہرت پائی۔ ان کا خطاب جارحانہ نہیں مصلحانہ ہوتا تھا، سامعین کے جوش کو اپنی ہوش پر غالب نہیں آنے دیتے تھے، خطیبانہ انداز میں گفتگو کرتے۔ لیکن تدبر کا پہلو غالب رہتا تھا۔ کئی خطیب ایسے ہوتے ہیں، جو مقامی جماعت میں قابل ذکر احترام اور مقام نہیں رکھتے، لیکن قاری صاحب اس لحاظ سے منفرد خطیب اور شخصیت تھے کہ انہوں نے اپنے علاقہ میں تاریخی کام اور کارنامے سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک ان کی یادگار دلانے کے ساتھ صدقہ جاریہ ہیں۔ خطابت کے میدان میں ہر دلعزیز ہونے کے بعد بعض خطباء کا خاص مزاج بن جاتا ہے۔ قاری صاحب کے اخلاق اور کردار کا عالم یہ تھا کہ خطابت میں ہر دلعزیز خطیب ہونے اور اس کا طویل دورانیہ پانے کے باوجود کسی نے کبھی ان کے اخلاق اور خطیبانہ معاملات کی شکایت نہیں کی۔ بغیر کروفر کے تشریف لاتے، اپنی باری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انتظار کرتے اور کبھی خصوصی قیام اور طعام کی تمنا نہیں کرتے تھے۔

خان پور کی کانفرنس کا منفرد اعزاز

برصغیر میں مذہبی کانفرنسیں منعقد کروانے میں اہل حدیث علماء اور قائدین کا خصوصی کردار رہا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد اس روایت کو مقامی جماعتیں اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کافی حد تک جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پرانے دور میں بڑے بڑے شہروں میں تین تین دن کانفرنسیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ پاکستان بننے کے کافی عرصہ تک ان کانفرنسوں کا دورانیہ اسی طرح جاری رہا۔لیکن لوگوں کی دین سے دوری، مہنگائی اور سٹیج کی کچھ نزاکتوں کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہیں رہ سکا۔ اب ملک میں شاید ہی کوئی کانفرنس منعقد ہوتی ہو، جو تاریخی تسلسل کے ساتھ تین دن جاری رہتی ہے اور اس میں عوامی خطبات کے ساتھ علمی خطابات بھی کروائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے خانپور کی واحد کانفرنس ہے، جس میں عوامی خطابت کا جوبن بھی ہوتا ہے اور اس میں تقریباً ہر سال شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ناصر رحمانی کے خطبہ جمعہ کے بعد مولانا ارشاد الحق اثری اور دیگر شیوخ الحدیث کے خطابات کروائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سوال، جواب کی نشست کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، جس میں مولانا محمد ابراہیم بھٹی مدلل اور مؤثر جواب دیتے ہیں اور خاص وعام کو مطمئن کرتے ہیں۔ میرے مشاہدے کے مطابق علمی پروگرام میں عوام الناس برابری کی دلچسپی لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ کانفرنس کے بارے میں قاری صاحب کی پالیسی یہ تھی کہ نظم کا احترام اپنی جگہ پر، لیکن تبلیغی میدان میں وسعت کا ہونا جماعت اور مسلک کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ قاری صاحب نے کانفرنس کے لیے کارکنان کی ایسی ٹیم تیار کی ہے، جو قاری صاحب کی وفات کے عظیم اور قریبی سانحہ کے باوجود پورے نظم وضبط اور حوصلے کے ساتھ ۷-اپریل ۲۰۱۴ء کو کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ ماشاء اللہ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ:

''صدیقی رحمہ اللہ تیرا قافلہ رُکا نہیں تھما نہیں''۔

جامعہ محمدیہ خان پور برائے طلباء وطالبات

حقیقت یہ ہے کہ جامعات مسلکِ اہل حدیث کی جان اور پہچان ہیں۔ برصغیر میں جتنے بڑے بڑے عالم ہوئے ہیں وہ انہیں جامعات کے فیض یافتہ تھے، مدارس اسلام کے قلعے اور مسلک اہل حدیث جودین کی حقیقی اور سچی تعبیر ہے اس کی نرسریاں اور چھاؤنیاں ہیں جب تک اہل علم اور اہل ثروت حضرات ان کی نگرانی اور رکھوالی کرتے رہیں گے، اس وقت تک نہ صرف مسلک اور جماعت ترقی کرے گی، بلکہ پاکستان قائم اور مستحکم رہے گا جس علاقے میں مدرسہ قائم ہو جائے اور اس کا نگران با اختیار محنتی عالم دین ہو تو اس علاقے کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اسی تخیل کے پیش نظر قاری صاحب نے خواجہ برادران اور دیگر مقامی دوستوں کے تعاون سے ۱۹۸۶ میں جامعہ محمدیہ کی بنیاد رکھی، جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک طلبہ کے لیے اور دوسرے جامعہ میں طالبات تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ طلبہ کے جامعہ کی قاری صاحب نگرانی کرتے تھے اور طالبات کے شعبہ کی سرپرستی ان کی بیگم کرتی تھیں اور کریں گی۔ اس سال ۴۰۰ طالبات زیر تعلیم ہیں جو قاری صاحب مرحوم اور ان کے معاونین کا عظیم کارنامہ اور صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تاقیامت قائم رکھے اور اس کے بانی اور معاونین کو اجرِ عظیم سے سرفراز فرمائے۔ اس جامعہ نے جتنی ترقی کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی بلڈنگ وسیع اور پُرشکوہ ہے اور اس کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کے متصل اساتذہ کے لیے معیاری ہاسٹل بھی تعمیر کیا گیا ہے جو اس کے بانی کی وسیع منصوبہ بندی اور اپنے اساتذہ کرام کے ساتھ عملی ہمدردی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خان پور کا بے تاج بادشاہ

اہلِ خان پور سے معذرت کے ساتھ لکھتا ہوں کہ ایک وقت تھا جب چالیس، پچاس سال کے پیٹے میں چلنے والی اہل حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونسل کی اکثریت خان پور کونہیں جانتی تھی اور ان کا خان پور کے ساتھ تعارف حضرت قاری عبدالوکیل صاحب کی وجہ سے ہوا اور انہی کی وجہ سے خان پور اہل حدیث جماعت کا مرکز بنا، اس سے پہلے اہل حدیث حضرات کا تعارف بہاولپور اور احمد پور شرقیہ تک محدود تھا یہ قاری صاحب کی محنت، اخلاص اور ان کے مخلص ساتھیوں کی رفاقت اور تعاون کا نتیجہ ہے کہ آج خان پور کی شہرت عالم اسلام کی معتد بہ حصہ میں پائی جاتی ہے۔ بہاول پور میں مبلغ اہل حدیث پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاول پوری اور احمد پور شرقیہ میں فاروقی خاندان کے عظیم بزرگ شیخ مولانا عبدالحق الہاشمی العمریؒ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق فاروقی ؒ کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔ قاری صاحب خان پور میں تشریف لے گئے اور ان کا نام اور کام آگے بڑھا تو خان پور کی شہرت اور نیک نامی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

میں نے اپنی زندگی میں بے شمار علماء کے اثرات دیکھتے ہیں، مگر دو علماء کے بارے میں بالیقین کہتا ہوں کہ وہ اپنے نام اور کام کے اعتبار سے اپنے شہر میں بے تاج بادشاہ تھے، گو ان کی شخصیات اور حلقے میں کافی فرق ہے، ایک استاد تھے اور دوسرے شاگرد، مگر پھر بھی ان میں بہت حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ سرفہرست جماعت کے امیر اور عظیم شیخ الحدیث مولانا عبداللہ مرحوم تھے، جو اپنے اثر ورسوخ کی وجہ سے گوجرانوالہ کے بے تاج بادشاہ تصور ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار خوبیوں کے ساتھ استغناء اور خودداری کی نعمت اس قدر عطا فرمائی تھی کہ جس کی مثال بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے یہی خوبیاں قاری صاحب موصوف میں موجود تھیں۔ مشکل سے مشکل حالات میں استغناء اور خودداری کے ساتھ کام کرنا اور اپنے دامن کو اخلاقی گراوٹ اور مالی حرص سے بچا کر رکھنا ان کا وطیرہ امتیاز تھا۔ استغناء کا عالم یہ تھا کہ جگر کی ٹرانسپلانٹیشن کے لیے انڈیا جارہے تھے جس کے لیے پچاس سے ستر لاکھ روپے خرچ آنے تھے۔ مقامی جماعت کے بزرگوں نے خاصی رقم قبول کرنے کی فرمائش کی، لیکن موصوف نے جزاک اللہ کہہ کر قبول کرنے سے معذرت کی کہنے اور لکھنے میں یہ بات آسان ہے مگر اس دور میں یہ نوجوان خطباء کے لیے عظیم مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ قاری صاحب کے اخلاص، محنت اور جدوجہد کا ثمرہ ہے کہ جب کانفرنس کے موقع پر شہر میں شوکت اسلام یا کسی اور عنوان پر جلوس نکالتے تو تمام مکاتب فکر کے لوگ اپنی اپنی دکانوں سے نکل کر انہیں ہار پہنایا کرتے تھے، ان کی عقیدت کی وجہ سے میرے جیسے لوگوں کے گلوں میں بھی ہار ڈالے جاتے تھے۔ اس جلوس کا انتظامیہ اور دوسری جماعتوں پر اس قدر دبدبہ طاری ہوتا کہ پورا سال لوگ اس کا تذکرہ کرتے تھے اور مسلک کے مخالفین دب کر رہ گئے تھے۔

وفا کا بدلہ وفا

خطابت سے وابستہ حضرات جانتے ہیں کہ اس راہ میں کتنی مشکل گھاٹیاں آیا کرتی ہیں، کامیاب خطیب جماعتوں کو پلے نہیں باندھتے اور مالدار جماعتیں خطیب کو ملازم سے زیادہ حیثیت نہیں دیتیں، جماعت کا دل بھر جائے تو وہ خطیب بدلے بغیر نہیں رہ سکتی اور خطیب بڑا ہو جائے تو وہ بڑی جماعت اور بڑی مسجد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے کون نہیں جانتا کہ قاری صاحب جماعت کے بہت بڑے خطیب تھے، بڑے خطیبوں کو درجنوں جماعتیں بڑی بڑی مراعات پیش کرتی ہیں۔ حضرت کو بھی متحدہ عرب امارات اور برطانیہ کی جماعت نے کئی مرتبہ آفر (Offer) کی لیکن انہوں نے ہر بار یہی جواب دیا کہ جس باغ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے، میں اس کی آبیاری نہیں چھوڑ سکتا۔ میرا مرنا اور جینا خان پور میں ہوگا۔ اس طرح انہوں نے عسر یسر میں رہتے ہوئے اڑتیس سال گزار دیے، جو نوجوان خطیبوں کے لیے بہترین مثال ہے بیدار مغز قیادت اور باشعور جماعتیں اپنے محسنوں اور مخلص کارکنوں کا خیال رکھتی ہیں۔ قاری صاحب کی وفا اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد کسی تاخیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر خان پور کی جماعت نے آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ عامر صدیقی کو جامعہ کا مہتمم منتخب کیا ہے جس کی مثال بڑی بڑی جماعتوں میں نہیں ملتی، جن کی دستار بندی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ایم این اے نے کی۔ اس کی تائید مقامی اور ضلعی جماعت کے ذمہ داران نے فرمائی۔ اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی رہنماء الشیخ مولانا عبدالستار حامد، مولانا محمد شریف چنگوانی اور مولانا عبدالرشید حجازی بھی موجود تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھرپور کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم کی باقیات اور صالحات کو ہمیشہ قائم رکھے اور انہیں اپنے صالح بندوں میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین یاالرحم الراحمین۔

❁❁❁

بقیہ: مجاہد ملت......قاری عبدالوکیل صدیقی

شعور و آگاہی کو سارا علاقہ مدتوں یاد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش و مغفرت فرمائے اور بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں درجات بلند عطا فرمائے۔ آمین۔

بسا غنیمت ہے کہ چند برسوں سے ڈیرہ غازی خاں میں ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ کی زیرسرپرستی پورے ماحول میں دینی مدارس کے وسیع نیٹ ورک اور ضلع راجن پور کے قریب مقام پر مولانا محمد یٰسین راہی حفظہ اللہ اور قاری عبدالرحیم کلیم حفظہ اللہ کی تبلیغی و تالیفی اور تنظیمی تگ و تاز سے کتاب و سنت کے چراغ جل رہے ہیں اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کو دیگر مذہبی جماعتوں کی نسبت سربلندی حاصل ہے، ان شاء اللہ مستقبل قریب میں سیاسی لحاظ سے بھی فوقیت رہے گی۔

❁❁❁

مکتوبِ تعزیت

جماعت کے معروف صحافی، مصنف، دانشور مولانا محمد رمضان یوسف سلفی نے مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور جناب بشیر انصاری کے نام ایک تعزیتی خط لکھا، جو اس رسالے کی ۱۲ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔

جناب بشیر انصاری صاحب مدیر اعلیٰ ''اہل حدیث'' لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ کی وفات جماعت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ کچھ عرصہ میں جماعت کے جونامور علمائے کرام داغ مفارقت دے گئے، ابھی ان کی جدائی کا غم تازہ تھا کہ قاری صاحب بھی چل بسے۔ بلاشبہ قاری صاحب ایک تحریکی آدمی تھے۔ انہوں نے خان پور کے علاقے میں مسلک اہل حدیث کے فروغ میں بڑا کام کیا۔

جامعہ محمدیہ خان پور، ان کی باقیات الصالحات کا مظہر ہے۔ خان پور میں سالانہ کانفرنس ان کی تبلیغی مساعی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اب تو کچھ عرصہ سے وہ سہ ماہی ''نداء الایمان'' کی صورت میں ایک رسالہ بھی شائع کر رہے تھے۔

غرض اس علاقے میں قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم ایک عظیم مبلغ تھے، ان کے شب و روز مسلک اہل حدیث کے فروغ اور توحید و سنت کی اشاعت میں بسر ہوئے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

شریکِ غم

محمد رمضان یوسف سلفی

چیف ایڈیٹر: ماہنامہ ''صدائے ہوش'' لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد ملت ...... قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

تحریر: جناب مولانا یوسف انور (فیصل آباد)

یکم مارچ جمعۃ المبارک کی اذان فجر کے وقت جماعت کے ہر دلعزیز اور مرکزی قائدوخطیب مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی چند دنوں کی شدید علالت کے بعد بالآخر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون.

مرحوم کی نماز جنازہ ان کے جگری دوست مولانا ارشادالحق اثری حفظہ اللہ نے اسی روز عشاء کی نماز کے بعد ان کے آبائی شہر ہری پور ہزارہ میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے راہنماؤں ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ، مولانا ابوتراب علی محمد آف کوئٹہ، مولانا عبدالعزیز حنیف، مولانا ڈاکٹر حافظ طاہر محمود، شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ اسلام آباد، پروفیسر عبدالستار حامد، مولانا میاں محمود عباس ناظم پنجاب، میاں محمد جمیل لاہور اور مولانا حافظ مقصود احمد اسلام آباد کے علاوہ راولپنڈی، اسلام آباد اور ہزارہ کے مضافات سے بڑی تعداد میں کارکنانِ جماعت اور احباب کرام نے شرکت کی اور قاری صاحب کے خاندان کے افراد سے اظہار تعزیت کیا۔

برسوں پیشتر دارالعلوم ماموں کانجن کی سالانہ کانفرنس کے خوشگوار موقع پر مرحوم قاری صاحب سے میرا تعارف ہوا، ہم دونوں نے مولانا قاضی محمد اسلم سیف رحمۃ اللہ علیہ کے دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق کانفرنس کے تیسرے روز اتوار کو نماز ظہر کے بعد تقریریں کیں۔ اس تعارف کے بعد شاعر کی زبان میں حال احوال کچھ یوں رہے:

کتنے حسین لوگ تھے جو مل کے ایک بار
آنکھوں میں جذب ہو گئے، دل میں سما گئے

اب قاری صاحب سے دلی دوستی اور مسلکی روابط کے سلسلے بڑھتے چلے گئے، جب مرکزی جمعیت کے سابق ناظم اعلیٰ میاں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ غالباً ۱۹۷۱ء میں جنوبی پنجاب کے اضلاع رحیم یار خاں، ڈیرہ غازی خاں اور راجن پور کے تنظیمی دورے کے لیے گئے، تو ہمارے ساتھ اس دور کے ناظم تبلیغ مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری اور بابائے تبلیغ مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری بھی تھے، ان سرسبز وشاداب اضلاع مگر جماعتی لحاظ سے پسماندہ علاقوں میں مسلک اہل حدیث کے حاملین خال خال نظر آتے تھے، اس کے باوجود انہیں منظم کر کے مرکزی جمعیت کی ضلعی تنظیمیں قائم کی گئیں۔ چند تبلیغی اجلاس بھی منعقد کیے گئے۔ جماعتی اہمیت کے امور میں ہمارے دیرینہ دوست مولانا محمد یلیین راہی حفظہ اللہ کی راہنمائی اور معاونت کا بڑا کردار رہا۔

ہمارے فاضل دوست، محقق جماعت مولانا ارشادالحق اثری رحیم یار خاں کے معروف قصبہ لیاقت پور سے تعلق رکھتے ہیں، جو خان پور سے چند میل کی مسافت پر واقع ہے۔ مولانا اثری نے بتایا کہ ۱۹۷۴ء میں جب ہزارہ کے دور دراز علاقہ سے ہمارے ممدوح اور متحرک شخصیت قاری عبدالوکیل صدیقی خان پور تشریف لائے تو نہ صرف ضلع رحیم یار خاں بلکہ قریبی اضلاع بہاول پور، ڈیرہ غازی خاں اور راجن پور میں بھی ان کی شب و روز کی کاوشوں سے مسلک اہل حدیث کی دعوت وتبلیغ کو عروج حاصل ہوا۔

ضلع رحیم یار خاں کے مشہور قصبہ دین پور میں علمائے دیوبند کے بڑے اثرات تھے، خان پور میں مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے مرکزی دینی ادارہ اور گردونواح میں اس سے وابستہ چھوٹے بڑے دینی مدارس کی وجہ سے حنفیت کا دور دورہ تھا لیکن قاری صاحب نے تمام علاقہ میں نہایت حکمت عملی اور اسلامی اخلاق و آداب کے ذریعے لوگوں میں تحقیقی ذوق پیدا کیا۔ جس کے نتائج کے طور پر خان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پور شہر کے عین وسطی بازار کی چھوٹی سی مسجد اہل حدیث سے قاری صاحب نے مسلک حقہ کی جو آواز خلوص وللّٰہیت کے ساتھ بلند کی اس کی گونج دور دور تک پھیلتی چلی گئی۔ قرآن وسنت کی صافی اشاعت و تبلیغ سے لوگوں کے قلوب واذہان روشن ہونے لگے۔

تیرہ، چودہ سال قبل قاری صاحب نے شہر کے ایک گوشے میں ایک ایکڑ سے زائد رقبہ پر جامعہ محمدیہ کی خوبصورت اور کئی کمروں پر محیط عمارت تعمیر کی اور اس میں طلبہ و طالبات کے لیے الگ الگ علومِ اسلامیہ کی تدریس وتعلیمات کا اہتمام کیا۔ اس کے ساتھ ہی عوام الناس کی علمی پیاس بجھانے کے لیے سہ روزہ عظیم الشان سالانہ کانفرنس کے انعقاد کا پروگرام بنایا۔ ماہانہ اور ہفتہ وار اجتماعات منعقد کیے جانے لگے، قرب وجوار کے دیہی مقامات پر ماہانہ تبلیغی جلسوں کا جال بچھا دیا گیا۔ سالانہ کانفرنس کے موقع پر بہت بڑی ریلی کا انتظام کیا جاتا، جس میں سینکڑوں موٹر سائیکلیں اور کاروں ٹرکوں میں کارکنان جماعت اور علماء موجود ہوتے، جس کی قیادت امیر محترم پروفیسر علامہ ساجد میر حفظہ اللہ فرماتے، امیر محترم قاری صاحب کے وفورِ شوق اور ذوقِ سلیم کی پذیرائی فرماتے اور کئی قسم کی مصروفیات کے باوجود شرکت فرماتے۔

ان تمام پروگراموں کے نتائج ایسے کامیاب نظر آئے کہ توحید وسنت کی شفاف دعوت و ارشاد کی برکات سے عوام کے عقائد واعمال سنورتے چلے گئے۔ جس کی ایک بڑی وجہ قاری صاحب کا مسلک اہل حدیث سے والہانہ شغف اور ہر قسم کی مصلحت و مداہنت سے گریز ہے، یقیناً یہ وصف بلند ہمت مردان کار ہی کا ہوسکتا ہے۔ قاری صاحب اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر انتہائی دل جمعی اور علمی گہرائی و بے باکی سے گفتگو کرتے، یہی سبب تھا کہ مخالفین ان کی جرأت واستقامت کا سامنا نہ کر سکتے تھے۔ جبکہ ان کا انداز تبلیغ بھی ناصحانہ ومدبرانہ قرآن وحدیث کے دلائل وبراہین سے بھرپور ہوتا، قاری صاحب رحمہ اللہ علامہ اقبال کے اس شعر کے مصداق تھے:

ہوا ہو گرتند وتیز مگر چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جسے حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

بلاشبہ قاری صاحب ایک دبنگ اور شعلہ نوا مقرر وخطیب تھے، وہ جلال و جمال کا ایک ایسا باوقار اور حسین امتزاج تھے کہ سامعین ہمہ تن گوش ہوکر ان کی تقریر دل پذیر سنتے۔ فیصل آباد میں مولانا ارشادالحق اثری کی زیرِ سرپرستی اور مولانا عبدالحئ انصاری کی زیرنگرانی منٹگمری بازار میں محرم الحرام کے موقع پر ہر سال جو "خلافت راشدہ کانفرنس" انعقاد پذیر ہوتی ہے، اس میں سالہا سال سے مرکزی مقرر قاری صاحب مرحوم ہوتے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنسوں اور بڑے بڑے شہروں کے سالانہ تبلیغی پروگراموں اور جلسوں میں ان کی تشریف آوری کو بڑی اہمیت دی جاتی۔ مرکزی جمعیت کی شوریٰ اور عاملہ کے اجلاسوں میں وہ باقاعدگی سے شرکت فرماتے۔ قائدین جمعیت اور دوسری علمی شخصیات کو وہ بہت اعزاز واکرام سے نوازتے۔ ان ممتاز علمی شخصیات کے پاکیزہ خیالات و بیانات سے سالانہ کانفرنس کے موقع پر سامعین کو محظوظ فرمانے کا خاص طور پر اہتمام کرتے۔ ان سطور کے راقم کو انہوں نے کئی مرتبہ یاد فرمایا اور سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لیے دعوت دیتے، مگر میں ہر بار اپنی کمر کی تکلیف کے باعث لمبے سفر سے احتراز کرتا اور معذرت کرتا تو وہ بخوشی محبت فرماتے ہوئے عذر قبول فرماتے اور ناگور ہتے۔

www.KitaboSunnat.com

غرض یہ کہ دوست چلے جاتے اور یادوں کا ایک گلستان چھوڑ جاتے ہیں۔

ہمارے ممدوح قاری صاحب تو خان پور اور مضافات کی ایسی نابغہ روزگار شخصیت تھے، جن کے علم وعرفان، دعوت وتبلیغ اور

(بقیہ صفحہ 99 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے!

آہ! قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری

تحریر: جناب مولانا عبدالرحمٰن ثاقب، خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث مارچ بازار، سکھر

اس جہانِ رنگ و بو میں جو بھی آیا ہے آخر کار اس نے دنیا کو چھوڑ کر چلے جانا ہے کیونکہ خالق کائنات کا اٹل فیصلہ ہے کہ "کل نفس ذائقة الموت" اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ بعض لوگوں کی موت ایسی ہوتی ہے کہ جس پر ہزاروں آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں اور مدت مدید تک ان کی یاد دل میں باقی رہتی ہے اور مٹائے مٹتی نہیں ہے۔ ایسے ہی ہمارے محبوب و مشفق، بطلِ جلیل مسلک اہل حدیث کے نامور خطیب علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی موت نے بازارِ علم وفن کی رونق کو کم کر دیا۔ علم وفن نے آپ کو شرف و عزت بخشی اور انہوں نے علم کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ سرزمین ہری پور ہزارہ پر جنم لینے اور مختلف مشائخ واساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتا ہوا سرزمین خان پور (ضلع رحیم یار خان) پہنچتا ہے اور خان پور کی سرزمین کو شہرت دوام حاصل ہوتی ہے۔

علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے سرزمین خان پور کو ایسی رونق بخشی کہ اس کی قسمت کا ستارہ آسمان علم وفن کی بلندیوں پر چمکنے لگا اور تاریخ نے ان کے نام کو ان کے ایثار وخلوص اور ان کی لازوال قربانیوں کو امانت سمجھ کر اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا آپ ایک ایسے کیمیا گر ثابت ہوئے کہ اس کی مٹی کو سونے کی کان میں بدل دیا اور پھر یہ کان سونا اگلنے لگی۔ علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک ممتاز عالم دین، مبلغ، داعی، مدرس واستاذ اور معروف عالمی خطیب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ کو علم اور اہل علم سے گہرا اور قلبی لگاؤ تھا اور دل و جان سے ان کی قدر اور احترام کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار میں بے شمار نیک کام اور صالح اعمال کیے، لیکن ان میں سے سرفہرست خان پور کی پوش آبادی میں ۲۴ کنال پر علوم اسلامیہ کی عظیم درس گاہ مرکز اہل حدیث (جامعہ محمدیہ اہل حدیث للبنین وللبنات) کا قیام ہے، جس میں اس وقت سینکڑوں طلبہ و طالبات قرآن و حدیث کے نور سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کر رہے ہیں، جو کہ ہمارے ممدوح قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے روز قیامت اجرِ عظیم کا باعث ہوگا۔ وہاں پر آپ کے لیے حسنات میں اضافہ اور صدقہ جاریہ بھی ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے عظیم اور نامور خطباء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ ہر جگہ قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی دل نواز صداء کو بلند کرنے کے لیے پہنچ جایا کرتے تھے۔ کبھی پنجاب کے گلستانوں میں تو کبھی سرزمین سندھ کے صحراء ومیدانوں میں، کبھی خیبر پختونخواہ کے سرسبز میدانوں میں اور کبھی بلوچستان کے پہاڑوں میں مخلوقِ خدا کو ان کے رب کا پیغام پہنچا رہے ہوتے تھے اور اس میدان میں بغیر کسی طمع و لالچ کے سفر کر رہے ہوتے تھے اور بغیر کسی لومۃ لائم تبلیغ دین کا فریضہ ادا کر رہے ہوتے تھے۔ راقم الحروف نے پہلی مرتبہ ۱۹۸۸ء میں لیاقت آباد کراچی میں اپنے ممدوح قاری عبدالوکیل صدیقی کی خطابت کے جوہر دیکھے تھے اور آپ روشنیوں کے شہر کراچی میں اپنے رب کی توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچا رہے تھے اور آپ جب سیرت رسول اللہ ﷺ پر گفتگو فرمایا کرتے تھے تو گویا یوں محسوس ہوتا تھا کہ عندلیب چہچہا رہی ہے۔

بارہا آپ کے خطابات سننے کا موقع ملا، آپ کی گفتگو بڑی مدلل اور جاندار ہوتی تھی اور دلائل و براہین سے مزین اور لبریز ہوتی تھی اور آپ اس میدان میں شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ اور مفسر قرآن محدث دیارِ سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر تھے۔ آپ شاہ صاحب کی طرف سے منعقد ہونے والی سہ روزہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں بالالتزام شرکت فرمایا کرتے تھے اور آخری رات جب کانفرنس بھرپور عروج پر ہوا کرتی تھی تو آپ کا خصوصی خطاب ہوا کرتا تھا۔ کئی دفعہ راقم الحروف کو قاری صاحب کو نواب شاہ سے نیوسعید آباد لے جانے اور واپس لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کو سکھر کی جماعت سے دلی محبت تھی آپ سکھر تشریف لایا کرتے تھے تو اکثر عبدالحفیظ کے گھر قیام اور ان سے کہا کرتے تھے کہ یہاں آکر سکون ملتا ہے۔ ایک دفعہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا تنظیمی و تبلیغی دورہ مجاہد ملت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب متعنا اللہ بطول حیاته کی قیادت میں سندھ کے دورے پر تھا۔ شیڈول کے تحت آخری پروگرام مرکزی جامع مسجد اہل حدیث مارچ بازار سکھر میں تھا، علماء و قائدین کا قیام ضیاء الرحمٰن سیٹھی کی رہائش گاہ پر تھا، ہمارے ممدوح قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب بھی تشریف لائے۔ خطاب کے بعد جب واپس تشریف لے جانے لگے تو میں نے شکریہ کے الفاظ ادا کیے تو آپ نے مجھے دوبارہ گلے لگایا اور فرمایا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ آپ جب بھی یاد کریں گے، ہم حاضر ہوں گے۔ ایسے الفاظ مت کہیں۔ الغرض آپ کو نہ ستائش کی تمنا تھی اور نہ صلے کی پرواہ۔ آپ صرف اور صرف اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لیے رات دن تبلیغ دین میں مصروف رہا کرتے تھے۔ گذشتہ سال بھی آپ صاحب فراش تھے، آپ سے ملنے کے لیے اپنے رفقاء مولانا محمد عثمان، رانا عبدالحفیظ و دیگر کے ہمراہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ اور امسال بھی اتفاق سے انہی رفقاء کے ہمراہ قاری صاحب کی عیادت کے لیے خان پور حاضر ہوئے۔ آپ کی طبیعت اور صحت کے متعلق کئی وسوسے اور خدشات دل میں لیے ہوئے واپس لوٹے۔ آپ نے علاج کی غرض سے انڈیا جانے کا ارادہ بھی کیا۔ لیکن کاتب تقدیر کے اپنے ہی فیصلے ہوتے ہیں۔

قاری صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے، آپ انتہائی اچھی طبیعت کے مالک اور ملن سار تھے۔ دین حق اور مسلک اہل حدیث کی خدمت کا بے پناہ جذبہ آپ کے اندر موجود تھا اس معاملے میں کسی مصلحت کو آڑے نہ آنے دیتے تھے۔ ہمیشہ آپ جماعت سے منسلک رہے۔ یہ تنظیمی اور جماعتی رشتہ آپ کی وفات پر ہی ٹوٹا۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر تھے۔ قاری صاحب کی وفات جہاں پر آپ کی اولاد و، عزیز و اقارب کے لیے باعث غم ہے، وہاں پر احباب جماعت اور ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ بھی آپ کی موت پر غمگین و افسردہ نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ آپ کیلئے اللہ کی طرف سے ہمیشہ آوازہ توحید و سنت بلند کرنے کی وجہ سے اعلان کیا گیا ہوگا کہ "يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ". ان شاء اللہ العزیز۔

آپ کی وفات نہ صرف اہل خان پور کے لیے عظیم دلی صدمہ ہے بلکہ مسلک اہل حدیث کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کی کمی ایک عرصہ دراز تک محسوس کی جاتی رہے گی۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے میدان خطابت میں جو جگہ خالی ہو چکی ہے وہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ ۷ مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعرات کو جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور میں تعزیتی کانفرنس اور غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر جہاں اپنوں نے قاری عبدالوکیل صدیقی کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

وہاں پر غیر اہل حدیث بھی یہی کہتے سنائی دیئے کہ قاری صاحب کا نقصان صرف مسلک اہل حدیث کا ہی نقصان نہیں، بلکہ یہ

(بقیہ صفحہ 105 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی کی یاد میں!

از: رانا محمد شفیق خان پسروری (لاہور)

مرنا بھی نے ہے موت بھی کو آنی ہے، کوئی مرتا ہے تو فنا ہو جاتا ہے اور کسی کی موت ''رشک حیات'' بن جاتی ہے۔ کوئی مرے تو اپنے ساتھ اپنی ساری ہستی سمیٹ لے جاتا ہے اور کوئی دنیا سے جاتے جاتے بھی زندوں کے سینوں میں بستیاں بسا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی زندگی کو کسی نیک اور بلند مقصد میں صرف کر دیتے ہیں ان کی موت، درخشندگی و پائندگی کا روپ دھار لیتی ہے، وہ لوگ خود پیکر حیات ہو جاتے ہیں، محفلیں ان کے ذکر سے آباد ہوتی ہیں اور لب ان کی یادوں سے مرطوب و معطر ہو جاتے ہیں ایسے لوگ نگاہوں سے دور ہوتے ہیں مگر دلوں کے نہاں خانوں میں منور اور نمایاں رہتے ہیں۔ ان کی قبریں مٹی کے ڈھیر نہیں ہوتیں۔ چاہنے والوں کے سینے، ان کے مدفن اور آبادیاں قرار پاتے ہیں۔ انہی ''زندہ و جاوید'' لوگوں میں سے ایک گزشتہ سال ہی ''دارفنا'' سے ''دار بقاء'' کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ سیدالایام جمعۃ المبارک کی مبارک صبح کو خالق حقیقی کی ''صدائے لم یزل ولایزال'' پر لبیک کہنے والا یہ عظیم انسان، حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

اپنے معبود کا یہ عابد، شب زندہ دار، ساری زندگی خلوص و للّٰہیت سے دین کی خدمت کرتا رہا۔ اپنے تمام وسائل اور اپنی تمام صلاحیتوں کو اپنے رب کی رضا کے حصول کی خاطر بروئے کار لاتا اور زندگی بھر ذکر و عبادت سے اپنے روز و شب معمور و منور کرتا رہا۔ اس کی زندگی اوروں کے لیے قابل رشک تھی۔ اس کے متعلقین کے لیے بہر حال لائق فخر و انبساط تھی۔ وہ زہد و تقویٰ کا پیکر ضرور تھا۔ مگر زاہد خشک و تنگ نظر نہ تھا۔ دین سے کمال انس و تعلق اور دنیا داروں سے نہایت ہمدردی رکھنے والا، مبلغ اسلام کہ جس نے اپنے وعظ و خطابات اور خدمت خلق کے ذریعے ریگستانوں میں توحید و سنت کے گلستان و چمنستان، بہار آفرین بنا دیے۔ خالق نے ان کو حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت سے بھی نوازا تھا اور اس پر خطابت کا حسن کمال ایسا کہ جو ان کے پاس آتا، ان کے یوں قریب ہوتا کہ انہیں کا ہو کر رہ جاتا۔ صاحب علم ہی نہ تھے، علم دوست بھی تھے اور علم پرور بھی، رحیم یار خان ضلع میں تو جو مساجد و مدارس قائم کیے، سو کیے، اندرون و بیرون ملک، خطابات و وعظ کے ذریعے لاکھوں ذہنوں کو اپنا بنا کر چھوڑا اور صدقہ ہائے جاریہ کے خزانے سمیٹتے چلے گئے۔

پیدا ہری پور ہزارہ کے نواح میں ہوئے تھے، تعلیم گوجرانوالہ، راولپنڈی اور کراچی سے حاصل کی اور ''جولان گاہ'' خان پور (ضلع رحیم یار خان) کو بنالیا۔ تحصیل علم کے بعد ایک چھوٹی سی مسجد میں بطور خطیب تقرری ہوئی مگر شخصیت کو ''قسام ازل'' نے بے شمار گوناں گوں خوبیوں سے بھر دیا تھا، بڑا کردار، متعین مقام سے کہیں وسیع تھا۔ چنانچہ بہت بڑے رقبے پر ایک وسیع و عریض تعلیمی ادارہ بنالیا جو واقعتاً ''جامعہ'' تھا اور جہاں سے ہزاروں مرد و خواتین علم حاصل کر کے دنیا بھر میں خوشبو پھیلا رہے اور حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی کی گفتار و کردار سے خلق خدا کو مہکا رہے ہیں۔ زمانہ طالب علمی ہی سے ان کے ساتھ ایک تعلق خاطر قائم ہے، وہ کراچی میں تشریف لاتے تو ان کے وعظ و خطابت کے شیدائی ایک ہجوم کر لیا کرتے تھے، ہم بھی ان کے مشاقین میں سے تھے، مگر ہمیں ان کی خدمات کے مواقع بھی میسر آجاتے، بعد ازاں، ان سے تنظیمی تعلق بھی قائم ہو گیا، وہ بھی حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے ساتھیوں میں سے تھے اور ہم بھی حضرت علامہ شہیدؒ کے خدمت گزاروں میں سے، پھر حضرت پروفیسر ساجد میر کے وہ نائب بنے اور ہمارا ان سے اور گہرا تعلق بن گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ہٹ کر ہمارے والد مرحوم کے حوالے سے اور کچھ ہماری ''طلب علم'' کی خواہش کے باعث وہ ہمارے ساتھ خصوصی شفقت فرماتے تھے، ہر سال سالانہ کانفرنس پر کبھی حکماً اور کبھی اصرار فرما کر بلاتے، خصوصی پیار سے نوازتے، مئی ۲۰۱۲ء کے آغاز میں مولانا محمد اسحاق بھٹی کو اور مجھے الگ سے خصوصی طور پر بلوایا، ان کے علمی و دینی کاموں کو دیکھا، ان کے ساتھ ضلع رحیم یار خان کے قصبات و دیہات میں جا کر ان کے دینی اثرات اور ان کے چاہنے والوں کا مشاہدہ کیا تو احساس ہوا کہ جتنا ہم ان کو جانتے ہیں وہ اس سے کہیں بڑھ کر بڑے انسان اور دین کے مبلغ و معلم ہیں۔ اس دورے کے دوران ان کے اخلاص وللّٰہیت کے کئی مظاہر دیکھنے کو ملے، دماغ اور دل دونوں یکساں طور پر ان کی شخصیت کے احاطہ تسخیر میں آ گئے۔

حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی، اس لحاظ سے بھی ایک انفرادیت کے حامل تھے کہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ وتعلیم کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ وہ اپنا الگ سے ذاتی کاروبار کرتے تھے، جو کچھ کہیں سے آتا وہ دینی امور پر صرف کر دیتے، ان کے اثرات علمی نہایت وسیع ہیں، ان کے چاہنے والے کثیر تعداد میں اور پوری دنیا میں موجود ہیں۔ کہیں سے کچھ ملتا تو اپنے ادارے کے حوالے کر دیتے، ان کے ادارے کا ایک مقام اور بھرم ہے۔ انہوں نے خان پور کو قدرے ''شہرت دوام'' بخشی ہے۔ آج لوگ ان کے لیے آنسو بہا رہے اور ہاتھوں کو اٹھا رہے تھے، ہری پور کے دور دراز علاقے میں پورے پاکستان سے جنازے کے لیے آنے والوں کا ایک اژدھام تھا، گنتی نہیں کی جا سکتی تھی۔ اندازہ ہی لگایا جا سکتا تھا۔ بھلا جن کی شخصیت کے گرد پھیلا نور کا ہالہ (حدوں سے زیادہ) وسعت پذیر ہو، ان کے چاہنے والوں کا اندازہ بھی کون کر سکتا ہے......

لوگ حیران تھے، خان پور (رحیم یار خاں) میں زندگی بھر نور پھیلانے والے کو ہری پوری ہزارہ کی زمین میں لا کر کیوں دفنا دیا گیا، انہیں کیا معلوم کہ دین کا یہ سچا خادم، اپنے والدین کا کیسا خادم تھا، اس نے ''وفا'' کا ایک اور باب بھی تو رقم کرنا تھا۔ اس نے اپنے بڑوں کی مٹی کو کہاں چھوڑنا تھا۔ وہ عبادت سے لبریز، اپنی زندگی کو والدین کا صدقہ جاریہ بنا کر بسر کرتا رہا۔ وہ ہری پوری میں مدفون ہوا ہے تو کیا ''خان پوری'' کی حیثیت سے جو کام کر گیا وہ تو قیامت تک نور وعرفان کا باعث رہے گا اور ہری پور والے اپنے سپوت پر فخر کریں گے تو خان پور والے اپنے عظیم محسن پر اتراتے رہیں گے، جبکہ پوری دنیا میں پھیلے ان کے مشاقین ان کی یادوں سے اپنی مجلسوں کو مہکاتے رہیں گے۔ اللھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه وادخله الجنة الفردوس. (آمین)

❁❁❁

بقیہ: زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے!

عالم اسلام کا نقصان ہے اور قاری صاحب اہل علاقہ کے لیے شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔ قاری صاحب اہل خان پور کے لیے ایک غیر متنازعہ اور قبول عام شخصیت تھے۔ اس موقع پر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے قاری صاحب کے بڑے صاحب زادے حافظ محمد عامر صدیقی کو جامعہ محمدیہ اہل حدیث کا مدیر مقرر کر کے قاری صاحب کی مسند پر بٹھایا۔ ہم رب کبریاء کی بارگاہ میں بدست دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قاری صاحب کا صحیح معنوں میں جانشین بنائے۔ قاری صاحب کے لگائے ہوئے چمن کو تا قیامت شاد و آباد رکھے اور قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ

(میرے والد............میرے مربی!)

تحریر:۔ جناب محترم حافظ عامر صدیقی ۔ خان پور

یکم مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعۃ المبارک کی یہ صبح لاہور کے ڈاکٹرز ہسپتال میں بوجھل اور اداس محسوس ہو رہی تھی، دل بے انتہا مضطرب و بے چین اور طبیعت حد درجہ بے سکون تھی، اس اضطراب کی بنیادی وجہ مربی و مشفق والد محترم حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کی بڑھتی ہوئی علالت اور باوجود خاطر خواہ علاج طبیعت میں بہتری نہ ہونا تھی، اگرچہ والد گرامی کی طبیعت پچھلے کچھ دنوں سے ناساز تھی، لیکن مرض میں ۲۶ فروری ۲۰۱۳ء بروز منگل کو شدت آ گئی تھی۔BP تھا کہ اوپر جانے کا نام نہیں لے رہا تھا، کہ باوجود ڈاکٹرز کی سرتوڑ کوششوں کے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

ہاسپٹل میں موجود ہم اہل خانہ و دیگر احباب کے دل اس اندیشہ کے تحت ڈوبا جا رہا تھا، جس کی نشاندہی شیخ الحدیث محترم جناب مولانا ارشاد الحق صاحب نے کچھ گھنٹہ ان الفاظ میں کی تھی، محسوس ایسے ہو رہا ہے کہ ہمارا قیمتی اثاثہ ہاتھوں سے جا رہا ہے۔اور باوجود کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ. کی اٹل حقیقت اور فلسفہ کو جاننے اور سمجھنے کے کسی معجزے کے انتظار میں تھے۔

کہ شاید بیرون ملک بارگاہ الٰہی میں اٹھے ہوئے ہزاروں ہاتھوں کی دعائیں قبولیت کے درجہ میں پہنچ جائیں، لیکن رب کائنات کا فیصلہ اٹل اور لکھا جا چکا تھا اور امر واقع بھی یہی ہے کہ اللہ رب العزت کا فیصلہ اٹل اور ناتبدیل ہونے والا ہوتا ہے۔وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا.

بالآخر صبح ۶:۴۰ پر روح فرسا خبر سننے کو مل گئی، جو پہاڑ جیسے حوصلوں کو بھی توڑ دیتی ہے، جو پتھر دل انسان کو بھی ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔

اگر مالک کائنات کا خاص کرم شامل حال نہ ہو، تو انسان ان مواقع پر اپنے جذبات کھو دیتا ہے۔اور زبان کے بندھن ٹوٹ جائیں تو بسا اوقات آدمی حد سے بھی تجاوز کر جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اپنے از حد محبوب اور مشفق والد قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کی رحلت کی خبر ملتے ہی دل کو جیسے شکنجے نے جکڑ لیا تھا، آنکھیں تھیں جو آنسو بھر بھر آ رہی تھی اور سانس تھی، جیسے ڈوبتی جا رہی تھی، لیکن ناانصافی ہوگی کہ اس موقع پر حافظ عبدالکریم (ناظم اعلیٰ مرکزیہ) میاں جمیل صاحب لاہور، عطاء الرحمٰن حقانی، حافظ مسعود اظہر صاحب اور وہاں موجود دیگر ساتھیوں کا تذکرہ نہ کیا جائے، جو اس کٹھن اور مشکل وقت میں اپنے جذبات اور غموں کو بہلا کر ہمیں حوصلہ اور تشفی دیتے رہے اور اپنے آنسوؤں کو پلکوں میں ڈال کر ہماری آنکھوں کو پونچھتے رہے اور مالک عزوجل کا احسان عظیم تھا کہ اس ذات پاک نے اس غم اور آزمائش کے موقع پر ہمیں صبر جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی اور صدمہ اور غم کو جھیلنے کا موقع عطا فرمایا۔

اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ. ''جو مصیبت آئے اس پر صبر کیجئے، یہ بڑے حوصلے کا کام ہے''۔اور یقیناً موت ایک ازلی حقیقت ہے کہ جس سے نظریں نہیں چرائی جاسکتیں، ہر ذی روح کو اس کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کو خالق کائنات نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. ''ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہر کسی نے فنا ہونا ہے''۔ بہرصورت رضائے ربی کے آگے سر تسلیم خم کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں اور اگر صبر کے ساتھ کام لیا جائے، تو یقیناً اس کا بہترین صلہ اور بدلہ اللہ کے ہاں موجود ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ رب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العالمین کا فرمان ہے:

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ○ (سورۃ البقرہ:۵۶-۵۷)

جولوگ مصیبت کے وقت اِنا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں، ان کے لیے رب کی مغفرت اور حکمت کے اعلان ہوتے ہیں اور ایسے لوگ ہی ہدایت والے ہیں لیکن بحیثیت انسان اور بشری تقاضوں کے عین مطابق اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ والد محترم کی ابدی جدائی کو سہنا ایک بہت ہی مشکل مرحلہ ہے۔اور دل ابھی تک اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہا ہے کہ والد صاحب کا دستِ شفقت ان پہ، اہل خانہ اور انکے ہزاروں روحانی فرزندوں اور پوری جماعت پر نہیں رہا۔ ان کا خوبصورت اندازاور دل موہ لینے والا سراپا ہروقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ابھی ان کے مخصوص شفقت اور محبت بھرے انداز میں ''عامر بیٹا'' کی پکار کی آئے گی، لیکن باوجود شدید چاہت کے۔اب اس آواز اور پکار کو تا قیامت میرے کان نہیں سن سکیں گے۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَرْحَمْهُ وَاجْعَلْ قَبْرَهٗ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ۔لیکن یقین کامل کے ساتھ بارگاہ الٰہی سے امید اور دعا ہے کہ جنت میں یہ ساعت ضرور نصیب ہوگی۔ان شاءاللہ۔

اگر میں والد محترم قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت اور خوبیوں کا احاطہ کرنے لگوں، تو اس کے لیے کئی سو صفحات کی ضرورت ہوگی، بہرحال یہ بات قابل ذکر ضرور ہے کہ والد محترم ممکن حد تک ایک بھرپور مکمل شخصیت کے حامل تھے اور یہ بات، میں بحیثیت بیٹا نہیں کہہ رہا بلکہ متعدد بار میں ان کی شخصیت کا بطور نقاد بغور مشاہدہ کیا اور بحمد للہ تعالیٰ میں نے کبھی ان کے قول وفعل میں تضاد نہیں پایا۔

وہ جہاں دوسروں کو دینی تعلیمات کی تبلیغ کرتے تھے۔وہاں خود بھی اخلاص اور للہیت کے ساتھ احکام الٰہی پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے، معاملہ دین کا ہو، دنیا کا، کاروبار کا ہو، یا قرابت داری کا، حقوق الٰہی ہوں یا حقوق العباد، وہ پوری دیانت داری کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں عمل پیرا ہونے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ان کی ذات میں کوئی تفاوت نہیں تھا، بلکہ دلائل اور منطق کے ساتھ اپنوں اور بیگانوں سبھی کو بات سمجھانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

با جماعت نماز، تلاوت قرآن پاک کی نہ صرف خود ہی پابندی کیا کرتے، بلکہ اہل خانہ اور بچوں کو سختی سے اس کی تلقین کرتے اگر ہم ان سے کسی غفلت یا سستی سے کام لیتے تو سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ اخلاق، وضعداری، خودداری، ہمدردی، اور مہمان نوازی، ان کی شخصیت کے اعلیٰ اوصاف تھے۔ مہمان نوازی میں نہایت کشادہ دل تھے، اور اکثر فرماتے تھے، کہ مہمان باعث برکت، اور رزق میں کشادگی کا سبب بنتے ہیں۔ ہم لوگوں کو بھی خوش خلقی اور مہمان نوازی کی بکثرت تلقین کیا کرتے۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ خالق کائنات ہم میں بھی ان جیسے اوصاف حمیدہ پیدا فرما دے اور ہمیں بھی ان کی شخصیت کا پرتو بنا دے۔آمین۔

والد محترم کی شخصیت اور ان کی حیات اور اوصاف حمیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات تسکین قلب کا باعث ہے۔کہ انہوں نے اپنی زندگانی شریعت محمدیہ کی روشنی میں بسر کی، انکے دینی اور دنیاوی معاملات نہایت واضح اور ممکنہ حد تک بے عیب تھے۔انھوں نے ہر لحظہ اور ہمہ وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا پورا خیال رکھا۔اور شاید یہ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ دوران علالت جب وہ لاشعوری حالت میں تھے، ہم نے اور وہاں موجود متعدد احباب نے ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان سے سوائے لفظ اللہ اور لا الہ الا اللہ کے کچھ نہ سنا، حالانکہ ڈاکٹرز ہمیں بتاتے تھے ایسی حالت میں اکثر مریض بہکی بہکی باتیں اور بسا اوقات بھی۔ ذہن پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے گالم گلوچ بھی کرتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور رحمت سے والدمحترم کی زبان سے لفظ اللہ اور لا الہ الا اللہ ہی جاری رہا اور ڈاکٹر نے اکثر متاثر ہوکر بے ساختہ اس بات کا اظہار کیا کہ قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) صاحب کے دل میں اللہ موجود ہے اور قاری صاحب وقت کے بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔

شاید یہ ان کی حسنات اور خوبیوں کا ثمرہ تھا کہ جب آپ کو تدفین سے پہلے غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو اہل خاندان کی اکثریت نے ان کی میت سے آنے والی لطیف خوشبو کو محسوس کیا، اور بعض یہ استفسار کرنے پر مجبور ہوگئے کہ میت کے قریب پھول پڑے ہیں، یا کہ کسی خوشبو کا استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح بہت سے ساتھیوں اور دوستوں نے وفات کے بعد والدمحترم کو خواب میں بھی دیکھا اور سب کے بیان کے مطابق آپ سفید لباس زیب تن کئے ہوئے انتہائی باوقار پرشکوہ اور خوبصورت حالت میں تھے۔

اس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ اللہ پاک نے ان کے اعمال صالحہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائی ہے۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ پاک ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَرْحَمْهُ وَاجْعَلْ قَبْرَهُ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ○ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ مَرْقَدَهُ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ. آمین.

میں اپنے اہل خاندان کی طرف سے ان تمام احباب کا بے حد مشکور ہوں، جنہوں نے دورانِ علالت والدمحترم کی طبع پرسی کی، انکے رخصت ہونے کے بعد ہمارے شریک غم ہوئے اور ہمارے حوصلوں کو بلند کیا۔

ہم اپنی جماعت کی قیادت کے شکرگزار ہیں کہ جنہوں نے آزمائش کی ان گھڑیوں میں ہمارے شانہ بشانہ قدم ملایا۔ ہمارے سروں پر دست شفقت رکھا اور غم کے ان لمحات میں ہمیں اپنائیت کا احساس دیا۔

بقیہ: آہ! قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوریؒ

قاری صاحب اپنے دور کے بہت بڑے مبلغ اور مسلک اہل حدیث کے داعی تھے۔ راقم نے ان کا نام تو برسوں پہلے سنا تھا اور متعدد بار ان کا وعظ بھی سالانہ ''خلافت راشدہ کانفرنس'' منٹگمری بازار فیصل آباد میں سماعت کیا، لیکن ان سے پہلی ملاقات یکم دسمبر ۱۹۹۷ء کو سالانہ ''قرآن و حدیث کانفرنس'' کے موقع پر محمدی مسجد بنس روڈ کراچی میں ہوئی۔ نہایت محبت وتکریم سے ملے، میری تحریری کاوشوں کی تحسین کی اور خانپور سالانہ کانفرنس میں آنے کو کہا، لیکن میں اپنی غم روزگار کی مصروفیات کے باعث وعدہ وفا نہ کرسکا۔ قاری صاحب سے گاہے گاہے فون پر بھی بات ہوجاتی تھی وہ بڑی حوصلہ افزائی فرماتے۔

جماعت غرباء اہل حدیث کے اکابر واصاغر علماء سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اپنی زندگی میں متعدد مرتبہ سالانہ کانفرنس کے موقع پر حضرت الامام مولانا حافظ عبدالرحمان سلفی صاحب مدظلہ العالی کو خطبہ جمعہ کیلئے خانپور مدعو کیا اور محترم حافظ محمد سلفی کو تقسیم اسناد کیلئے دعوت دیتے۔ وہ علماء کے نہایت قدردان تھے۔ باوجود تنظیمی اختلاف کے سب علماء کا بڑا احترام کرتے۔ وہ بہت سی خوشگوار یادیں اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ مسلک اہل حدیث کے ایسے مبلغ برسوں بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ جماعت کے اس عظیم عالم دین نے یکم مارچ ۲۰۱۳ء کو صبح لاہور کے ایک ہسپتال میں اٹھاون سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور ہری پور ہزارہ میں آسودہ لحد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ

تحریر:۔ جناب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی۔ (فیصل آباد)

قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوری رحمۃ اللہ علیہ رفیع المرتبت عالم دین اور جماعت اہل حدیث کا عظیم سرمایہ تھے۔ اصلاً وہ ہری پور ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں وہ ہری پور کے ایک نہایت نیک اور تاجر پیشہ انسان حاجی ملک فضل الرحمٰن کے گھر پیدا ہوئے۔ بہن بھائیوں میں ان کا نمبر تیسرا تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم محلے کی مسجد سے حاصل کی اور تربیت کی منزلیں اپنے متدین والدین کے سایہ عاطفت میں رہ کر حاصل کیں۔ ابتدائے شعور میں ہی انہیں دینی تعلیم کا شوق دامن گیر ہوا۔ لہٰذا آپ جب کچھ سن شعور کو پہنچے تو جامعہ اسلامیہ دال بازار گوجرانوالہ کی طرف شدر حال کیا اور مولانا الیاس اثری حفظہ اللہ اور کچھ دیگر کبار اساتذہ سے دو سال علم حدیث پڑھا۔ اس کے بعد آپ جامعہ محمدیہ چلے گئے اور وہاں سے سندِ فراغت حاصل کی۔

تحصیل علم کے بعد قاری صاحب بغرض تبلیغ ۱۹۷۴ء کے پس و پیش خان پور کٹورا تشریف لائے اور پھر خان پوری کا لاحقہ ہی ان کے نام کا حصہ بن گیا۔ انہوں نے خانپور کے محلہ خواجگان کی ایک چھوٹی سی مسجد اہل حدیث سے اپنے دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔

تفسیر، حدیث اور فقہی مسائل سے ان کو آگاہی تھی۔ توحید، سنت، اتباع رسول ﷺ فضائل صحابہؓ اور جماعت اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر انہیں عبور حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و حکمت سے بھی خوب نوازا تھا۔ دل میں اشاعتِ دین کا جذبہ تھا۔ اخلاص وللٰہیت کی دولت سے مالا مال تھے، گفتگو کا سلیقہ اور اپنی بات کو لوگوں کو سمجھانے کا فن جانتے تھے۔

جس دور میں انہوں نے خانپور کو اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا محور و مرکز بنایا تو اس علاقے میں احناف کے معروف عالم مولانا عبداللہ درخواستی کا بڑا اثر ورسوخ تھا، لیکن قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے توحید وسنت پر مبنی وعظ وتقاریر سے متاثر ہو کر لوگ جوق در جوق مسلک اہل حدیث قبول کرتے گئے اور پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ خانپور میں ایک عظیم جماعت بن گئی۔ قاری صاحب نے مسلک اہل حدیث کے فروغ میں خانپور اور اس کے گردونواح میں بڑا کام کیا اور انہوں نے اس مشن میں اپنی عمر لگادی۔ آج خانپور کے علاقے میں ان کی تبلیغی مساعی کے نشان واضح دیکھے جاسکتے ہیں۔ خانپور میں سالانہ اہل حدیث کانفرنس کا انعقاد قاری صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے، جس میں اندرون اور بیرون ملک سے علمائے کرام کو دعوت دی جاتی اور عوام ان علمائے کرام کے مواعظ عالیہ سے متاثر ہوکر توحید وسنت کی دولت سے اپنے دامن بھرتے ہیں، اس کانفرنس کے علاقے بھر میں بڑے اچھے اثرات مرتب ہوئے۔

۱۹۸۹ء میں قاری صاحب نے ''جامعہ محمدیہ'' کے نام سے خانپور میں ایک عظیم الشان تعلیمی ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے نے تعلیمی میدان میں بڑی قدر ومنزلت حاصل کی اور اس ادارے سے بڑے بڑے نامی علماء پڑھ چکے ہیں اور وہ دعوت وتبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ جماعت کے معروف خطیب قاری عبدالرحیم کلیم آف ڈی جی خان جامعہ محمدیہ خانپور کے ہی نامور سپوت ہیں۔ جامعہ محمدیہ کا سنگ بنیاد الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا۔

مارچ ۲۰۱۱ء میں قاری صاحب نے خانپور سے ''نداء الایمان'' کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا، جس کے گیارہ شمارے منظر عام پر آچکے ہیں۔

(بقیہ صفحہ 108 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے مؤرخ معروف مصنف، سوانح نگار اور مضمون نویس جناب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ (چیف ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش لاہور) رکن مجلس ادارت صحیفہ اہل حدیث کراچی کے شگفتہ اور پُر بہار قلم سے علماء اہل حدیث کے تذکار اور جماعتی تاریخ پر دلچسپ و معلوماتی کتب

☆ مولانا عبدالوہاب محدث دہلویؒ اور ان کا خاندان
☆ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات
☆ چار اللہ کے ولی
☆ تعارف فتاویٰ علمائے اہل حدیث
☆ منشی رام عبدالواحد کیسے بنا؟
☆ مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمہ اللہ...... حیات وخدمات
☆ تذکرہ علمائے غرباء اہل حدیث (زیر طبع)
☆ سرگزشت علمائے اہل حدیث (زیر طبع)
☆ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری (زیر طبع)
☆ مسنون دعائیں (غیر مطبوعہ)

ملنے کے پتے

مکتبہ ایوبیہ محمدی مسجد بس روڈ کراچی، مکتبہ ستاریہ جامعہ ستاریہ گلشن اقبال نمبر 6 کراچی

مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

منجانب **جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب**

رابطہ نمبر
0333-6584453

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہم دوا دیتے ہیں ، شفاء دیتا ہے تو ★★★ خاک میں اکسیر کے جوہر دکھا دیتا ہے تو

عظیم خوشخبری الفضل دواخانہ کی فخریہ پیشکش

الحمدللہ ہم بلڈ پریشر، بواسیر، لیکوریا، جریان، مَسّہ (مکوڑی) کا طب یونانی سے تسلی بخش علاج کرتے ہیں، نیز شربت فولاد بھی دستیاب ہے۔

منجانب

الفضل دواخانہ

نزد جامع مسجد محمدی اہل حدیث، مملا چوک، مظفر گڑھ

مزید طبی مشوروں کے لیے رابطہ کریں:۔
حکیم حفیظ اللہ خان عزیز
0302-7801524

برائے رابطہ:۔
شیخ عبدالغفار 0334-6044045
نوید اللہ خان 0302-3540687

اوقات مشورہ:
مغرب تا عشاء
نوٹ: ہماری ادویات بذریعہ وی پی بھی بھیجی جاتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ
(چند یادیں...... چند باتیں)

تحریر: جناب مولانا حافظ ریاض احمد عاقب الاثری (ملتان)

ترجمان مسلک اہل حدیث، شہسوار خطابت، بطلِ حریت، مبلغ اسلام مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی کی وفات سے نہایت دلی صدمہ ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس جہانِ رنگ و بو میں بعض ایسے عبقری رجال بھی ہوگزرے ہیں کہ جن کی زندگی کا مقصدِ وحید توحید باری تعالیٰ کا پرچار، سنت رسولِ امین کا نفاذ، حق و صداقت کی بالادستی، امت مسلمہ کی اصلاح وخیرخواہی اور شرک وبدعات کا استیصال ہوتا ہے۔ ایسے اعاظم رجال تعلیمات الٰہی کی نشرواشاعت اور صدائے حق بلند کرنے میں ہمیشہ پیش پیش ہوتے ہیں۔ ایسے ہی حق گو حضرات میں ہمارے ممدوح مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ قاری صاحب موصوف وہ بے لوث، مخلص اور منکسر المزاج عالم دین تھے کہ جنہوں نے خان پور شہر میں واقع محلہ خواجگان کی جامع مسجد اہل حدیث سے تبلیغی مساعی کا آغاز کیا اور جہد مسلسل سے قریہ قریہ، بستی بستی دعوتِ حق کی ایسی نشرواشاعت کی کہ قلیل مدت میں پورے ضلع رحیم یارخاں میں مسلک حق کی آواز گونجنے لگی۔

قاری صاحب ممدوح میدانِ خطابت کے شہسوار تھے۔ سلاست روانی، آواز میں اتار چڑھاؤ، الفاظ کا زیروبم، متانت، قوت گویائی، برمحل الفاظ کا استعمال، مخاطبین وسامعین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کا ہنر ایسی صفات سے آپ کی تقریر متصف ہوتی تھی۔

سخت علالت میں بھی موصوف نے خطبات جمعہ نہیں چھوڑے۔ راقم کو آپ کی کئی تقاریر سننے کا موقع ملا، زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کو سننے کا بے حد شوق تھا۔ جب معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لارہے ہیں، تو ان کا خطاب سننے لازمی حاضر ہوتا۔

اندرون وبیرون ملک آپ کی تبلیغی خدمات جلیلہ ومساعی حسنہ کا فیضان پہنچا۔ اگر آپ کے خطبات کو جمع کرلیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔ وہ منظر میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ جب شیخ گرامی ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر شہید ہوئے، تو قاری صاحب شدید بیماری کے باوجود خانیوال تشریف لائے۔ حافظ صاحب کی میت جب جامعہ سعیدیہ پہنچی تو وہاں لوگوں کا جم غفیر تھا۔ بڑی مشکل سے لوگ زیارت کررہے تھے۔ قاری صاحب بڑے غمگین نظر آرہے تھے۔ قاری صاحب کے ہمراہ راقم بھی حضرت حافظ صاحب کی زیارت کررہا تھا۔ موصوف اشک بار اور بڑے صدمہ سے دوچار تھے۔ نحیف آواز سے گویا ہوئے کہ: ''ہماری باری تھی اور آپ چل دیئے''۔ ساتھ ساتھ حافظ صاحب کے چہرے پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ بعدازیں جنازہ کے موقع پر صدیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی نقاہت وکمزوری کے باوجود پرسوز لہجہ میں تاثرات بیان کیے، جسے سن کر ہر آنکھ آبدیدہ نظر آئی۔

خان پور شہر اور اس کے گردونواح میں قاری صاحب نے شب وروز ایک کرکے دعوتِ کتاب وسنت عام کی۔ موصوف نے گرمی دیکھی نہ سردی، دن دیکھا نہ رات، طویل سفر کی پروا کی اور نہ عدم سواری کی، ہر جگہ علمِ توحید بلند کیا۔ آج ان کے بے لوث دعوتِ خلوص کا ثمرہ ہے کہ ضلع رحیم یارخاں بالخصوص خان پور اور اس کے مضافات میں اہلِ توحید کی تعداد میں اضافہ ہوچکا ہے۔ لوگ توحید وسنت کی فطری دعوت سے روشناس ہوچکے ہیں۔

شیخ محترم کی پرزور خطابت نے باطل کے ایوانوں میں کہرام برپا کیا اور آپ کو بطلِ حریت اور شہسوارِ خطابت کے القابات سے نوازا گیا۔

ع یہ رتبہ بلند ملا، جسے مل گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا صدیقی صاحب کا ایک دوسرا بڑا کارنامہ جامعہ محمدیہ کا قیام ہے۔ خان پور میں درخواستی صاحبان کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے، جس کے کافی چرچے تھے۔ قاری صاحب ایسے شیر دل مجاہد نے کتاب و سنت کا علمبردار ادارہ قائم کر کے اہل تقلید کو حیران و پریشان کر دیا۔ اس مرکز میں افتتاحی جمعہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ آف گوجراں والا نے ارشاد فرمایا تھا۔ بعدازاں بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے شیخ الحدیث موصوف نے فرمایا تھا۔ ''مجھے امید نہیں تھی کہ آپ اتنے لوگ جمع کر لیں گے، قاری صاحب! واقعی آپ نے درخواستی حضرات کو مات دے دی ہے''۔

جامعہ محمدیہ خان پور مسلک اہل حدیث کا وہ عظیم ادارہ ہے جو آج صف اول کے اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ جس سے ہزاروں کی تعداد میں طالبانِ علوم نبوت سیراب ہو چکے ہیں، جو اب ملک کے طول و عرض میں گلستان کتاب و سنت کی آبیاری میں مشغول ہیں۔

قاری صاحب رحمہ اللہ ہر سال سہ روزہ ایک عظیم الشان و فقید المثال کانفرنس کا انعقاد کروایا کرتے تھے۔ جس میں علمائے اہل حدیث کی عظیم شخصیات کے علاوہ عوام الناس کثیر تعداد میں شرکت کرتے تھے۔ آج سے تین سال قبل راقم الحروف کو بھی اس کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا۔ رابطہ عالم اسلامی سعودی عرب کی طرف سے ڈاکٹر تاج عبدالرحمٰن العروسی مدعو تھے۔ جنہیں ملتان ائیر پورٹ اترنا تھا۔ راقم کو سعودی عرب سے محترم مولانا محمد شریف خان چنگوانی صاحب نے فون کر کے ذمہ داری عائد کی کہ سعودی عرب سے مہمان تشریف لا رہے ہیں، آپ انہیں لے کر قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب کے مدرسہ خان پور پہنچانا ہے۔ چنانچہ میں ڈاکٹر موصوف کو ملتان سے استقبال کر کے خان پور لے گیا۔ خان پور جب قاری صاحب کے دفتر پہنچے تو قاری صاحب خندہ پیشانی سے ملے اور شکریہ دعائیہ کلمات سے نوازا۔ رات کو پروگرام تھا، عوام کا جم غفیر موجزن تھا، علمائے کرام کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا اور سامعین دل جمعی سے خطبات و تقاریر سماعت کرتے رہے۔

صبح قاری صاحب نے اپنے گھر مہمانوں کے اعزاز میں پر تکلف ناشتہ کا اہتمام کیا، جس میں عربی مہمان کے علاوہ کئی دوسرے علمائے کرام بھی مدعو تھے۔ قاری صاحب کا مدرسہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اس مردِ حق نے اپنا سرسبز و شاداب علاقہ چھوڑ کر بے آب و گیاہ مقام پر اہل حدیث کا ایک عظیم مرکز قائم کر کے بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ دو سال قبل قاری صاحب نے اپنے ادارے سے مجلّہ ''نداء الایمان'' کا آغاز کرایا، جو صحافت کے میدان میں بہت اہم پیش رفت ہے۔ جس میں متنوع عنوانات پر تحقیقی مضامین منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ماہنامہ مجلّہ ''تفہیم الاسلام'' احمد پور شرقیہ کے بعد جنوبی پنجاب کا یہ دوسرا اہم مجلّہ ہے۔

قاری صاحب کی جماعتی و مسلکی خدمات بھی قابل تحسین ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر کے عہدے پر فائز تھے۔ علاوہ ازیں ضلع رحیم یار خاں کے ضلعی امیر بھی تھے۔ موصوف عزم و استقلال کے عظیم پیکر تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ اپنے تعلق کو مرتے دم تک برقرار رکھا۔

بلاشبہ قاری صاحب کی دینی و تبلیغی اور تنظیمی و مسلکی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ اصحاب علم و قلم ان کی خدمات کا تذکرہ کر کے اپنے قلم کا حق ادا کریں گے۔ ہم نے چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ان کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرنے کی سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ مالک ارض و سماء قاری صاحب کی بشری خطائیں معاف کر کے ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔

ہم قاری صاحب کے فرزند ارجمند محترم عامر صدیقی اور دیگر اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد گرامی قدر کے مشن کو آگے بڑھائیں گے اور گلشن اسلام کی آبیاری میں پیش پیش رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ رفتہ

قاری عبدالوکیل صدیقیؒ کے ایک دیرینہ ساتھی کی بھولی بسری یادیں!

تحریر: جناب ماسٹر عطاء اللہ محمدی (ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور)

میرا نام عطاء اللہ ہے اور لوگ مجھے ماسٹر عطاء اللہ کے نام سے جانتے ہیں، میرے والد محترم شیخ الحدیث مولانا امام الدین رحمہ اللہ ممتاز عالم دین تھے۔

آپ ۱۹۶۲ء کو تحصیل وضلع بھکر کی سکونت ترک کر کے خان پور تشریف لائے۔ انہوں نے جامع مسجد خواجگان اہل حدیث محلّہ خواجگان میں بطور مدرس اور امامت وخطابت کے فرائض انجام دینا شروع کیے۔ اس وقت میری عمر تین یا چار برس کی تھی۔ آپ نے کچھ عرصہ یہاں دعوت وتبلیغ کا کام کیا۔ پھر یہاں سے لیہ کسی چک میں چلے گئے اور وہاں کچھ مدت تبلیغ واشاعتِ دین میں مشغول رہے۔ تھوڑے عرصے بعد لیہ شہر تشریف لائے اور جامع مسجد اہل حدیث چاہ کرائی والا مین بازار نزد پولیس چوکی میں دینی خدمات کا سلسلہ شروع فرمایا۔ ڈیڑھ، دو سال بعد خواجہ حاجی عبدالغفور صاحب مرحوم نے میرے سسر محترم مرحوم خواجہ عبدالجبار کے ذریعے حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کو خان پور واپس آنے کی درخواست کی، حاجی صاحب کے خلوص کے پیش نظر آپ لیہ سے دوبارہ خان پور آگئے اور دوبارہ جامع مسجد خواجگان اور قدیمی مدرسہ ''دارالقرآن والسنہ'' میں اپنے سابقہ فرائض منصبی سنبھال لیے۔ آپ نہایت سادگی پسند اور دینی علوم وفنون سے بہرہ مند تھے، علمی اعتبار سے نہایت پختہ اور راسخ الفکر تھے۔

جب ہم جوان ہوئے تو وہ بڑھاپے کی وجہ سے مسجد ومدرسہ کے فرائض سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ گھریلو تربیت کی بناء پر میرا لگاؤ اول روز سے دین کے ساتھ تھا لیکن میں باقاعدہ درسِ نظامی کی تعلیم حاصل نہ کر سکا بلکہ کالج تک دنیاوی علوم پڑھے۔ یہ جون ۱۹۷۱ء کی بات ہے۔ میں کالج میں زیرِ تعلیم تھا، چھٹیوں کے دوران ایک دن اچانک دروازے پر دستک ہوئی، دیکھا تو محترم سب محبّ علی شاہ صاحب مرحوم آئے تھے، آپ نہایت متحرک آدمی تھے، محترم خواجہ محمد ادریس ایڈووکیٹ سے قریبی الفت کے باعث کچھ سال قبل بریلویت چھوڑ کر مسلک اہل حدیث کے دائرہ میں داخل ہوئے تھے۔

میں نے شاہ صاحب سے آمد کا مقصد پوچھا، تو کہنے لگے، تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے کچھ مشاورت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے جناب عزیز الرحمان علوی سے ملتے ہیں۔ چنانچہ ہم علوی صاحب کے گھر گئے، انہوں نے پرتپاک انداز میں ہمارا استقبال کیا، اپنے گھر اندر لے جا کر بٹھایا، ہم نے ان سے اہل حدیث کی ایک تنظیم قائم کرنے کے لیے طویل مشاورت کی۔

چنانچہ ہم تینوں نے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی، جس کا نام حضرت والد محترم نے ''انجمن شبان اہلِ حدیث'' تجویز کیا، اب ہم نے تین پرچیاں لکھیں، جس پر امیر، خازن اور نشر واشاعت وغیرہ لکھے۔

اب فیصلہ ہوا، ہر ایک اپنی اپنی پرچی اٹھالے، جس کے حصے میں جو پرچی آئے، وہی اس کا تنظیمی منصب ہوگا۔

میرے ذمہ امارت، شاہ صاحب کے ذمہ خازن اور جناب عزیز الرحمٰن علوی کے ہاتھ نشر واشاعت کی پرچی لگی۔ حضرت والد صاحبؒ کو انجمن کا سرپرست اعلیٰ اور حاجی عبدالحمید صاحب کو سرپرست بنایا گیا، جو خان پور میں کپڑے کے تاجر تھے۔ جماعتی ترقی کے لیے فنڈ کا ہونا نہایت ضروری امر ہے۔ چنانچہ ہم تینوں نماز کے بعد دکانداروں سے چندہ وصول کرنے جاتے، کوئی ایک پیسہ دیتا اور کوئی دو پیسہ دیتا، کچھ عرصہ بعد ہمارے پاس معقول رقم جمع ہوگئی، اس سے ہم نے جماعت کی چند ضروری چیزیں خریدیں۔ کئی لوگوں نے ہماری محنت کو سراہا، لیکن متعدد لوگوں نے مذاق بھی بنایا۔ ہم نے اللہ کے توکل اور بھروسے پر اپنے دعوتی امور کو نہ چھوڑنے کا عزم کر رکھا تھا۔ متعدد احباب ہمارے حلقہ فکر میں داخل ہوئے، جن میں ماما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمود بخش مرحوم، ماسٹر عبدالشکور، عبدالرؤف، عبدالعزیز محمدی، عبدالخالق مجاہد، خواجہ منیر احمد، خواجہ عبدالوہاب، مولانا محمد اختر محمدی، حاجی محمد اسماعیل مرحوم، حاجی محمد شریف مرحوم، خواجہ محمد ایوب مرحوم، خواجہ عبدالصمد صدیقی، خواجہ عبدالواجد مرحوم اور خواجہ حاجی محمد رفیق صاحب وغیرہم کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

ہمیں متحرک دیکھ کر جناب خواجہ حاجی محمد رفیق صاحب نے اپنے مکان کا چوبارہ جماعت کے دفتر کے لیے دیا، یہاں ہم نے عوام الناس کے افادہ کے لیے ایک لائبریری قائم کی اور باہر ''انجمن شبانِ اہل حدیث'' کا بورڈ آویزاں کر دیا۔

''انجمن شبان اہل حدیث'' نے قرآن وسنت کی دعوت خان پور کے طول وعرض میں پہنچانے کے لیے طویل جدوجہد کا آغاز کیا اور اس سلسلے میں جامع مسجد خواجگان میں ایک درس قرآن کا پروگرام رکھا، خطاب کے لیے مولانا ابوبکر شرف الحق الاثری رحمہ اللہ کو دعوت دی گئی۔ آپ جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم دین تھے، ان کا سلسلہ تلمذ حضرت حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ سے جڑا ہوا ہے۔ مولانا موصوف بڑی بارعب شخصیت تھے، علوم الحدیث میں متعدد اہل علم ونظر نے ان سے استفادہ کیا۔ آپ نے سنت کی اہمیت پر درس دیا، ان کے خطاب کے دوران حاضرین میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور پروگرام کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی، مولانا نہایت باہمت آدمی تھے، انہوں نے شستہ انداز میں درس جاری رکھا، اور شور شرابے کو خاطر میں لائے بغیر اپنا مافی الضمیر عوام کے سامنے رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔

''انجمن شبانِ اہل حدیث'' کے زیر اہتمام یہ پہلا عوامی درس قرآن کا پروگرام تھا، جو تمام مخالفتوں اور اپنوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود بفضل اللہ کامیاب رہا۔ مخالفین کے منہ لٹک گئے۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے، تجھے اونچا اڑانے کے لیے

ہمارا دعوتی قافلہ زندگی کے نشیب وفراز سے گزر رہا تھا کہ ۱۹۷۳ء کے سیلاب نے خان پور میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلائی، جس سے مسجد گر گئی، مکانات مٹی کے ڈھیر بن گئے، اشیائے خوردونوش ناقابلِ استعمال ہو گئے، الغرض علاقے کے باسیوں کے لیے کھانے کو کچھ تھا نہ پینے کو۔

انجمن شبانِ اہل حدیث کے اراکین نے اس قدرتی آفت کے دوران فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ہم نے مسجد کی صفائی کی، اس کا ایک حصہ نماز پڑھنے کے قابل بنایا، جناب عزیز الرحمٰن علوی نے لائبریری کی کتب مٹی کی ڈھیری سے الگ کیں اور جماعت کے ریکارڈ کو از سر نو مرتب کیا، لائبریری میں موجود حدیث کی قدیم کتب قلمی نسخے، نوادرات جن میں مسجد کے بانی مبانی خواجہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ کا قدیم علمی اثاثہ، علامہ الٰہی بخش شجاع آبادی رحمہ اللہ کا سرائیکی زبان میں قلمی نسخہ، قرآن وغیرہ سب سیلاب میں بہہ گئے۔ سچ ہے، اللہ کی مشیت وحکمت سب تدبیروں پر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔

انجمن کا دفتر جس چوبارے پر واقع تھا، وہ بھی گر گیا، ہم نے خواجہ رفیق صاحب سے درخواست کی کہ چوبارے کی از سر نو تعمیر کروائیں اور اسے مستقل جماعت کے لیے وقف کر دیں، انہوں نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی اور ہمارے حوالے کر دیا۔ والد محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا امام الدین رحمہ اللہ ایک طویل عرصہ سے مسجد میں درس وتدریس پر مامور تھے، لیکن کمزوری طبیعت اور علالت کے سبب وہ مستقل خطابت اور تدریس کا فریضہ انجام دینے سے قاصر تھے۔ اس لیے جناب عزیز الرحمٰن علوی نے ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں ''مدرس وخطیب کی ضرورت ہے'' کا اشتہار دیا۔ یہ ۱۹۷۴ء کے اوائل کی بات ہے، کئی علماء حضرات خدمتِ دین کے لیے تشریف لائے، جمعہ پڑھاتے، لیکن مسجد کی خستہ حالی اور مقامی جماعت کو منتشر دیکھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس چلے جاتے۔

۷ جون ۱۹۷۴ء کو حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے خان پور میں قدم رنجہ فرمایا۔ آپ نے جمعہ کا خطبہ دیا، نماز پڑھائی، مسجد کو دیکھا، ۱۵ دن کے بعد آنے کا کہہ کر واپسی کی راہ لی، لیکن ۲۰ دن بعد ۲۷ جون کو تشریف لائے، ہم نے لیٹ آنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: جب میں نے واپسی کا راستہ اختیار کیا، تو راستے میں کئی خیال اُبھرے، بہاول پور پہنچا تو فیصلہ کیا کہ اس علاقے کی بجائے کہیں اور دین کی خدمت کی جائے لیکن پھر کیا ہوا ایک رات اچانک لیٹنے کے دوران سطح ذہن پر یہ خیال ابھرا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ سوال کرلیا کہ میرے خستہ حال، گھر کو آباد کیوں نہ کیا...... اسے ٹوٹا پھوٹا دیکھ کر توجہ کیوں نہ کی.......... ؟ تو میں باری تعالیٰ کو اس کا کیا جواب دوں گا۔ چنانچہ میں نے اپنا ارادہ بدل لیا، خان پور چلا آیا اور اللہ تعالیٰ سے یہ مصمم عہد کیا کہ تاحیات تیرے دین کی خدمت کے لیے اسی علاقے میں توحید وسنت کی جوت جگاؤں گا۔

قاری صاحب کی آمد کے بعد تو خان پور کے دینی حالت بدل گئے، انہوں نے اپنا وعدہ وفا کیا، زندگی کے آخری لمحات تک اس سرزمین کو رونق بخشتے رہے، اللهم اغفرله ورحمه وعافه واعف عنه.

راقم اور قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے ۱۹۷۴ء ہی سے یک جان دوقالب ہوگئے تھے۔ ابتدائی پانچ سال تو ہماری خوب رفاقت رہی، دفتر ''انجمن شبانِ اہل حدیث'' میں مل کر جماعتی مشورے کرتے، تحریک اہل حدیث کو کامیاب بنانے کے لیے منصوبے تیار کرتے، صبح، دوپہر اور شام کا کھانا اکٹھے ایک ہی چارپائی پر ہوتا، قاری صاحب صبح مسجد میں درسِ قرآن ارشاد فرماتے، پھر ہم سیر کو نکل جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے روزگار کے مواقع فراہم کردیے، میں نے سرکاری سکول میں ٹیچر کی جاب کرلی، فارغ ہوکر قاری صاحب، میں اور دیگر رفقاء فکر تبلیغی پروگرام بناتے۔ قاری صاحب اپنا زیادہ وقت مطالعہ اور کتب بینی میں گزارتے۔

قاری صاحب نے تحریکِ ختم نبوت میں حصہ لیا اور کافی شہرت حاصل کی۔ تحریک نے زور پکڑا۔ علماء کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں، چنانچہ قاری صاحب اور ان کے شاگرد مولانا عبدالاکبر محمدی بھی گرفتار ہوئے۔ اسی تحریک میں دیوبندی عالم مولانا سراج احمد دینی پوری بھی گرفتار ہوئے، تحریک کے مقامی اور ضلعی رہنماء روپوش ہوگئے، عوام کو دلاسہ دینے والا کوئی نہ تھا، عام لوگ قاری صاحب کے متعلق کہتے کاش...... وہابیوں کا لڑکا گرفتار نہ ہوتا۔ اس سے آپ کی عوام میں مقبولیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ قاری صاحب ملتان، رحیم یارخان، لاہور اور میانوالی کی جیلوں میں رہے، کچھ عرصہ بعد رہا ہوکر آئے، احبابِ جماعت وغیراز جماعت لوگ آپ سے دیوانہ وار ملنے آئے۔ جیل کی ناقص خوراک کے باعث ان کی طبیعت میں کمزوری کے آثار پیدا ہوگئے اور اس سے ان کے گردے خاصے متاثر ہوئے۔

ملکی حالات معمول پر آئے تو ہم نے قاری صاحب کی سرپرستی میں دوبارہ دعوتی مشن شروع کیا، اب ہم نے شہر کے ساتھ ساتھ بستیوں اور چکوک میں جانے کی ٹھانی، ہم سب تحریکی لوگ عصر کی نماز پڑھ کر سائیکلوں پر جاتے، مغرب کے بعد درس دیتے، عشاء کی نماز پڑھ کر گھر لوٹ آتے، کھانے پینے کی کسی کو بھی تکلیف نہ دیتے۔ اللہ بھلا کرے جناب عنایت اللہ کھچی صاحب کا جو پروفیسر ظفر اقبال کھچی صاحب کے برادر محترم ہیں۔ وہ سارا دن اپنے ٹریکٹر کے ذریعے ہل چلاتے، اپنے کام کاج کرتے اور عصر کی نماز کے بعد ٹریکٹر کو تبلیغ کے لیے وقف کردیتے، ہم ٹریکٹر کے پیچھے ریڑھا جوڑ دیتے، ٹریکٹر پر اسپیکر لگالیتے اور بستی بستی دعوتِ توحید کے لیے نکل پڑتے، ہم نے اس سہولت کو ''چاند گاڑی'' کا نام دے رکھا تھا، عجب دور تھا، لوگ سادہ، پرخلوص تھے، ہم جن کے گھر دعوت کے لیے جاتے، وہ حیران ہوتے کہ یہ کیسے لوگ ہیں، جو ہم سے کچھ بھی طلب نہیں کرتے، کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، بلکہ ضرورت کا سامان بھی خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاتے ہیں، ہمیں صرف دین کی باتیں سناتے ہیں، دانا لوگوں کا کہنا ہے: جہاں پھول ہوتے ہیں، وہاں کانٹے بھی اپنا رنگ دکھاتے ہیں۔ دین محمدی ﷺ کو پھلتا پھولتا دیکھ کر حاسدین حسد کرنے لگے، کچھ لوگوں نے خوامخواہ گردنیں لمبی کر لیں اور زبانیں نکال لیں۔ لیکن قاری صاحب نے ان مشکلات اور تخریبی کارروائیوں کی قطعاً کوئی پرواہ کیے بغیر اپنا مشن جاری رکھا۔

ہمارے تبلیغی مراکز ''دفتر انجمن شبان اہل حدیث'' اور جامع مسجد خواجگان تھے۔ ہم یہاں بیٹھ کر تنظیم سازی کے لیے مشورے کرتے، قاری صاحب کی رائے پر سب اتفاق کر لیتے، یہ ان کی شخصیت کا خاصہ تھا کہ وہ ہر نیا قدم اٹھانے پر رفقاء کو ساتھ لے کر چلتے، کبھی کوئی فیصلہ اکیلے نہ فرماتے۔

خان پور کی تاریخ میں فاروقی صاحب کے نام سے ایک سخت گیر اے سی گزرا ہے۔ کچھ حاسدین نے قاری صاحب کے خلاف ایک جھوٹا پراپیگنڈہ کیا، کہ وہ اپنے درس میں مخالفین کو خوب تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، لہٰذا ان کے درس پر پابندی عائد کی جائے۔ 3 رحمہ اللہ صاحب بڑے دانا آدمی تھے، خود زبردست مقرر بھی تھے۔ ان کی گفتگو میں عالمانہ رنگ نمایاں ہوتا۔ وہ تمام حالات کا جائزہ لینے کے لیے خاموشی سے صبح کے درس میں حاضری دینے لگے، ہمارے کچھ رفقاء کو تشویش ہوئی کہ یہ شخص جو بھیس بدل کر آتا ہے۔ آخر کون ہے......؟ بعد میں معلوم ہوا، اے سی صاحب ہیں......! قاری صاحب اس کے آنے سے قطعاً مرعوب نہ ہوئے اور بغیر کسی مداہنت کے اپنے درس میں عقائد باطلہ کا رد کرتے رہے۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا فاروقی صاحب عامل بالحدیث بن گئے، اور قاری صاحب کے مستقل مقتدی بن گئے، جب اسے معلوم ہوتا کہ قاری صاحب کو سفر کے لیے گاڑی کی ضرورت ہے۔ وہ فوراً اپنی ذاتی گاڑی بمعہ ڈرائیوران کی خدمت میں بھیج دیتا۔

جب کبھی قاری صاحب علیل ہوتے تو فاروقی صاحب اپنی گاڑی میں لے جا کر ڈاکٹر سے چیک کراتے، وہ چونکہ قاری صاحب کو سرکاری گاڑی میں لینے آتے، یار لوگ سمجھتے کہ قاری صاحب گرفتار ہوگئے ہیں..........۔

قاری صاحب کو بچپن ہی سے تبلیغ کا شوق دامن گیر ہوا، جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا، ایک دفعہ صادق آباد میں دوپہر کو اور رات کو ملتان میں آپ کا خطاب تھا، سفر طویل تھا، ٹرانسپورٹ زیادہ نہیں تھی، لوگ عموماً ریل گاڑی کا سفر اختیار کرتے تھے، صادق آباد واپسی پر گاڑی میں رش کی وجہ سے لوگ کھڑے تھے۔ گاڑی کھچا کھچ بھری تھی۔ میں نے انہیں ملتان کا پروگرام ملتوی کرنے کو کہا، تو آپ فرمانے لگے، ماسٹر صاحب! میری ایک غیر حاضری سے متعدد لوگ تکلیف کے مراحل سے گزریں گے۔ چنانچہ راقم نے اور خواجہ محمد ایوب صاحب مرحوم نے ان کے ساتھ ملتان تک سفر کیا۔ راستہ میں ایک حادثہ سے گزرے، رش کی وجہ سے ہم دو ڈبوں کے درمیان کھڑے تھے، جس پلیٹ پر ہمارے قدم جمے تھے، وہ وہاں سے ٹوٹ گئی، ہم تینوں کو ایک جھٹکا لگا، اللہ نے ہماری جانوں کی حفاظت کی، اب بھی جب وہ منظر آنکھوں سامنے آتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۱۹۷۵ء میں شبانِ اہل حدیث کی سالانہ تنظیمی باڈی کا چناؤ ہوا، جس میں درج ذیل ذمہ داران چنے گئے۔

سرپرست:۔	مولانا امام الدین صاحب
نگران:۔	قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ
امیر جماعت:۔	عزیز الرحمان علوی صاحب
نائب امیر:۔	خواجہ حاجی رفیق صاحب
ناظم اعلیٰ:۔	عبدالعزیز محمدی صاحب
معتمدِ عام:۔	سید محب علی شاہ صاحب
ناظم بیت المال:۔	حاجی عبدالوہاب صاحب
ناظم نشر واشاعت:۔	ماسٹر عطاء اللہ محمدی
خازن:۔	خواجہ منیر احمد صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نائب خازن:۔ عبدالخالق مجاہد صاحب

تنظیم سازی کے بعد ۱۹۷۵ء ہی میں یک روزہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس رکھی گئی۔ ۱۹۷۶ء میں دوسری سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی، یہ کانفرنس دو روزہ تھی، جس میں اس دور کے نامور مبلغین حضرات مثلاً پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاول پوریؒ، مولانا عبدالرشید سیفؒ آف چیچہ وطنی، مولانا عبدالرزاق فاروقیؒ، مولانا اشرف الحق الاثریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانیؒ آف کامونکی، مولانا محمد رفیق مدن پوری فیصل آبادیؒ، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا محمد سلیمان انصاری ایڈیٹر ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور خطابات کے لیے تشریف لائے۔

اس کانفرنس نے پورے خطے کے لوگوں پر نہایت گہرے اثرات مرتب کیے۔ مسلک اہل حدیث سے وابستہ لوگ بیدار ہوئے، عام لوگ توحید وسنت کی تعلیمات سے واقف ہوئے۔ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس کانفرنس کی صدارت خان پور کے معروف تاجر حاجی منظور احمد صدیقی مرحوم نے فرمائی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں ''انجمن شبان اہل حدیث'' کی دینی واصلاحی خدمات کو سراہا اور اسے تبلیغ کے میدان میں ایک اہم سنگ میل قرار دیا۔

انہوں نے کہا کہ: ''اللہ تعالیٰ کا بے پناہ احسان ہے کہ جس نے اہل حدیث اخوان کو ایک مقام پر جمع ہونے کی توفیق عنایت فرمائی۔ انہوں نے مقامی جماعت اہل حدیث کی تاریخ بیان کی اور حضرت قاری صاحب کی ہمت، طاقت، شجاعت اور اخلاص وایثار کو خراج تحسین پیش کیا، اور ان کی توفیقاتِ خیر میں اضافے کی دعا مانگی۔

انہوں نے مزید کہا کہ: ''اس کانفرنس کی صدارت کا اعزاز مجھے کیوں بخشا گیا ہے...... حالانکہ میں علم وعمل کے معاملے میں بالکل تہی دست ہوں، علم وفضل، زہد وتقویٰ، اخلاص وایثار، فہم وفراست اور عمل وکردار میں ہرلحاظ سے پسماندہ ہوں، مگر عزیز نوجوانوں کے مسلسل اصرار پر لامحالہ یہ فریضہ مجھے ہی انجام دینا پڑا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان نوجوانوں کے حسنِ ظن پر پورا اُترنے کی توفیق سے نوازے''۔ آمین۔

خواجہ صاحب کی یہ بڑی سادہ اور صاف باتیں ہیں، جو انہوں نے عاجزی کے انداز میں ادا کیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک بڑے آدمی، صاف گو، نیک سیرت اور صوم وصلوٰۃ کے پابند سلفی الفکر رہنماء تھے۔

ع حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا

قاری صاحب کی سرپرستی میں خان پور کے قرب وجوار میں دعوتِ اہل حدیث کی کرنیں پھیلتی چلی گئیں، چند ہی سالوں میں خان پور میں ایک منظم جماعت تیار ہوگئی۔ ۱۹۷۸ء میں قاری صاحب کے والد گرامی محترم ملک حاجی فضل الرحمان مرحوم ومغفور بیت اللہ کی زیارت کے لیے سعودی عرب تشریف لے گئے۔ اس لیے قاری صاحب کو بعض ضروری معاملات نمٹانے کے لیے اپنے آبائی شہر ہری پور ہزارہ جانا پڑا۔ ہم نے ہری پور کا نام سنا ہوا تھا، لیکن ابھی تک اس علاقے کو دیکھا نہیں تھا۔ قاری صاحب کے والد حج کی ادائیگی کے بعد واپس آئے تو میں نے اور جناب عزیز الرحمان علوی نے مبارک باد دینے کا پروگرام بنایا۔ ہم نے قاری صاحب سے مشورہ کیے بغیر سردیوں کی چھٹیوں میں وہاں جانے کا عزم کیا۔ عزیز الرحمٰن علوی نے بھی میرے ساتھ جانے کا قصد کیا، جب قاری صاحب کو معلوم ہوا، تو انہوں نے کہا، آپ لوگ ابھی ٹھہر جائیں، میرا وہاں جانے کا ارادہ نہیں...... ہم نے وجہ دریافت کی، تو فرمایا: والد محترم کے بار بار خط آرہے ہیں، وہ میری شادی کا پروگرام بنارہے ہیں اور میں مصروفیت کی وجہ سے شادی کو کچھ ماہ آگے لے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ شادی میں دو، تین ماہ تو لگ جائیں گے۔ ہمیں بعد میں چھٹیاں نہیں ملیں گی۔ سردیوں کی چھٹیوں سے ہم فائدہ لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ قاری صاحب نے اتفاق کرلیا۔

اب راقم، علوی صاحب اور قاری صاحب ہم تینوں ہری پور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بذریعہ ریل عازمِ سفر ہوئے۔ رات بھر سفر کے بعد صبح دن نکلا، تو دیکھا ہم پہاڑی علاقے سے گزر رہے تھے۔ پہاڑوں پر اُگی جھاڑیوں سے سورج کی کرنیں عجب نظارہ پیش کررہی تھی۔ وہاں سردی بہت زیادہ تھی، قاری صاحب نے ہمارے لئے نرم اور گرم بستر لگائے، ہیٹر نے سردی کا ماحول ختم کردیا، ناشتہ کے بعد ہم نے دیکھا، قاری صاحب سے ملنے لوگ کافی تعداد میں آرہے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ پورے علاقے کے لوگوں کے محبوب ہیں۔ قاری صاحب نے اس دوران ہمیں بتایا کہ کل صبح میرا نکاح ہے اور ہم لوگ پنڈی جارہے ہیں۔ ہم حیران ہوئے، اصل میں قاری صاحب کے والدمحترم نے پہلے سے ان کے رشتے کی بات اپنے بھائی کے ہاں طے کررکھی تھی، دوسرے دن ہم پنڈی گئے۔ قاری صاحب کے استاد مولانا محمد عبداللہ مظفرگڑھی رحمہ اللہ نے خطبہ نکاح پڑھایا، تین دن بعد رخصتی ہونا تھی، ہم نے اجازت مانگی تو فرمایا: مجھے پھنسا کر خود کیوں بھاگ رہے ہو، پھر قاری صاحبؒ کے والدمحترمؒ نے بھی اصرار کیا کہ آپ نے شادی میں لازی شریک ہونا ہے، ہم ان کے حکم کو نہ ٹال سکے۔ المرام اینکہ ہم شادی میں شامل ہوئے، نہایت احسن انداز سے شادی انجام پاگئی۔

آپ کی شادی مبارک چچا کی بیٹی سے ہوئی، اُم عامر اپنے والدین کے ہاں ناز ونعم میں پلنے والی، کالج سے فارغ دنیاوی تعلیم سے آراستہ...... حضرت قاری صاحب کے لیے انتہائی وفاشعار، نیک سیرت بیوی ثابت ہوئیں۔ آپ بھی اپنے شوہر نامدار مرحوم کی طرف ہر دینی محفل کے انعقاد میں آگے آگے رہتی ہیں۔

اب انہیں بلڈ پریشر اور شوگر کا مرض لاحق ہوگیا ہے، لیکن باقاعدگی سے جامعہ للبنات میں تشریف لاتی ہیں اور جامعہ کے تمام امور کا باریک بینی سے جائزہ لے کر نظم وضبط کو برقرار رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ نصیب کرے۔ آمین۔

اب آخر میں دو واقعات دعوت وتبلیغ کے حوالے سے۔

① ایک بار اللہ آباد تحصیل لیاقت پور گئے، وہاں ہم نے عصر کی نماز پڑھی، جب مسجد سے باہر نکلے تو ایک آدمی نے مسجد کی صفوں کو دھونا شروع کردیا۔

② اسی طرح احمد پور شرقیہ میں قاری صاحب نے ایک مسجد میں نماز پڑھائی، ہم نے پیچھے آمین کہی۔ تو ایک شخص نے اونچی آواز میں لاحول ولاقوۃ پڑھنا شروع کردیا۔

حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ شیریں گفتار، تحمل مزاج، خوش اخلاق، نرم زبان، ایمان وتقویٰ اور صبر واستقامت سے لبریز تھے۔ آپ کی نظر گہری اور ذوق لطیف تھا۔ انجمن کے اجلاسات میں گاہے گاہے اس حسنِ ظرافت سے ان کے رفقاء محظوظ ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ اکثر کسی لفظی ومعنوی اشارہ اور ہلکے پھلکے چٹکلے سے مجلس کو کشتِ زعفران بنا کر ساتھیوں کو تازہ دم کردیتے۔ طبعاً محنت کی عادت تھی، قاری صاحب کی شخصیت سب کے لیے ہمیشہ قابلِ احترام اور غیر متنازع رہی، کسی بھی شخص کا دنیا سے جانا یقیناً اس کے اہل خانہ اور رشتہ داروں کے لیے غم کا باعث ہوتا ہے مگر قاری صاحب کی جدائی نے لاکھوں کروڑوں کو اداس کردیا ہے۔ مسلک اہل حدیث سے وابستہ افراد ایک عظیم مفکر اور مربی سے محروم ہوگئے۔ مگر اللہ کی رضا یہی تھی۔ میری باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ مالک الملک ان کی نیکیوں اور دین کی ترویج کے لیے کوششوں کو قبول فرما۔ ان کی کوتاہیوں کو معاف فرما اور ہمیں بھی قاری صاحب کی طرح اپنے دین کے احیاء میں لگائے رکھ۔ آمین یارب العالمین۔

قاری صاحب کی وفات پر مجھے عرب کے مشہور شاعر متنبی کا وہ شعر یاد آرہا ہے۔ جو اس نے کسی قبیلے کے سردار کی وفات پر کہا تھا کہ:

ما كنت احسب قبل دفنك في الثرى
ان الكواكب في التراب تغور

کہ اے معزز شخص تیرے وفات پاکر مٹی میں دفن ہونے سے پہلے میں نے کبھی گمان بھی نہیں کیا تھا کہ کبھی ستارے بھی زمین میں چھپ سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیرّ تاباں......قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

تحریر: جناب محمد ابرار ظہیر۔ چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''نوید ضیاء'' (گوجرانوالہ)

قاری عبدالوکیل صدیقی کا نام جونہی کانوں کی لو سے ٹکراتا ہے فوراً ایک سراپا محبت، پیکر الفت، شخصی وجاہت اور علمی جلال کی حامل بارعب شخصیت کا تصور لوح ذہن پر ابھرنے لگتا ہے۔ پھر جب ہم اشہبِ خیال کو شاہراہ ماضی پر ڈال کر عالم تخیلات میں کبھی علماء کی صحبت کے گلستان سے گزرتے ہیں اور کبھی عام دنیاداروں کی مجلسوں کے صحرا سے، تو ہمیں اس بات پر ناز ہونے لگتا ہے کہ ہم جیسوں کے مربیوں کی فہرست میں حضرت قاری صاحب جیسے عظیم المرتبت قائدین کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ جیسے نابغہ عصر شخصیات روز روز تو پیدا نہیں ہوا کرتیں۔

ے ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قارئین محترم!

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے بارے میں کچھ لکھنا میرے ایسے طالبعلم کے لئے بہت کٹھن مرحلہ ہے۔ بالمشافہ ملاقاتوں میں ان کی شفقتوں کا حساب کوئی ملاقاتی بھی نہیں کرسکتا، تو ٹیلیفون پر محبت میں گندھے ان کے لہجے کی شیرینی آج بھی دماغ کی حلاوت کا سامان کرتی ہے۔ خانپور میں ان کی محنت اور جدو جہد کو دیکھتے ہیں تو جامعہ محمدیہ خانپور جیسا عظیم علمی وفکری ورثہ ان کی عظمتوں کا گواہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تبلیغ کے میدان میں ان کی جہودِ جلیلہ پر نظر پڑتی ہے تو جامعہ محمدیہ خانپور ہی کی کانفرنس اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضرت نے جس کام کو ہاتھ ڈالا اسے اس کے کمال تک پہنچانے سے پہلے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔

ان کی سیاسی وسماجی مساعی جمیلہ پر نظر پڑتے ہی بے اختیار ان کے لئے بطل حریت کا لفظ ہاتھ باندھ کر التجا کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ میں اسی شخصیت کے لئے بنایا گیا ہوں اور جب حضرت کے ''بطل حریت'' ہونے کے شواہد لکھنے کیلئے الفاظ کو جوڑ جوڑ کر یادوں کی ایک مالا تیار کرتا ہوں تو اچانک حضرت کی پر ہیبت شخصیت کا ایک ہیولہ سا ابھرتا ہے اور رعب وجلال سے یہ مالا بکھر کر رہ جاتی ہے۔ پھر حضرت کی خطابت کے سحر میں کھو جاتا ہوں اور وقت تو رکتا نہیں مگر قلم آگے چلنے سے یکسر انکار کر دیتا ہے اور میں حضرت کی تقریر کے جادو سے کبھی تاریخ کے کسی گوشے میں نکل جاتا ہوں اور کبھی موضوع کا احاطہ کرتے ہوئے قرآن وحدیث کے دلائل کا بحر بیکراں حیرت کے سمندر میں گم کر دیتا ہے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے اجلاسوں میں ان کی جچی تلی رائے اور اس رائے کے حق میں دلائل کا انبار ان کی علمی وفکری عظمت کی گواہیاں دینے لگتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک سراپا صفات شخصیت تھے۔ ان میں محبت تھی، الفت تھی، چاہت تھی، مربیانہ اسلوب تھا، مشفقانہ سلوک تھا، حکیمانہ انداز تھا، فاتحانہ مگر مخلصانہ جاہ وجلال تھا۔ وہ اپنے ایک ایک عمل کی صورت اور کردار کی ہیئت میں زندہ تھے، زندہ ہیں اور آنے والی نسلوں کے کے لئے راہنما بن کر زندہ رہیں گے۔

ہم قاری صاحب کو بھلانا بھی چاہیں تو بھلا نہ پائیں گے۔ کیونکہ ان کا تبحر علمی انہیں زندہ رکھے گا۔ ان کی مجلسیں ان کی یادوں کی راکھ کو شعلۂ جوالہ بناتی رہیں گی، ان کی تقاریر نوجوانوں کے دلوں کو گرماتی رہیں گی۔ ان کا بارعب چہرہ اور غضب کا لہجہ دشمنانِ اسلام کو لرزاتا رہے گا۔ حضرت قاری صاحب گم کردہ راہ مسافروں کے لئے نشان منزل تھے، نورایمان سے ان کا خیال اور سخن تو منور تھے ہی، مگر اسی نور ایمانی کی جھلک سے ان کے سامعین اور مخاطبین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلوب واذہان بھی منور ہو جاتے تھے۔

دوران خطاب وہ جب اپنی بات کو قرآن کے دلائل سے مزین کرتے تو ہر خطیب یہ محسوس کرنے لگتا کہ ''اچھا! یہ آیت اس عنوان کا بھی احاطہ کرتی ہے'' اور جب احادیث بیان کرتے تو ان کا لہجہ اس بات کی غمازی کر رہا ہوتا تھا کہ جس کا فرمان عالیشان سنا رہے ہیں اس کی بات ہی نہیں سنا رہے، اس سے محبت کا بھی اعلان کر رہے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک قاری صاحب نے حیات پائی وہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے جذب و جنوں اور عشق کا عنوان بن کر رہے۔ ان کی ساری جدوجہد کا مرکزی نقطہ عقیدہ توحید کی آبیاری، ختم نبوت کی چوکھٹ کی چوکیداری، عقائد اسلام کے عظیم اور سایہ دار درخت کی حفاظت، اسلاف امت خصوصاً محسن امت محمد ﷺ کی عصمت وعزت کا دفاع، قرآنی تعلیمات کا فروغ اور نبوی فرمودات کی نشر واشاعت ہی تھا۔ وہ ملت اسلامیہ کے عروج کی خاطر سیماب پا تھے تو سیاست اسلامیہ کی اساس اور باطل فتنوں کے تعاقب میں ساری زندگی شعلہ جوالہ بنے رہے۔

ان کے عزم واستقلال اور شرافت ودیانت پر اہل خانپور ہی نہیں ساری دنیا کے وہ مسلمان جو کسی بھی حساب سے حضرت سے آگہی رکھتے تھے، فخر کرتے ہیں۔ میں اگر ان کے لئے یہ کہوں کہ وہ اپنوں کے لئے تو کشتہ مہر و وفا تھے اور دشمنان اسلام و پاکستان کیلئے طوفان بے پناہ، تو بے جا نہ ہوگا۔

مجاہد ملت جناب میاں محمد جمیل نے بہت خوب لکھا کہ:

''قاری صاحب کا خطاب جارحانہ نہیں بلکہ مصلحانہ ہوتا تھا''

تو درست ہی لکھا ہے سننے والے جانتے ہیں کہ قاری صاحب کے سینے میں دل تھا اور یہ دل امت کے درد سے بھرا ہوا تھا، مگر ان کی زبان کی چاشنی میں اس درد کا درمان بھی تھا، حضرت کے خطاب سننے والے جانتے ہیں کہ آپ کا خطاب "فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا" کی عملی تصویر ہوتا تھا۔

آپ شرک و بدعات میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو توحید وسنت کی روشنی میں لانا چاہتے تھے۔ آپ آب جہالت سے روح کی پیاس بجھانے والوں کو قرآن وسنت کے چشمہ زمزم پر لانے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ آپ ہزارہ کی ٹھنڈی فضاؤں سے نکل کر خانپور کے گرم تنور میں صرف اسلئے زندگی کے قیمتی اڑتیس برس گزار گئے کہ یقیناً اللہ جہنم کی گرمی سے بچا لے گا۔ اہل خانپور کے لئے آپ یقیناً اللہ کا تحفہ تھے۔ جنہوں نے خانپور اور گردونواح کے پسماندہ علاقوں میں قرآن و سنت کا چشمہ صافی بہا دیا اور لوگوں کے قلوب واذہان کو منور کر دیا۔

عامر صدیقی کو فخر ہوگا اور ہونا بھی چاہئے کہ وہ قاری عبد الوکیل صدیقی کا بیٹا ہے مگر یہاں تو ہزاروں ''روحانی عامر صدیقی'' پھر رہے ہیں، جو اپنے مربی و محسن کی یادوں کو سینے میں بسائے اپنے بچوں کو اس کی خطابت کی داستانیں، اس کی جرأت کی کہانیاں اور اس کی قیادت کی خوبیاں سناتے ہیں اور بچوں سے کہتے ہیں کہ ''جینا ہو تو قاری عبد الوکیل صدیقی جیسا .... مرنا ہو تو قاری عبد الوکیل صدیقی جیسا۔ جس کے جنازے میں پتھر دلوں کو بھی پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا گیا۔

مدنی سنز

☆ کراکری سٹور ☆

اپنی پیاری بیٹیوں کے جہیز کی مکمل ورائٹی بازار سے بارعایت خریدیں۔ نت نئے ڈیزائیوں کے ساتھ۔

ڈیرہ نواب روڈ احمد پور شرقیہ

0300-6823910 , 0300-6851915

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطلِ حریت قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ کی تبلیغی خدمات!

تحریر: جناب مولانا عبدالرحیم اظہر الکریمی۔ڈیرہ غازی خان

مختصر تعارف:

ضلع رحیم یارخان پنجاب کا آخری ضلع ہے، محمد بن قاسم کے دورِ حکومت میں یہ علاقہ ملتان کے زیراثر تھا۔ پھر سلطان محمد غوری نے سردار قباچہ کے حوالے کر دیا، مغل اور عباسی خاندانوں نے یہاں پر عرصہ دراز حکومت کی، بعدازاں یہ علاقہ ریاست بہاول پور کا حصہ بنا، اس کا پرانا نام نوشہرہ بتایا گیا ہے۔ ۱۸۸۵ء میں نواب صادق محمد خان چہارم نے اس کا نام رحیم یارخان رکھا۔ ۱۹۰۵ء میں ٹاؤن کمیٹی بنی، ۱۹۳۳ء میں میونسپل کمیٹی اور ۱۹۴۵ء کو ضلع بنا، یہ ضلع چار تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ ①۔خانپور ②۔لیاقت پور ③۔صادق آباد ④۔رحیم یارخان۔

خان پور ضلع رحیم یارخان کی اہم تحصیل ہے جو بطل حریت، قائدملت قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوریؒ کی انتھک کاوش ومحنت سے مرکز دعوت توحید وسنت بنا۔

تاریخ جامعہ محمدیہ:

موجودہ جامعہ محمدیہ قیام سے قبل مدرسہ ''دارالقرآن والسنۃ'' کے نام سے معروف تھا، جو ۱۹۱۰ء کو خواجگان برادری اور دیگر جماعتی احباب کے باہمی تعاون سے قائم ہوا۔ یہ ادارہ تعطل کا شکار بھی ہوتا رہا، یعنی عروج وزوال بھی آتا رہا۔ پھر ایک وقت آیا جب خانپور کی جماعت نے استاذ العلماء مولانا مشتاق احمد محدث ڈیرویؒ (جو راقم کے ماموں تھے) کی خدمات حاصل کیں۔ چنانچہ مولانا ڈیروی ۱۹۴۳ء تا ۱۹۵۴ء یعنی دس سال تک امامت وخطابت اور تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ علامہ سید محمد قاسم شاہ حفظہ اللہ شیخ الحدیث دارالحدیث محمدیہ لودھراں، مولانا عبدالکریم ندیم ڈیرویؒ سابق شیخ الحدیث دارالحدیث محمدیہ ملتان (جو راقم کے والد ہیں)، مولانا ابوالبشیر عبدالرشیدؒ المعروف مولانا بقراط آف یاروکھوسہ اور مولانا عبدالعزیز وغیرہ خانپور میں باقاعدہ عربی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعدازاں مجاہد ملت، ہمدرد اہل حدیث، پیکر اخلاص میاں فضل حق ؒ سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مولانا مشتاق احمد محدث ڈیروی دارالحدیث محمدیہ حافظ آباد (ملحقہ مسجد مبارک) چلے گئے۔ وہاں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انہوں نے ۱۹۹۲ء کو بعمر تقریباً ۷۵ برس وفات پائی۔ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۷۴ء کے اوائل تک جامعہ مذکور عروج وزوال کا شکار رہا بلکہ زوال کا عرصہ زیادہ ہے۔ جمود، کاہلی وسستی چھا گئی تھی۔ جماعت اہل حدیث خانپور کو بیدار کرنے کیلئے اللہ رب العالمین نے بطل حریت قائدملت قاری عبدالوکیل صدیقیؒ کے قلبِ سلیم میں یہ بات ڈالی کہ اس علاقہ کی جماعت کو بیدار کیا جائے۔ چنانچہ صدیقی صاحبؒ جن کا تعلق ایک معزز گھرانے سے ہے، بعمر تقریباً ۲۲ سال بعالم شباب ۱۹۷۴ء کو خانپور کے محلہ خواجگان کی قدیمی جامع مسجد اہل حدیث میں امامت، خطابت اور تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا۔ اس وقت مدرسہ زیادہ فعال نہیں تھا۔ قائدملت علامہ صدیقی مرحوم نے اپنے تدبر وحکمت، مخلصانہ مستعدی اور پیہم سعی سے خانپور کی جماعت کو فعال ومتحرک کیا۔ ان میں جماعتی وتنظیمی شعور بیدار کر کے مسلک کے فروغ واستحکام بخشا، جس کے نتیجہ میں ۸ جنوری ۱۹۷۹ء کو ایک ہنگامی اجلاس بلایا گیا، جس کی صدارت محترم حاجی عبدالشکور صاحب نے فرمائی تھی، جس میں محترم محمود بخش صاحب اعوان، سرپرست انجمن شبان اہل حدیث، محترم عزیز الرحمن علوی امیر انجمن اور محترم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز محمدی ناظم اعلیٰ وغیرہ منتخب ہوگئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علامہ صدیقی نے جامعہ محمدیہ اہل حدیث گوجرانوالہ میں دینی تعلیم حاصل کی تھی،اس بناء پر جب انہوں نے ۱۹۸۶ء میں مرکزِ اہل حدیث خان پور کی بنیاد رکھی، تو اپنے مادرِعلمی کی نسبت سے اس کا نام جامعہ محمدیہ اہل حدیث رکھا۔

ذوقِ تبلیغ واشاعت مسلک اہل حدیث:

بطل حریت محبِ اسلام مبلغِ اسلام قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ چاہتے تھے کہ مسلک کی آواز و دعوت توحید وسنت ہر مقام پر پہنچائی جائے۔ انہوں نے اپنے ابتدائی عشرہ میں ایک ''انجمن تبلیغ اسلام پاکستان'' قائم کی تھی، جس کے ناظم اعلیٰ خود تھے، کچھ عرصہ بعدہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور شمارہ نمبر۳۳، ۱۹۸۳ء میں ایک اعلان شائع ہوا، جس کے الفاظ اس طرح تھے:

صوبہ سندھ کے احباب جماعت توجہ فرمائیں:

''صوبہ سندھ میں مسلک اہل حدیث کی اشاعت وتبلیغ میں اگرچہ پیرآف جھنڈا خاندان نے اپنی بساط سے بھی بڑھ کر کام کیا۔ تاہم یہ کام اجتماعی کوششوں کا متقاضی ہے۔ لہٰذا ''انجمن تبلیغ اسلام پاکستان''،صوبہ سندھ کے احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست کرتی ہے کہ جہاں بھی جماعت موجود ہواور جس جگہ بھی تبلیغ کی ضرورت ہو،مفصل تعارف کے ساتھ فی الفور مندرجہ ذیل پتے پر رابطے قائم فرمائیں، تاکہ جلد ازجلد باقاعدہ اور تفصیلی پروگرام مرتب کیا جاسکے''۔

قائد ملت علامہ صدیقی صاحب کو علاقہ خانپور بلکہ ضلع رحیم یارخان میں کسی اہل حدیث خواہ وہ جس علاقہ سے یعنی (دور یا نزدیک) دعوت وتبلیغ کیلئے کہا، تو انہوں نے وہاں ہرممکن پہنچنے کی کوشش فرمائی۔ اگرکہیں ٹریفک کا مسئلہ ہوتا تو وہاں پیدل چل پڑتے۔

۱۹۷۹ء کی بات ہے جب راقم سکھر میں رہتا تھا۔ گھر کیلئے روانہ ہوئے، سکھر سے روہڑی بذریعہ ٹرین پہنچے۔ والدمحترم نے ٹکٹ ملتان کیلئے لی، بعد میں معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ آئے گی۔ انتظار میں اسٹیشن پر بیٹھے ہیں۔ اتنی دیر میں محترم عبدالھادی صاحب آف خان پور، والد محترم مولانا عبدالکریم ڈیروی رحمہ اللہ سابق مدرس الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد کو گلے ملے، والدمحترم بہت خوش ہوئے۔ محترم عبدالہادی صاحب اس وقت محکمہ ریلوے ڈاک میں ملازم تھے۔ والد صاحب سے خیروعافیت دریافت کی، اتنی دیر میں گاڑی بھی آگئی اور عبدالہادی صاحب نے فرمایا: آپ نے میرے ڈبے میں بیٹھنا ہے چنانچہ ہم سب ڈاک خانے والے ڈبے میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد چائے وغیرہ بھی آگئی۔ گاڑی روانہ ہونے کا وقت آگیا، ٹرین چل پڑی، راستہ میں محترم عبدالہادی صاحب والدمحترم سے گپ شپ لگاتے رہے اور ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کرتے رہے۔ خواجگان احباب کا حال اور جماعت کا حال بھی ہوا تو انہوں نے بطل حریت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا کہ اب جماعت اہل حدیث خان پور کوایک بہترین عالم باعمل ملا، جس نے اپنے شب وروز جماعت کی ترقی اور تبلیغ اسلام کے فروغ کے لیے وقف کررکھے ہیں۔ ان میں کسی قسم کا غروروتکبر نہیں پایا جاتا۔ وہ صاف گو اور مخلص نوجوان اہل علم سے ہے، ان کے آنے سے ہم اہل خان پور کو امید ہے کہ ان کی محنت وکاوش سے جماعت ضرور ترقی کرے گی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی محترم عبدالہادی صاحب کی باتیں سچ ثابت ہوئیں۔

عظیم سیرت النبی ﷺ کانفرنس کا آغاز:

قائد ملت بطل حریت، مبلغ اسلام قاری صدیقی صاحب کی آمد سے قبل اتنی بڑی اور عظیم ومثالی کانفرنسز کبھی نہیں ہوئیں جس انداز پر دورِ صدیقی رحمہ اللہ میں ہوئیں، اس میں ملکی وغیر ملکی ممتاز شیوخ الحدیث،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممتاز علماء وخطباء اور عظیم اسکالرز اور احباب کانفرنسوں میں شرکت فرماتے۔

ہر سال منعقد ہونے والی کانفرنس کے انتظامات نہایت ہی معقول ہوتے، آنے والے معزز مہمانوں کی قدر فرماتے۔ جب کھانا کھانے کا وقت ہوتا تو قاری صدیقی صاحب کھانا کھانے کے مقام کے اردگرد چکر لگاتے اور لوگوں سے پوچھتے کہ کیا تم نے کھانا کھالیا ہے؟ اگر نہیں کھایا تو اس طرف چلے جاؤ یا اگر کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ۔ ایک مرتبہ راقم کھانا کھا کر باہر آیا تو قاری صدیقی سے ملاقات ہوگئی تو فوراً دریافت کیا کہ کھانا کھایا ہے......... اگر نہیں ملا تو بتاؤ، میں کیا بتاتا، کیونکہ کوئی شکایت کا موقع میسر نہیں آیا۔ یعنی تمام انتظامات معقول اور صحیح تھے۔ پھر پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا ڈیرہ غازی خان سے، اس موقعہ کی مناسب سے میں نے کہا قاری صاحب اس خطہ سرزمین پر ہمارے بزرگوں کی بھی کچھ خدمات ہیں۔ قاری صاحب نے پوچھا وہ کون تے ہیں؟ میں نے کہا، آپ نے مولانا مشتاق احمد ڈیروی مرحوم کا نام تو سنا ہوگا۔ پھر قاری صدیقی صاحب نے فوراً جواب میں فرمایا کہ آپ کے بزرگوں کی ''کچھ'' خدمات نہیں بلکہ ''بہت'' خدمات ہیں بلکہ آج بھی خانپور کے پرانے بزرگ مولانا مشتاق احمد ڈیروی مرحوم کو بہت یاد کرتے ہیں۔

علامہ صدیقی مرحوم نے خانپور کی جماعت کو خوب بیدار فرمایا اور بہترین تربیت فرمائی۔ یہ ان کی تربیت اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ ہر سال سالانہ کانفرنس میں نظم وضبط مثالی ہوتا اور ان کے دور میں کثیر تعداد میں لوگوں نے دعوت قرآن وسنت کو قبول کیا۔ ان کے دور میں تقریباً ۳۶ سالانہ کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ اس حوالے سے اگر ان کو بانی سالانہ اہل حدیث کانفرنس کہا جائے، تو بے جا نہ ہوگا۔

ان جمیع واقعات سے عیاں ہوتا ہے کہ علامہ صدیقی مرحوم نے اپنی زیست دین کی سربلندی کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ وہ ایک سچے اور مخلص داعی حق، خادم توحید وسنت اور بے مثال ترجمان مسلک اہل حدیث تھے۔

وہ ۲۰۱۳ء کے آغاز میں جگر کے مرض میں مبتلا ہوگئے۔ بسیار علاج کے باوجود وعدہ پورا ہوا تو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ کہنا بھی مناسب ہوگا:

وہ اہل وفا ومحبت تھا نہ رہا — وہ ہمدرد ومخلص تھا نہ رہا
بطل حریت تھا نہ رہا — مبلغ اسلام تھا نہ رہا
تھی ان کی زیست کفن بردوش — ملت کو ناز تھا اس پر نہ رہا

بقیہ: دیارِ حرم سے نذرانہ عقیدت

وفات حسرت آیات

آپ کی وفات کی خبر آپ کے شاگردوں، مداحوں اور جماعتی احباب پر بجلی بن کر گری۔ احباب واغیار ایک دوسرے سے گلے مل کر روتے رہے۔ بقول شاعر:

تو نے دیکھا ہی نہیں وہ منظر
کہ خود روتے تھے تسکین دلانے والے

راقم کو یہ خبر ریاض (سعودی عرب) میں ملی، خبر کیا تھی اک آتش کدے کا شرارہ، جس نے کچھ وقت کے لیے ساکن سا کر دیا۔ یقیناً حواس برقرار رکھنا فریضہ بھی ہے اور مشکل بھی۔

ضبط غم اس قدر آساں نہیں عالی
آگ ہوتے ہیں وہ آنسو جو پیے جاتے ہیں

شکر ہے کہ اللہ نے وہاں شیخ توصیف الرحمٰن راشدی، مولانا عبدالمالک مجاہد مدیر دارالسلام اور مناظر اسلام شیخ مبشر احمد ربانی اور راقم نے ایک دوسرے کو مل کر دلاسہ دیا۔ بعدازاں تو راقم فوراً عازم سفرِ حرم ہوا اور غلاف کعبہ تھام کر بارگاہ ایزدی میں عرض گزار ہوا کہ:

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! ایک مربی ومشفق شخصیت!

تحریر: محترم ابوطلحہ ضیاء حکیم حفیظ اللہ خان عزیز (مدیر مسئول مجلہ تفہیم الاسلام)

والد محترم حکیم عبدالخالق خان عزیزؒ اور جدامجد جناب حکیم فیض اللہ خان عزیزؒ (فیض سوپ والے) کے پاس اہل علم کی آمدورفت کا سلسلہ طویل عرصہ سے جاری تھا۔ ۱۹۷۹ء کے اوائل میں والدمرحوم کے پاس کچھ بارعب مگر انتہائی منکسر المزاج شخصیات کو تشریف فرما دیکھا۔ سب بزرگ انتہائی مشفقانہ، سلفیانہ فکر اور درد دل کے ساتھ پرسوز افکار مترشح کرتے ہوئے توحید وسنت کے منہج کی آبیاری کے لیے گفتگو فرمارہے تھے۔ میرے استفسار پر میرے والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ یہ بزرگ مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوری رحمہ اللہ تھے اور ان کے ساتھ مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ اور مولانا سرور سلفی لیاقت پوری رحمہ اللہ تھے۔ اب یہ سب لوگ اللہ کے ہاں جا چکے۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو جنت کا باغ بنائے اور ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے۔ جناب قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ صرف خان پور تک محدود نہ تھے بلکہ احمد پور شرقیہ بھی ان کے حلقہ اثر واحباب میں شامل تھا۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ احمد پور کی جماعت سے بہت محبت کرتے تھے۔ احمد پور شرقیہ سے تعلق رکھنے والے مشہور بزرگ عالم دین مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ ہرسال خان پور میں سالانہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس کے موقع پر مدعو فرماتے اور ان کے خطابات کو وقعت دیتے۔ اس طرح مولانا عبدالرزاق سلفی رحمہ اللہ سٹیج کی زینت ہوتے۔ آغاز میں تو سالانہ جلسہ کے اشتہارات بھی خود احمد پور شرقیہ میں دینے آتے۔ گوناگوں مصروفیات کے باوجود احباب جماعت سے فرداً فرداً ملاقات فرماتے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ ان دنوں والد صاحب نے ایک ہوٹل کی مینجمنٹ کررکھی تھی۔ حضرت قاری صاحب رفقاء کے ہمراہ وہاں تشریف لاتے اور لکڑی کے سادہ فرنیچر پر بیٹھ کر محترم والد صاحب رحمہ اللہ سے سالانہ کانفرنس اور دیگر دلچسپی کے امور پر گفتگو فرماتے، چائے کی دعوت بھی قبول فرمالیتے اور بسااوقات کھانا بھی تناول فرماتے، دعوت نامہ دیتے ہوئے، مسکراتے ہوئے رخصت ہوجاتے۔ کاش آج بھی ایسے کشادہ پیشانی، کشادہ چشم، وسیع الظرف، صاحب بصیرت علماء سے استفادہ نصیب ہوتا رہے.....

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ احمد پور شرقیہ کی اہل حدیث جماعت کے دل میں بستے تھے اور ان کا لگاؤ بھی والہانہ تھا۔ جماعتی اختلافات ہوں یا خانگی، انفرادی اختلافات ہوں یا اجتماعی، حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ ان کو نمٹانے کے لیے بنفسِ نفیس تشریف لاتے۔ قاری عبدالوکیل رحمہ اللہ نے منہج نبوی ﷺ کا دفاع نہ صرف خان پور میں کیا، بلکہ جہاں جہاں موقع ملا وہ تشریف لے گئے۔ غالباً ۱۹۸۵ء میں مشہور دیوبندی حنفی مناظر ماسٹر محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی نے فقہاء محدثین اور متواتر احادیث کے سلسلے میں غیر منصفانہ گفتگو کرکے احمد پور شرقیہ میں اشتعال کی فضاء پیدا کردی۔ ان حالات میں علماء اہل حدیث کی احمد پور شرقیہ میں کثرت سے آمدورفت شروع ہوگئی۔ اس کشمکش میں کافی لوگ اہل حدیث ہوئے۔ ان حالات میں بھی حضرت صاحب رحمہ اللہ احمد پور کی جماعت کی خوب معاونت فرماتے رہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے کلام بالا فہام کا سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ جب آپ خان پور میں تشریف لائے تو اس وقت دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور بزرگ مولانا عبداللہ درخواستی صاحب لوگوں کی تعلیم وتربیت فقہ حنفی کے مطابق کررہے تھے۔ ادھر قریبی علاقہ دین پور میں دین پوری حضرات سلسلہ صوفیاء کی روشنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص فرقہ وارانہ طریقوں کے مطابق لوگوں کو مختلف سلسلوں سے منسلک کر رہے تھے۔ قاری صاحب رحمہ اللہ نے سینہ سپر ہو کر خالص قرآن وحدیث کی روشنی میں لوگوں کی تعلیم وتربیت کی، ان کو حنفی، دیوبندی، بریلوی، نقشبندی وغیرہ بنانے کی بجائے قرآن وسنت سے منسلک کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں کی تعداد میں اہل عقل و دانش تقلیدی اور شخصی بندھنوں سے آزاد ہو کر خالص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پیروکار بن گئے۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کا بھی خوب نوٹس لیا۔ جب ایک جعفری حکمران ذوالفقار علی بھٹو نے سوشلزم کا نعرہ بلند کیا، تو قاری صاحب نے اپنی خطابت کے ذریعے لوگوں کی خوب ذہن سازی کی۔ تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ ضلع رحیم یارخان میں تحریک نظام مصطفی ﷺ کے سرخیل رہے، جب ایک حنفی دیوبندی حکمران جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا سرکاری طور پر نوٹیفیکیشن جاری کیا، تو اس وقت بھی خان پور میں رہنے والا اہل حدیث کا یہ سپوت اپنی خطابت کے ذریعے لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کر کے بدعت سے اجتناب اور حب رسول ﷺ اور اعتصام بالسنۃ کا درست دیتے رہے۔

حضرت قاری صاحب ایک غم خوار شخصیت تھے، جب مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، تو جنازہ کے موقع پر حضرت قاری صاحب نے مولانا کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور صبر واستقامت کے ساتھ اہل حدیث کی دعوت کی طرف پوری جماعت کو متوجہ رہنے کی نصیحت کی۔ احمد پوریوں کے جنازے پڑھنے اور پڑھانے کے لیے قاری صاحب خان پور سے تشریف لاتے۔ حقیقت میں ان کا اخلاص اور دینی محبت قابل درس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

بقیہ: بزم جہاں سے پیکر ایماں چلا!

ہم استاد محترم کی قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھیں گے، آپ کی یادگار جامعہ کو ہمیشہ آباد رکھیں گے۔ ان شاء اللہ۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ پاک قاری صاحب کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائیں۔ ان کے درجات کو بلند کرتے ہوئے اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں۔ (آمین)

بقیہ: ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم!

قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب ہردلعزیز قائد بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے عظیم المرتبت رہنماء تھے، ان کی پوری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ اور اقامتِ دین کی بھرپور جدوجہد کے لیے وقف تھی۔ وہ ہروقت مستعد اور متحرک رہتے تھے۔ اپنی صحت اور آرام کا بھی خیال نہیں رکھتے تھے۔ مختلف عوارض اور امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود دعوت حق پیش کرنے کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ چالیس سال تک جماعت اہل حدیث اور سربراہ جامعہ کی ذمہ داری بااحسن وخوبی ادا کی۔ وہ زندگی کی آخری سانس تک اپنے فرائض کو پورا کرتے رہے۔ انہیں جماعتی ساتھیوں نے کچھ عرصہ آرام کا مشورہ دیا، لیکن آرام کا لفظ ان کی لغت میں موجود ہی نہیں تھا۔

قرآن کریم میں قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ جیسی پاکیزہ روحوں کے لیے ہی نفس مطمئنہ کی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں۔ ایسے پاکیزہ سیرت اہل ایمان جو جادہ حق پر گامزن رہے، عزیمت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ مشکلات وتکالیف برداشت کیں۔ لمحہ لمحہ اطاعتِ ربانی میں گزارا، اور پھر دنیا سے ایسے عالم میں رخصت ہوئے کہ وہ اپنے خالق سے راضی اور ان کا خالق ان سے راضی۔ یقیناً ان شاء اللہ ان کا استقبال اللہ کی رحمت نے ان الفاظ سے کیا ہوگا:

یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیارِ حرم سے نذرانہ عقیدت

تحریر:۔ جناب شیخ حبیب الرحمٰن یزدانی۔ سعودی عرب

موت اس کائنات میں ہر انسان پر آنی ہے، کوئی ایسا نہیں ہے، جسے اس حقیقت سے انکار ہو لیکن بعض شخصیات اس دنیا سے ایسے اٹھ جاتی ہیں، جو جانے کے بعد بھی زندہ و جاوید رہتے ہیں۔ علماء دین کا یکے بعد دیگرے سانحہ ارتحال شاید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر مہر ثبت کر رہا ہے کہ قرب قیامت علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا۔ ہمارے ممدوح استاد محترم فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ بھی ان چند شخصیات میں سے ہیں۔

انہیں قدرت نے ہری پور ہزارہ سے اٹھایا اور خان پور میں توحید وسنت کی آبیاری کے لیے منتخب فرمالیا۔ آپ کی شخصیت پر کچھ لکھنا مجھ جیسے طالب علم کی بساط سے اگرچہ باہر ہے لیکن

ع قیدی کا مگر جوش جنوں حد سے بڑھا ہے

کے مصداق اس کے بغیر چارہ بھی نہیں اگرچہ میں لکھاری نہیں، لیکن بقول شاعر:

ہمیں جنوں تو نہیں کہ جاگیں تمام رات
تیرا پیار آ کے جگائے تو ہم کیا کریں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار اوصاف حمیدہ ودیعت فرمائے تھے۔ بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، وہ علم وفضل کے پیکر تھے۔ تحقیق ودانش کے مجسم، توحید وسنت کے داعی، مسلک اہل حدیث کے ترجمان اور پاسبان تھے۔ گفتگو میں عربی، اردو، پنجابی، سرائیکی، انگلش کے الفاظ بلا تامل، بلاتکلف استعمال کرنے کا رب نے ان کو تحفہ دیا۔

قرآن کا یہ مفسر، دانشور، مفکر، علم وعرفان کا مہتاب ایک عالم کو روشن کر کے سرزمین پنجاب سے ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ لیکن یہ دنیا کے چاند وسورج کی مثل نہیں کہ ڈوبیں تو تمام عالم تاریک کر دیں بلکہ اس چراغ کی مثل کہ جس سے دوسرے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ اس وقت اگرچہ علماء کی کمی نہیں لیکن ان علماء کی قلت ہر شہر میں محسوس کی جارہی ہے جو علم کے ساتھ تقویٰ وپرہیزگاری کا بھی پیکر ہوں، جنہیں حق گوئی وبے باکی میں حجاب نہ ہو۔ جن کے قلب ودماغ میں توحید وسنت سے سرشار ہوں اور جو علمی گہرائی اور حکیمانہ بصیرت سے سرفراز ہوں۔

قاری صاحب دینی امور میں غیرضروری مداہنت اور مصلحت پرستی کے سخت خلاف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ دین میں جب مصلحت پرستی اور تساہل کا دروازہ کھل جاتا ہے تو اس پر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔

ملک کی متعدد سالانہ کانفرنسوں میں شرکت فرماتے، وہ لباس وخوراک میں بالکل سادہ انسان تھے، دین دار لوگوں سے انہیں محبت تھی اہل توحید کا مرکز تھے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مرجع خلائق بنایا تھا۔

آپ جب کانفرنس میں خطاب کے لیے تشریف لے جاتے تو مداح دیوانہ وار گھیر لیتے آپ کا انداز خطابت ہی ایسا تھا کہ مبتدی ومنتہی عوام وخواص میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو کبھی مستغنی تصور نہ کرتا۔ علماء کی آپ سے محبت کا عالم یہ تھا کہ عالم اسلام کے عظیم سکالر کا شہید اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ کی دعوت پر المرکز الاسلامی الجامعہ السعیدیہ خانیوال تشریف لے گئے۔ اسٹیج سیکرٹری ڈاکٹر صاحب کے فرزند ارجمند حافظ مسعود اظہر تھے جب آپ کے خطاب کی باری آئی تو ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ بنفس نفیس خود مائیک پر تشریف لائے اور ان الفاظ سے قاری صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دعوت خطاب دی۔ اب تشریف لاتے ہیں

''بطل جلیل، فاضل نبیل، خطیب جماعت، قائد اہل حدیث، داعی کتاب وسنت، محترم قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب حفظہ اللہ''

یہ الفاظ جتنا قاری صاحب کی کمال صلاحیت کا ثبوت ہیں۔ اتنا ہی ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کی وسعت ظرفی کا آئینہ دار ہیں۔

یہ ہیں میرے اسلاف صورت ماہ وخورشید
جو ہوسکے تو ان کا جواب پیدا کر

حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی اپنے شاگردوں سے انس والفت دیدنی ہوتی۔ طالب علم کی تعلیمی حیثیت کچھ بھی ہو آپ اس سے دلی محبت فرماتے۔ صحت وبیماری اور لیل ونہار کے تفاوت سے بے نیاز ہو کر طلباء کی دعوت قبول فرماتے، ان کے ہاں تبلیغ دین کے لیے تشریف لے جاتے۔ جو احباب قاری صاحب کو قریب سے جانتے ہیں۔ انہیں علم ہے کہ عام جگہوں پر خطاب اور ان جگہوں پر خطاب جہاں میزبان آپ کے شاگرد ہوتے، واضح فرق ہوتا۔ اپنے طلباء کے ہاں ایک غیر معمولی جذبہ اور محبت کارفرما نظر آتی۔

رضاء الٰہی کی جستجو!

اللہ نے عبادت وریاضت کے ذوق سے بھی معمور فرمایا تھا۔ ۲۰۱۲ء میں استاد محترم رحمہ اللہ جب اپنے اہل خانہ، قاری عامر صدیقی اور بھائی عمیر صدیقی کے ہمراہ عمرہ کرنے گئے تھے، آپ کے محبین حضرات، شاگرد اور احباب جماعت دیوانہ وار آپ کی ملاقات کو آرہے تھے، اکثر تانتا بندھا رہتا، لیکن آپ رحمہ اللہ کی از خود کوشش رہتی کہ میں الگ تھلگ رہ کر احکم الحاکمین کی عبادت اور مناجات کا لطف اٹھاؤں۔

استاد محترم نے مجھے فرمایا: مولوی حبیب الرحمٰن! جمعہ کی نماز کے لیے میری جگہ باب فہد کے قریب درس دینے والے شیخ کی کرسی کے ساتھ رکھنا اور دوسری طرف شیخ الحدیث عبدالکریم موحد اور حافظ محمد عثمان سکھر کے فون آرہے تھے کہ ہماری ملاقات استاد صاحب سے ضرور کرائیں، ہم سب نے استاد صاحب کی معیت میں نماز ادا کی، ادائیگی فریضہ کے بعد محبت بھری ملاقات جاری رہی۔

مغرب کی نماز کے وقت اپنے مربی قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اور قاری محمد عامر صدیقی، بھائی عمیر صدیقی اور روحانی بیٹا راقم الحروف حبیب الرحمٰن کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، اتفاق سے بارش شروع ہوگئی۔ بابِ عمرہ کی طرف استادِ صاحب رحمہ اللہ تہہ خانے میں چلے گئے۔ ہم دیکھ کر حیران ہوئے کہ استاد صاحب اتنی لمبی دعا مانگ رہے ہیں۔ مسلسل آنسو جاری ہیں اولاد، تلامذہ، والدین، اقرباء، احباب اپنی درسگاہ اور تمام مسلمانوں کیلئے اور ملک وملت کے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں اور ہم سب پہ ایک رقت کا سماں تھا اور آپ کی آہ وزاری دیکھ کر ایسے محسوس ہوتا جیسے اپنے رب سے ڈائریکٹ گفتگو فرما رہے ہیں..........

میرے سامنے یادوں کا ایسا دفتر کھلا پڑا ہے کہ سمجھ نہیں آرہا کہ کون کونسی بات لکھوں! شیخ محترم سے میرا تعلق جامعہ محمدیہ خان پور کے سبب ہے۔ یوں تو اپنے ہر طالب علم سے انس ومحبت اس انداز سے ہوتی کہ اپنے آپ کو استاد صاحب کا خاص نہیں بلکہ اخص من الخواص سمجھتا تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ استاد محترم راقم کے ساتھ نہ صرف یہ کہ شاگرد بلکہ بچوں کی طرح انتہائی شفقت کا مظاہرہ فرماتے۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ طالب علمی کے دور میں آپ کا اکثر ہم رکاب رہا۔ اسفار میں بھی ان کی خدمت کا موقع میسر آیا اور جامعہ میں بھی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راقم پر شفقت کی مثال

یہ اللہ کا کرم ہے کہ راقم الحروف استاد محترم رحمہ اللہ کے تلامذہ خاص میں تھا، اکثر اسفار میں آپ رحمہ اللہ کے ہم رکاب رہا۔ مولوی حبیب الرحمٰن فرما کر پکارتے یہ ان کی شفقت تھی کہ مکمل مولوی بننے سے پہلے انہوں نے خطاب مرحمت فرمادیا، جب آخری مرتبہ حج کی غرض سے سعودیہ تشریف لائے تو یہاں آپ کے اقرباء احباء کی کمی نہ تھی اور نہ ہی مداح کم تھے لیکن انہوں نے اپنی خدمت کے لیے مجھے پسند فرمایا اور ائیر پورٹ پہ اترتے ہی سب سے پہلے مجھے فون کیا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

وطن عزیز سے محبت

۲۰۱۱ء کے عمرہ میں فرمایا: مولوی حبیب الرحمٰن! میں ۱۹۷۴ء سے ہر سال بیت اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ سوائے دو سالوں کے یہ سب میرے اللہ کا کرم ہے کہ وہ مجھے وسائل اور آنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ الحمدللہ علی نعمه.

آپ نے ۱۹۸۰ء کا ایک واقعہ بیان کیا جو آپ کا نہ صرف آپ کے فرض منصبی میں ذمہ دار ہونے کا ثبوت ہے، بلکہ مادر وطن سے محبت کی بھی دلیل ہے۔ آپ کو مملکت سعودیہ کی طرف سے ۱۹۸۰ء میں آفر ہوئی کہ آپ مستقل سعودیہ میں سکونت پذیر ہوں اور انہوں نے ۱۹۸۰ء میں ڈیڑھ لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ کی آفر کی، لیکن آپ نے فرمایا: میرا اللہ مجھ سے میرے اپنے وطن کے بارے میں سوال کرے گا کہ وہاں کیا کام کیا، تو کیا جواب دوں گا۔ مجھے ڈیڑھ لاکھ روپے سے زیادہ یہ عزیز ہے کہ اپنے ملک میں ہی کام کروں، وطن سے محبت کا ثبوت تو حدیث سے بھی ملتا ہے قال رسول اللہ ﷺ لمكة ماطيبك من بلدواحبك الى لولا ان قومي اخرجوني منك ماسكنت غيرك۔ ''اے مکہ مجھے تجھ سے پیارا اور کوئی شہر نہیں اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں نہ رہتا''۔

ایک مستجاب الدعوات شخصیت

آپ انتہائی مستجاب الدعوات شخصیت تھے۔ جب ہم خان پور میں زیر تعلیم تھے تو عید کی تعطیلات کا موقع تھا، قاری صاحب ایسے مواقع پر پند ونصائح لازمی فرماتے۔ باتوں سے باتیں نکلتی رہیں۔ فرمانے لگے یہ ادارہ دینی ادارہ ہے، میرا ذاتی نہیں یہ کام اللہ چلا رہا ہے، ایک سال گندم کے موقع پر میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ ہزار من گندم عنایت فرمادے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سیزن پہ پوری ہزار من گندم اکٹھی ہوئی نہ آدھا من زیادہ نہ آدھا من کم۔ اگلے سال طلباء کی تعداد بڑھ گئی اور میں نے دعا کی اے اللہ! اس سال ۱۲۰۰ من گندم ضرورت ہے۔ تو ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے سو فیصد دعا قبول فرمائی۔

فرمانے لگے ابھی آپ کی چھٹیاں قریب تھیں ادارے کا بیت المال خالی تھا۔ میں دل ہی دل میں پریشان تھا کہ نامعلوم میں اساتذہ کرام اور طلباء کو خالی ہاتھ کیسے گھروں کو روانہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بندوبست فرمادیا اور کل ہی ایک جماعتی نے رسید کٹوائی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے سارے معاملات آسان فرمادیے ہیں۔ اساتذہ کرام کے وظیفے اور دیگر مسائل حل ہوگئے ہیں۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ذہن میں آرہا ہے کہ استاد محترم کے ہمراہ سوزوکی کار پر خان پور سے ڈی جی خان کے تبلیغی دورے پر تھا، آپ نے فرمایا: مولوی حبیب الرحمٰن! میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ اے اللہ! ایک آرام دہ گاڑی عنایت فرمادے کیونکہ بیماری کی وجہ سے سفر عام گاڑی میں ممکن نہیں رہا اور گھر بیٹھنا میرا دل نہیں کرتا، اللہ نے آپ کے جذبے کی لاج ایسی رکھی، ایک ہفتے کے اندر اندر گاڑی نصیب فرمادی۔ اس کے علاوہ متعدد واقعات ایسے ہیں جن سے آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مستجاب الدعوات ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

آخری سفر حج

آپ ۱۹۷۴ء کے بعد حرمین کی زیارت کے لیے ہر سال تشریف لے جاتے صرف اس سارے عرصے میں صرف دو سال ایسے آئے، جن میں آپ وہاں تشریف نہ لے جاسکے۔ آپ نے آخری مرتبہ ۲۰۱۲ء کو فریضہ حج کی ادائیگی فرمائی۔ حسن اتفاق تھا کہ اس سال راقم بھی دیارِ حرم میں تھا، مجھے اعزاز حاصل ہے کہ اس سفر میں آپ کو انتہائی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ طبیعت میں نقاہت اور بیماری سے نڈھال تھے۔ علالت کی شدت کے باوجود زیادہ تر وقت حرم میں گذارتے، ایک مرتبہ فرمانے لگے، میرا معمول ہے کہ جب بھی حج یا عمرہ کی غرض سے آتا ہوں کسی تعلق دار کو خبر تک نہیں دیتا، تاکہ میرا زیادہ وقت ملاقاتوں، دعوتوں اور اسفار کی نذر نہ ہوجائے۔ آپ کے سفر کا اصل مقصود عبادتِ الٰہی ورضائے باری تعالیٰ کا حصول ہوتا۔

آپ کی مستقل عادت تھی کہ آپ باب عبدالعزیز کی برقی سیڑھیوں کے نیچے تعلق داروں سے الگ رہ کر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔

ع یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

آخری مرتبہ ۲۰۱۲ء میں آپ شاہ عبداللہ کی دعوت پر تشریف لائے، پاکستان سے صرف ۲۰ خوش نصیبوں کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔ شاہ عبداللہ کے خصوصی ترین مہمانوں میں آپ کا اسم گرامی شامل تھا۔ **ذلك فضل الله.**

بیماری اتنی شدید تھی کہ تھک کر نڈھال ہوجاتے، کمر میں درد شروع ہوجاتا تو میرا رومال لے کر کمر پر باندھ لیتے، کئی مرتبہ آپ کا سر گود میں لینے کا شرف نصیب ہوا۔

میں نے آپ کی شدید علالت کے پیش نظر یہ کہہ دیا کہ استاد صاحب اگر آپ اس سال تشریف نہ لاتے، تو مناسب تھا کیونکہ آپ کافی کمزور ہوگئے تھے، ایک ہاتھ میرے کندھوں پہ رکھتے اور دوسرا ہاتھ عصا پر ہوتا تھا۔ بغیر سہارے چلنے کی سکت تک نہ تھی۔ فرمانے لگے مجھے صرف آپ نے نہیں بلکہ اہل خانہ، بچوں، دوستوں اور تمام اقارب نے روکا، لیکن میں نے کسی کی نہ مانی کیونکہ نہ میں نے درخواست جمع کرائی نہ کہیں کاغذات لے کے گیا۔ گھر بیٹھے دعوت نامہ آگیا، تو میں نے سمجھا یہ اللہ کی طرف سے بلاوا ہے، اسے ضرور بالضرور قبول کیا جائے اور میں عازم سفر ہوگیا کہ جس نے بلایا ہے وہ معاملات میں آسانی بھی فرمائے گا۔

مجھے تو وہ منظر نہیں بھولتا کہ طواف افاضہ سے واپسی پر جب آپ کو بئر زمزم سے پانی پلایا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر ڈھیروں دعائیں دیں اور فرمایا اے اللہ! میرے اس بچے کو زندگی میں کسی کا محتاج نہ کرنا۔

کیونکہ آپ شاہی مہمان تھے میں آپ کو شاہی ہوٹل چھوڑنے گیا، اجازت نامہ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے ہوٹل میں جانے سے روک دیا گیا، تو استاد صاحب بھی فوراً نیچے اتر آئے اور ہوٹل کے لان میں میری گود میں سر رکھ کر سوگئے۔ تادیر باتیں کرتے رہے۔ نصیحتیں فرمائیں اور دعا دی۔

مدینہ روانگی:

فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے، میں بھی ہم رکاب تھا۔ پانچ دن مدینہ منورہ میں مقیم رہے نماز پنجگانہ مسجد نبوی میں باقاعدگی سے پڑھتے رہے۔ الوداع کے وقت باوجود نقاہت کے آپ اٹھ کھڑے ہوئے، معانقہ فرمایا، ماتھا چوما اور بہت ساری خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

ع قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے

(بقیہ صفحہ 123 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِک جرأت سراپا قائد کی یاد میں!

تحریر: جناب ابوعبدالمتین عبدالسنان شورش چنگوانی (ڈیرہ غازی خان)

دنیا فانی چیز ہے۔ پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے اسے آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے ہر فصل کے لیے ایک وقت مقرر اور اِک موسم متعین ہوتا ہے۔ بعینہ اسی طرح حضرت انسان کی زندگانی کا بھی اِک وقت مقرر ہے۔ ہر انسان اِک خاص وقت تک یہاں رہتا ہے اور پھر رختِ سفر آخرت باندھ کر اپنے اللہ کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ دنیا سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے، لیکن بعض بندے ایسے بھی دنیا سے اٹھ جاتے ہیں، جا کر بھی زندۂ جاوید رہتے ہیں۔

ہمارے ممدوح حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ بھی انہیں شخصیات میں سے ایک ہیں۔ آپ عالم اسلام کی ایک عالم گیر شخصیت، متوکل علی اللہ، حد درجہ منتظم، اِک نابغہ روزگار ہستی، ولی کامل اور شعلہ نوا خطیب تھے۔

آپ نے ۱۹۵۵ء کو ہری پور ہزارہ کے ایک کاروباری لیکن دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والد محترم اگرچہ عالم تو نہ تھے، لیکن علماء سے محبت والفت کی نعمت سے اللہ نے انہیں بہرہ ور فرما رکھا تھا۔ اسی محبت وتعلق کی وجہ سے انہوں نے اپنے ننھے عبدالوکیل کو راہِ الٰہی میں وقف کرنے کا عزم کر لیا۔ ابتداء میں حفظ القرآن اور مڈل تک گھر میں ہی تعلیم دی۔ بعد ازاں آپ کے لیے ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا انتخاب کیا گیا۔ یہاں ایک جوہری صفت شخصیت محدث شہیر حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث کے مسند پہ فائز تھے۔ انہوں نے اس نگینے کو صحیح معنوں میں کندن بنا دیا۔ شیخ گوندلوی رحمہ اللہ کے علاوہ جامعہ میں آپ کو شیخ الحدیث مولانا الیاس اثری، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکاتؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد اعظمؒ، شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالسنان نور پوریؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی جیسے اشجار پُر اثمار کے سائے میسر آئے اور آپ نے بھی صحیح معنوں میں اِک لائق ترین طالب علم کی طرح علمی میوہ جات چنید فرمائے۔ علوم متداولہ سے فراغت کے بعد احناف کے پاس بھی گئے چنانچہ مولانا غلام اللہ خان اور مفتی شفیع عثمانی کا شمار آپ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔

تحصیل علم کے بعد آپ والد محترم کے ساتھ کاروبار میں مشغول ہو گئے، لیکن آپ کے اندر موجود جذبۂ تبلیغ اور آپ کی شخصیت میں مضمر ودیعی صلاحیتیں آپ کو صرف کاروبار تک محدود نہ رکھ سکیں اور آپ دین حنیف کی آبیاری کے لیے میدانِ تبلیغ کا انتخاب فرمانے لگے کہ دین کی آبیاری کیلئے گلشن کہاں بسایا جائے۔ بالآخر یہ فیصلہ فرمایا کہ سنت ابراہیمی کے مطابق توحید کا گلستان کسی وادی غیر ذی ذرع میں بسا کر قدرت باری تعالیٰ کا نظارہ کیا جائے۔ لہٰذا آپ نے ہری پور ہزارہ کے سرسبز وشاداب اور دلکش نظاروں کو چھوڑ کر ضلع رحیم یار خان کے شہر خانپور کی سنگلاخ پسماندگی کو اختیار فرمایا اور ۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء کو شہر کی دہلیز پہ قدم رکھا۔

یہ قدم کیا تھا، گویا یہاں کی پسماندگی کو دور کرنے کا پہلا زینہ۔۔۔۔۔آپ نے جس مسجد کا انتخاب فرمایا وہ محض اڑھائی مرلے کی کچی مسجد جو کچھ دنوں بعد سیلابی ریلے کی زد میں آ کر منہدم ہو گئی۔ یہ آپ کے خلوص اور محنت کا ثمر ہے کہ جو کام آپ نے ایک کچی مسجد سے شروع کیا تھا، آج ۲۴ کنال پہ محیط مرکز کی صورت میں قائم ہے۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان میں شمولیت

یقیناً ایک بہترین قائد کا امتیازی وصف یہ ہوتا ہے کہ وہ کارکنان کے چہرے پڑھ لیتا ہے اور نبض شناس ہوتا ہے شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ بھی کارکن کو دیکھتے ہی اس میں موجود قیادت کے جرثومے بھانپ لیتے۔ ہمارے ممدوح قاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالوکیل صدیقی کی ملاقات علامہ مرحوم سے ۱۹۷۵ء میں ہوئی۔ آپ نے علامہ شہید علیہ الرحمۃ کی دعوت پر جمعیت میں شمولیت اختیار کی اور نہ صرف آخر دم تک یہ جماعتی، تنظیمی رشتہ قائم رہا، بلکہ اپنی اولاد کو بھی وفاداری کا یہ سلسلہ نبھانے کی وصیت فرما گئے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ باوجود مرکزی جمعیت سے منسلک ہونے کے ہر اہل حدیث سے محبت رکھتے، دیگر تنظیموں کے قائدین سے آپ کے دیرینہ مراسم قائم تھے۔ ابتداء میں میاں فضل حق مرحوم کے مرکزی جمعیت سے سخت ترین اختلافات رہے، لیکن مجال ہے کہ قاری صاحب کے دل میں کبھی احترام کی معمولی کی بھی آئی ہو۔ اس بات کا میاں صاحب علیہ الرحمہ خود بھی اعتراف فرماتے رہے۔ جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر جناب عبدالرحمٰن سلفی ہر سال آپ کے ہاں تشریف لاتے۔ جمعیت اہل حدیث سندھ کے اکابرین سے آپ کا تعلق تادم آخر رہا۔ متعدد بار نیوسعید آباد سندھ میں خطاب فرمایا۔ تحریک المجاہدین کی قیادت سے بھی حد درجہ الفت فرماتے اور تحریک کے مؤقر جریدے ماہنامہ ''شہادت'' مجریہ مارچ اپریل ۲۰۱۱ء کے لیے جب خالد سیال صاحب نے آپ سے انٹرویو کی درخواست کی، تو آپ نے خندہ پیشانی سے قبول فرمالیا۔ اگر کسی سے آپ کا اختلاف تھا تو نظریاتی، محض تنظیمی اختلافات رکھنے کے قطعاً حق میں نہ تھے۔

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اُخوت کی جہانگیری! محبت کی فراوانی

اس بات کا بہت کم دوستوں کو علم ہے کہ آپ علامہ شہید کے دور میں ایک لمبا عرصہ نائب ناظم کے عہدے پہ بھی فائز رہے جبکہ علامہ صاحب ناظم اعلیٰ تھے۔ تحریک ختم نبوت اور تحریکِ نظام مصطفیٰ میں انتہائی کلیدی کردار ادا کیا۔ ختم نبوت اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے جیلیں بھی کاٹیں اور اسے اپنا توشۂ آخرت قرار دیتے تھے۔ تمام تر صعوبتوں کے باوجود آپ کے پایۂ استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔ گویا زبان حال سے فرماتے رہے کہ:

منظور یہ تلخی یہ ستم گوارہ ہم کو
دم ہے تو مداوائے الم کرتے رہیں گے

قلمی ذوق:

جماعتی، تنظیمی اور ادارے کی بے پناہ مصروفیات کے باعث تصنیفی ذوق کے باوجود یہ مشغلہ اپنا تو نہ سکے، لیکن تسکین جنوں کے باعث مختلف جرائد میں ان کے مضامین شائع ہوئے۔ آپ کے دو رسالے ''فضائل ومسائل رمضان المبارک'' اور ''احکام ومسائل عیدالاضحیٰ'' راقم کی نظر سے گزرے ہیں۔

خطابت:

آپ ایک شہرہ آفاق اور شعلہ نوا خطیب تھے۔ بولتے تو بولتے ہی چلے جاتے۔ اردو ادب میں آپ کو اس طرح کا عبور حاصل کہ الفاظ آپ کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوتے، جیسے عقیدت میں بھیگے مرشد کے سامنے۔۔۔۔۔ مرکزی جمعیت میں آپ کی شمولیت کا سبب ہی آپ کی خطیبانہ صلاحیت تھی۔ حضرت علامہ کی موجودگی میں دارالحدیث محمدیہ ملتان میں آپ کو فقط دس منٹ تقریر کرنے کا موقع دیا گیا۔ علامہ صاحب بدرجہ غایت متاثر ہوئے۔ اور کم از کم آدھا گھنٹہ خطاب کا حکم فرمایا۔ آپ خطاب فرما رہے تھے اور علامہ علیہ الرحمۃ آپ کو اپنا رفیق سفر بنانے کا ارادہ فرما چکے تھے۔ تقریر کے بعد آپ کو علامہ صاحب نے جماعتی نظم میں شمولیت کی دعوت دی، جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ یہ ۱۹۷۵ء میں علامہ صاحب سے آپ کی پہلی ملاقات تھی۔

آپ کے خطاب کے دوران مجمع پر عجیب سی روحانی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ جرأت مندی اللہ نے آپ کو بطور خاص ودیعت فرما رکھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ شیخوپورہ میں آپ سالانہ کانفرنس پر تشریف لے گئے، تو سامنے بریلوی حضرات نے اپنا سٹیج لگالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے خطبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اللہ نے آج مجھے سنت صدیق اکبر زندہ کرنے کا موقع بخشا ہے۔ توحید کے دشمنوں کو للکارنا سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے اور سنت صدیق اکبرؓ بھی ہے۔ آپ کے اس خطاب کا ایک اقتباس درج کرنا مناسب معلوم ہو رہا ہے۔ للکار کر فرمانے لگے:۔

''ظالمو! کرتے شرک ہو.......... پوجتے قبروں کو ہو.......... دھمالیں مزاروں پہ ڈالتے ہو.......... جبینیں آستانوں پہ رگڑتے ہو.......... گھوڑوں کے قدم چومتے ہو.......... تعزیوں کی پرستش کرتے ہو.......... غیروں کے آستانوں کو آباد کرتے ہو.......... اور مناتے جشن عیدمیلادالنبی ہو..... شرم تم کو مگر نہیں آتی''۔

افتاء وفتاویٰ:

آپ نے کبھی فتویٰ نویسی کی ہو۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں، البتہ مسائل متداولہ پر کامل دسترس رکھتے تھے، ایک مرتبہ خانپور سالانہ کانفرنس میں غالبًا ابراہیم بھٹی صاحب تشریف نہ لاسکے، تو سوال وجواب کی نشست میں خود ہی سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے، جس سے قابلِ دید خود اعتمادی کا اظہار ہوتا تھا، کہ آپ کامل مفتی بھی ہیں۔

وفات:

آپ ایک لمبے عرصے سے جگر کے عارضے میں مبتلا تھے، لیکن کبھی بیماری کو جماعتی ودینی سرگرمیوں میں رکاوٹ نہ بننے دیا۔ بقول شاعر: ؎

توتیر آزما ہم جگر آزمائیں

ساری زندگی جگر ہی آزماتے رہے۔ متعدد بار ڈی جی خان کے تبلیغی دوروں میں بیماری کی حالت میں تشریف لائے۔ بالآخر اس موذی مرض نے آپ کے جواں ہمت حوصلوں کو مغلوب کر ہی دیا۔ اور یکم مارچ ۲۰۱۳ء کو ڈاکٹرز ہسپتال لاہور میں داعئ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

متعدد بار آپ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ پہلی مرتبہ مشہور محقق عالم دین مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ اندرون وبیرون ملک آپ کے غائبانہ جنازے پڑھے گئے۔

آپ کو ہری پور ہزارہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ گویا جاتے جاتے اہلِ خان پور کو یہ کہہ گئے کہ ان اجری الاعلیٰ اللہ کہ میں جاتے جاتے اپنی ساری توانائیوں اور محنتوں کا صلہ میں تم سے دوگز زمین کا ٹکڑا بھی نہیں لیتا مجھے میری محنتوں اور اعمال کا صلہ صرف اپنے رب سے چاہئے۔ کیونکہ ان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔

جامع مسجد السلام اہل حدیث

سے تعاون کریں

گلشن فیض ملتان میں واقع اول منزل قابل گزارہ تعمیر کے بعد نماز پنجگانہ، خطبہ جمعہ، عیدین چار سال سے شروع ہے۔ اب دوسری منزل رہائش امام مسجد کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے۔ نیز اصحاب خیر ملحقہ پلاٹ برائے دینی درس گاہ خرید کر وقف کروادیں۔ شکریہ

بنام: محمد یاسین شاد

اکاؤنٹ نمبر 228 دی بنک آف پنجاب

ممتاز آباد ملتان 0301-7578681

منتظم جامع مسجد السلام اہل حدیث گلشن فیض نہر قاسم پور ڈاکخانہ (ممتاز آباد) ملتان شہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بھائی، میرے دوست!

قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوری رحمہ اللہ

ازقلم: جناب ملک محمد الیاس صاحب (ہری پوری، ہزارہ)

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپنی بخشش، رحمت اور مغفرت کی برکھا برسا کر رخصت ہوا۔ طالبانِ شوق نے اس کے ہر ہر لمحہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اللہ کی رضاء کے حصول اور عذاب النار سے بچنے کیلئے اپنے لیل ونہار کو احکاماتِ باری تعالیٰ اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے گزارے۔ اس کے اختتام پر حکمِ باری تعالیٰ پر عمل کرتے ہوئے کشادہ میدانوں میں کھلے آسمانوں کے نیچے، عجز وانکسار کی تصویر بنے ہوئے طلب صلہ ورضا کیلئے سجدہ ریز ہیں۔ اس دفعہ عیدالفطر کا یہ بھی اعزاز ہے کہ سیدالایام جمعۃ المبارک کو واقع ہوئی ہے۔ حسب سابق ہم تمام اہل خانہ ادائیگی نماز عیدالفطر کیلئے گھر سے روانہ ہوتے ہیں، اس سال قافلہ میں چند افراد کا اضافہ بھی ہے، جو ایک بڑی کمی کی طرف اشارہ بھی ہے۔ عامر صدیقی، عمیر صدیقی اور ان کی والدہ کا اضافہ۔ ہم سب کے اس احساس کو اجاگر کرتا ہے کہ ہم ایک عزیز ترین ہستی مؤدب ومہربان بھائی اور پیار ومحبت کرنے والے باپ اور ایک ذمہ دار شوہر کے بغیر نماز عید ادا کرنے جارہے ہیں۔ بعدازاں عزیز واقارب اور رفقاء جماعت کے ساتھ ملاقات کرکے آئے تو بے چینی اور یاسیت میں کئی گنا اضافہ ہوچکا تھا۔

میرے عید کے معمولات میں نماز عید کے علاوہ سب سے اہم اپنے بھائی سے فون پر بات اور عید کے حوالے سے مبارکباد کا تبادلہ ہوتا تھا۔ فون اکثر ان کی طرف سے آتا تھا، کیونکہ ادھر سے جب بھی فون کی کوشش کی جاتی، ان کا فون مصروف ہی ملتا تھا، ان کی ذمہ داریاں ہی کچھ ایسی تھیں۔ نماز، خطبہ عید اور اہلِ خانپور جن سے ان کو ایسی ہی محبت تھی، جتنی کہ اپنے خاندان کے افراد سے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ دوسری طرف خانپور کی جماعت بھی ان کی شیدائی تھی۔ اس لئے ان کا حق ہم سے زیادہ بنتا تھا۔ ان تمام مصروفیات سے فراغت کے بعد جب وہ گھر تشریف لاتے تو پھر تمام اہل خانہ سے فرداً فرداً ان کی عمر اور مرتبہ کے مطابق بات چیت کیا کرتے۔ یہ بات چیت عموماً عید اور اس سے متعلق فرائض کی ادائیگی اور تیاریوں کے متعلق ہوتی۔

میں اس بار بھی فون کی ہر گھنٹی پر چونک جاتا۔ دوسری طرف سے بولنے والا کوئی دوست، عزیز یا جماعتی ساتھی ہوتا تھا۔ دعائیہ کلمات کے بعد ذکر قاری صاحب کا ہی ہوتا اور بولنے والا اپنے الفاظ، انداز اور پیرائے میں اپنے دوست، عزیز اور ساتھی کا تذکرہ کرتا۔ اس سے ہمیں اندازہ ہوا کہ صرف ہم ہی نہیں ملک کے طول وعرض میں بسنے والے بے شمار لوگ جن کی قاری عبدالوکیل سے صرف ملاقات اور شناسائی تھی وہ بھی آج کے دن ان کی کمی اس طرح محسوس کررہے تھے، جیسے ان کے خونی رشتہ دار ہوں۔ اس سے دل کو ڈھارس بندھ رہی تھی۔۔ کہ ماہ مبارک کے مبارک شب وروز میں ان کے ہزاروں چاہنے والوں نے ضرور ان کے لیے دستِ دُعا اٹھائے ہوں گے اور ان کی دینی خدمات اور شخصی خصائل کے حوالے سے ربِ کریم سے ان کے لیے رحمت اور بخشش کا سوال کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان نیک اور باعمل بندوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا ہوگا اور قاری صاحب کو ان دعاؤں کا فائدہ ضرور درجات کی بلندی کی صورت میں ملا ہوگا۔ عید کا پہلا دن ہم سب بہن بھائی مل کر گزارتے ہیں۔ بڑا ہونے کے ناطے اس دن سب کا پڑاؤ میرے گھر میں ہوتا ہے، نماز کے بعد وقفہ وقفہ سے سب پہنچ گئے؛ آج ذکر تھا تو صرف ایک شخص کا، بھائی بہن سب اپنے جدا ہونے والے بھائی سے متعلق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ سب واقعات دوہرا رہے تھے اور ان سب حسنات کا ذکر ہو رہا تھا، جو ان کی زندگی میں برپا ہوئے یا گزارے تھے۔ اسی طرح ہمارے بچے اپنے چچا کو یاد کر رہے تھے، جو ان کا بزرگ بھی تھا اور دوست بھی۔

قاری صاحب کا ان بچوں سے محبت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ وہ جب بھی خان پور سے تشریف لاتے تو بچوں کو خاصا وقت دیتے، ان کے ساتھ مجلس برپا کرتے یہ مجلس سنجیدہ اور باوقار ہونے کے ساتھ ساتھ مفید اور بامقصد بھی ہوتی۔ اپنے تجربات اور ان سے حاصل شدہ نتائج سے ان کو آگاہ کرتے، مل جل کر کھانا کھاتے، اس طرح ان کا قیام، ان سب کے لئے ایک مکمل آگاہی کا پروگرام ثابت ہوتا۔

ادھر یہ تمام معمولات جاری تھے۔ ادھر میرے ذہن کی سکرین پر قاری صاحب کے بچپن سے لے کر جوانی اور بیماری تک کے تمام واقعات ایک فلم کی مانند چل رہے تھے۔ ان کا بچپن جو ذہانت، شوخی اور شرارت کا امتزاج تھا۔ ان کی جوانی جو انہوں نے دین کی تبلیغ اور ترویج کیلئے وقف کردی اور اس کا حق اس طرح ادا کیا کہ آج ایک دنیا اس کی معترف ہے۔ اس دوران انہوں نے اپنی صحت کی بالکل پرواہ نہیں کی۔ ایک موذی مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اس کے خلاف ایک طویل جنگ لڑی، اپنے مقصد سے لگن، اس سے ایسا عشق کہ اس کی راہ میں حائل کوئی بھی رکاوٹ ان کے سامنے ٹھہر نہ سکی۔ قرآن وسنت کی تبلیغ وترویج انہوں نے اپنے خونِ جگر سے کی اور آخر وقت تک اپنے اس عہد سے وفا کی، جو انہوں نے اپنے رب سے کر رکھا تھا۔ ان سے جب بھی ان کی بیماری یا کام کی زیادتی کا ذکر ہوتا اور انہیں مشورہ دیا جاتا کہ وہ اپنی صحت اور آرام کی طرف توجہ دیں تو جواب ملتا کہ مجھے دین کا کام کرنے دیں آگے آنے والی منزل بہت سخت ہے، میرے پاس کوئی زادِ راہ نہیں اور میرا دامن خالی ہے۔ مجھے اللہ سے اس کی رحمت اور بخشش کا سوال کر لینے دیں، شاید یہی میرے کام آئے۔

توحید وسنت کے وہ پودے جو انہوں نے جامعہ محمدیہ خان پور اور ضلع بھر میں مساجد کی صورت میں آباد کئے اور ساری عمر ان کی آبیاری کی، ان میں سے کئی ایک سایہ دار درختوں کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور ان سے میٹھے، خوشبودار اور فائدہ مند پھل بھی حاصل ہو رہے ہیں، جو ملک بھر میں قرآن وسنت کی خوشبو پھیلا رہے ہیں، وہ ابنائے جامعہ اور بناتِ جامعہ کا اس قدر خیال کیا کرتے تھے کہ جب بھی وہ ہری پور آتے، جہاں ان کا قیام محض چند دن کا ہوتا تھا، ان کا دھیان خان پور میں ہی ہوتا تھا، ہر وقت اپنے معاونین سے رابطہ میں رہتے اور وقتاً فوقتاً انہیں ہدایات سے بھی نوازتے، اپنے شاگردوں کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے، ہمیشہ ان سے باخبر رہتے، ان کی خوشی غمی میں شرکت کی کوشش کرتے، دوسری طرف شاگردوں کا حال بھی ان سے مختلف نہیں تھا، اپنے استاد سے ملنے پر ان کے چہرے بھی کھل اٹھتے، ان کی خدمت کو وہ اپنے لئے سعادت سمجھتے، اس سلسلہ میں صرف یہ واقعہ بیان کروں گا۔

قاری صاحب آخری ایام میں خان پور سے بذریعہ ریل راولپنڈی کے لئے روانہ ہوئے، راستے میں ان کی طبیعت بگڑ گئی، ہم نے لاہور رکنے کا فیصلہ کیا، لاہور ریلوے اسٹیشن پر ان کے دوست میاں محمد جمیل صاحب اور ان کے شاگرد عطاء الرحمٰن حقانی موجود تھے۔ ان دونوں حضرات نے ہسپتال تک ہماری رہنمائی کی اور اس کے بعد ہماری میزبانی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ عطاء الرحمٰن حقانی اپنے استاد کی دیکھ بھال میں کچھ ایسے مصروف ہوئے گویا کہ وہ سب کچھ بھول بھال گئے۔ انہی دنوں اللہ نے ان کو اولاد کی نعمت سے نوازا تھا، بچی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ ڈاکٹروں کے معائنہ اور علاج کے لئے وقت طے تھا، ہمارے اصرار کے باوجود انہوں نے جانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے انکار کردیا، اپنی بچی کی بیماری پر اُستاد کی دیکھ بھال کو ترجیح دی۔ وفات کے بعد میت کے ساتھ ہری پور گئے۔ تین دن تک وہیں قیام کیا اور ہماری معاونت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس خدمت کا اجر عطاء فرمائے۔

قاری صاحب اپنے گھرانے اور خاندان سے مکمل طور پر جڑے ہوئے تھے، ان کا تعلق اخلاص پر مبنی اور بے لوث تھا، خاندان کی ہر خوشی اور غمی میں شرکت کیا کرتے تھے۔ کبھی وقت اور مصروفیات کا بہانہ بنا کر پہلوتہی کرنے کی کوشش نہیں کی، بڑوں کی عزت اور ان کی خدمت اور چھوٹوں سے شفقت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ماضی میں ہمارے ایک بھائی کام کے سلسلہ میں جدہ میں مقیم تھے۔ انہوں نے ہمارے والد صاحب کو عمرہ اور حج کی ادائیگی کیلئے دعوت دی، والد مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے عازم سعودی عرب ہوئے۔ بھائی نے والد محترم کی خواہش پر مکہ مکرمہ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ قاری صاحب ہروقت پریشان رہنے لگے کہ والد صاحب اکیلے ہیں۔ ان کے آرام وآسائش کا کون خیال رکھتا ہوگا، آخر ان سے رہا نہ گیا اور خود روانگی کا فیصلہ کیا، تمام عرصہ والد صاحب کے ساتھ دیارِ حرم میں مقیم رہے اور ان کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ اسی طرح ۲۰۱۲ء میں جب وہ ہسپتال سے صحت یاب ہوکر آئے، تو ہم نے عمرہ کا پروگرام بنایا اور ایک ماہ کیلئے اکٹھے اس مبارک سفر پر روانہ ہوئے۔ قاری صاحب کو ہروقت میری فکر تھی اور میری ہروقت خدمت میں جتے رہتے۔ قیام وطعام کیلئے مناسب اور آرام دہ جگہ کا بندوبست کرتے اور تھکاوٹ دور کرنے کے لیے ٹانگیں دباتے اور سب کچھ وہ میری مرضی اور منشاء کے خلاف کرتے۔ اسی طرح ۲۰۱۱ء میں بکرا عید کے موقع پر میری ایک نواسی کو ڈینگی بخار ہوگیا۔ بچی کو CMH راولپنڈی میں داخل کیا گیا۔ بکرا عید کی مصروفیات کی وجہ سے وہ فوری طور پر نہیں آسکتے تھے، فون پر مکمل رابطے میں رہے۔ عامر صدیقی کو ہدایت کی کہ وہ ہر کام چھوڑ کر ہسپتال پہنچے اور بچی کے علاج ومعالجہ کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اپنی بھتیجی کا حوصلہ بڑھاتے رہے اور تمام اہل خانہ کو حوصلہ دیتے رہے۔ یہاں تک کہ بچی صحت یاب ہوکر اپنے گھر نہیں پہنچ گئی۔

اپنے خاندان کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے مسائل اور ان کے حل میں ان کی دلچسپی یکساں نوعیت کی تھی۔ انہیں بیماری کے آخری ایام میں جب وہ شیخ زید ہسپتال رحیم یارخان زیر علاج تھے، ان کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب اور ان کے بھائی تیمارداری کے لئے تشریف لائے، ان کے درمیان کوئی خاندانی تنازع تھا۔ مزاج پرسی کی، قاری صاحب نے دونوں بھائیوں کو بلایا اپنی نقاہت اور بیماری کے باوجود کافی دیر تک ان کے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرتے رہے اور ان کو نصیحت کی کہ اپنے اختلافات بھلانے کی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ حضرات اور دوسرے جو قاری صاحب کی جماعت سے وابستہ ہیں اپنے اختلافات کو بھلا کر صلہ رحمی کا مظاہرہ کریں۔

واقعات بہت سارے ہیں، لیکن طوالت اجازت نہیں دیتی۔ ان شاء اللہ۔ قاری صاحب کی یادوں کی یہ محفل ہمیشہ آباد رہے گی۔ قاری صاحب کے احباب، جماعتی ساتھی، خان پور کے بزرگوں، دوستوں، ماؤں، بہنوں، نوجوانوں اور ان کے شاگردوں اور معاونین جامعہ محمدیہ خان پور سے درخواست گزار ہوں کہ وہ قاری صاحب کی بخشش اور درجات کی بلندی کیلئے اپنی دن رات کی عبادات میں خصوصی اہتمام کریں۔ توحید وسنت کے پرچم کو تھامے رکھیں اور اسے مزید بلندیوں تک لے جائیں، ان کی قائم کردہ یادگاروں، مدارس اور مساجد کو آباد رکھیں۔ دامے درمے، سخنے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ

(عظیم قائد و مربی)

تحریر: جناب محمد الیاس فاروقی (احمد پور شرقیہ)

موسم بہار غالباً ۱۹۷۵ء میں مرکزی جامع مسجد اہل حدیث ٹاہلیاں والی احمد پور شرقیہ میں محترم حاجی عبدالرشید صاحب نے ایک تبلیغی مجلس کا اہتمام کیا، اس جلسے کے روح رواں خوش بیاں مقرر جو کہ پہلی مرتبہ ہی احمد پور شرقیہ تشریف لائے۔

سرخ وسپید رنگ، ٹھوڑی پر نمودار داڑھی کے چند بال، ذہانت سے بھرپور گہری آنکھیں، طمانیت بھرا چمکتا روشن چہرہ، عین عالم شباب میں نکلتا قد، انتہائی سلم وسمارٹ جسم، مزید سفید کرتا اور چوڑی دار پاجامہ زیب تن کیے ہوئے، انتہائی پرکشش اور مسحور کن شخصیت کے حامل جلوہ افروز ہوئے۔

اس بیس سالہ نوعمر شعلہ بیاں مقرر نے جب اپنے خطاب کے آغاز میں تقریباً بیس منٹ مسنون عربی خطبہ مترنم سحر انگیز آواز میں پڑھا (جو کہ ان کی پہچان بن گیا) تو سامعین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ بعدازاں توحید اور ردِ شرک کے موضوع پر مدلل اور سیر حاصل وعظ فرمایا تو رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

یکلخت یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے گھوم گیا جب یکم مارچ ۲۰۱۳ء جمعۃ المبارک کی صبح یہ روح فرسا خبر ملی کہ بطلِ جلیل قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

یادوں کی اس تیز آندھی میں گم گشتہ ورق الٹ پلٹ ہونے لگے! سوچیں منتشر سی ہوگئیں اور سمجھ نہیں آرہی کہ ان کا ذکرِ خیر کہاں سے شروع کروں؟

مرحوم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷۴ء کے وسط میں خانپور محلہ خواجگان کی جامع مسجد اہل حدیث میں بطور خطیب و مدرس تعینات ہوئے اور اس وقت جماعتی حیثیت برائے نام تھی۔ بقول قاری صاحب کہ اکثر اوقات اذان کہنے کے بعد مسجد کے گیٹ میں کھڑے ہوجاتے کہ کسی بھی راہگیر کو مسجد میں بلا کر نماز باجماعت ادا کرلی جائے۔ اس عالم میں بھی انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور دعوت وتبلیغ کے کام کو انتھک جہد مسلسل اور استقلال کے ساتھ جاری رکھا اور آخر دم تک اس مشن سے تغافل نہ کیا۔

دھیرے دھیرے جماعت کو منظم ومتحد کیا، اس کے بعد آپنا دعوتی دائرہ ملحقہ علاقوں میں وسیع کرتے ہوئے سندھ تک اپنی صلاحیتوں کو منوایا اور ایک وقت آیا کہ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست جانے گئے۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں راقم حیدرآباد میں اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد حسین محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مقیم تھا، والد محترم اس وقت مرکزی جامع مسجد محمدی اہل حدیث پکا قلعہ میں بطور خطیب اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ محترم قاری صاحب جب بھی حیدرآباد تشریف لاتے تو سیدھے مرکزی مسجد کا ہی رخ فرماتے۔ یہیں سے راقم کا قاری صاحب کے ساتھ براہ راست تعارف ہوا اور ان کی کمال شفقت، انس ومحبت کے سبب ان سے تعلق بڑھتا ہی چلا گیا۔ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ راقم کو پیار سے ''چھوٹے بھائی'' کہہ کر مخاطب فرماتے۔

اللہ کی قدرت میری ''نسبت'' بھی خانپور میں طے ہونے سے ان سے قربت کے مواقع مزید وسیع ہوگئے۔ اکثر وبیشتر جمعۃ المبارک اور خاص طور پر سالانہ کانفرنس کے مواقع پر آنا جانا رہتا تھا۔

خصوصاً کانفرنس کے اشتہارات اور دعوت نامے احمد پور شرقیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تقسیم کرنا راقم ہی کے ذمہ ہوتے تھے۔ ابھی جامعہ محمدیہ وجود میں نہیں آیا تھا اور صدیقی رحمۃ اللہ علیہ محلہ خواجگان ہی میں قائم مدرسہ ''دارالقرآن والسنۃ'' کی بالائی منزل پر رہائش پذیر تھے اور سالانہ کانفرنس جامع مسجد اہل حدیث خواجگان ہی میں منعقد ہوتی تھی۔

مالک کائنات نے صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا، بردباری وحلم، اخلاق حسنہ کا جامع پیکر، بھرپور قائدانہ صلاحیتوں سے مزین، ان تھک جہد مسلسل کا جذبہ واستقامت ان کی معمولات زندگی میں آخر دم تک متزلزل نہیں ہوا۔

انہی دنوں موسم سرما میں راقم اپنے برادر نسبتی خواجہ عبدالرحمٰن جن کو صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شروع سے آخر دم تک انتہائی قریب رہنے کا شرف حاصل ہے، کے ساتھ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کوئی گھنٹہ بھر گزرا ہوگا کہ اچانک خانپور کے قریبی علاقے سے جہاں جماعت میں کسی بات پر تنازعہ کھڑا ہوگیا تھا۔ جماعتی ساتھی تشریف لائے اور آتے ہی قاری صاحب سے مداخلت کر کے معاملات کو سلجھانے کی درخواست کی، قاری صاحب نے تنازعے کی بابت تفصیل طلب فرمائی۔ اسی اثناء میں فریق ثانی بھی آن پہنچے۔ معاملہ انتہائی سنگین تھا، ان کا مؤقف بھی تفصیلاً غور سے سنا، مگر بات بننے میں نہیں آرہی تھی۔

صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے قصوروار کی بھی سختی کے ساتھ سرزنش فرمائی۔ بالآخر معاملہ صلح پر منتج ہوگیا اور یوں خون خرابہ کی نوبت ٹل گئی اور یہ عمل کوئی چند لمحوں میں نہیں بلکہ اس میں پوری رات صرف ہوگئی اور فجر کی اذان ہونے لگی، یوں ہم بھی فجر کی نماز پڑھ کر گھر روانہ ہوئے اور یہ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قائدانہ صلاحیتوں کا ہی نتیجہ تھا کہ معاملہ سلجھ گیا اور اس طرح کے متعدد واقعات وحادثات سے ان کا پالا پڑا رہتا تھا، جنہیں وہ اپنی خداداد حکمت عملی سے سلجھایا کرتے تھے۔

مرحوم تقویٰ وپرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ اور رسم ورواج اور بدعات کے خلاف بہت سختی سے عملی اقدامات فرماتے تھے، جس کی مثال صرف ایک واقعے کی صورت میں پیش خدمت ہے۔

ایک وفاقی وزیر کے فرزند کی شادی کی تقریب جس میں اس وقت کے غالباً صدر مملکت بھی تشریف فرما تھے، میں صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدعو تھے اور نکاح بھی قاری صاحب نے ہی پڑھانا تھا۔ عین نکاح کے وقت دولہا سہرا باندھے نمودار ہوا، اس بطل جلیل نے سہرا اتارنے کا فرمایا، جس پر انہوں نے توجہ نہ دی تو یہ قاطع بدعت اس محفل سے اٹھ کر چلے آئے اور بالآخر نکاح کا خطبہ مولانا ابوبکر شرف الحق الاثری مرحوم نے پڑھایا۔

اخلاقی اقدار کی پاسداری، طبع پرسی یا جماعتی احباب کے جنازے میں بلاتفریق خاص وعام بذات خود شریک ہوتے اور اس کے لئے دور دراز کا سفر بھی ان کے عزم میں رکاوٹ نہیں بنتا تھا اور یہ صرف ان ہی کا خاصہ تھا۔ کہیں بھی وعظ ونصیحت کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔

میرے مربی استاد محترم حضرت مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جب اس دارفانی سے رخصت ہوئے، (یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ استاذی رحمہ اللہ کا اخلاق حسنہ ہی کا سبب تھا کہ بلاتفریق ومسلک عوام الناس کا سیلاب امڈا چلا آیا۔ ایسا منظر احمد پور کی تاریخ میں شاید ہی رقم ہوا ہو)۔ اس موقع پر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا مرحوم کی زندگی اور دینی خدمات پر اپنے مخصوص انداز میں خراج تحسین پیش کیا، تو پورے مجمع پر سکوت کا عالم طاری ہوگیا اور نماز جنازہ کی امامت کے فرائض استاذ الاساتذہ پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیئے۔

اسی طرح والد محترم حضرت مولانا محمد حسین محمدی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ان کی نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ پڑھائی۔

درمیان میں کچھ عرصہ میرا خان پور جانا نہیں ہوا، اسی اثناء میں میرے ماموں سسر جناب عبدالہادی کا روہڑی میں انتقال ہوگیا۔ وہیں قاری صاحب سے ملاقات ہوئی اور گلے ملتے ہی شکوہ فرمایا!

''چھوٹے بھائی! کیا خان پور سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے؟''۔

میں نے عرض کی ایسی کوئی بات نہیں، دراصل میں روزگار کے سلسلے میں کراچی میں تھا، ابھی چند دن پہلے ہی واپسی ہوئی ہے۔تو مسکرا کر دعائیہ کلمات اور نصیحت آموز جملے ارشاد فرمائے۔

جامعہ محمدیہ میں کانفرنس کے موقع پر دور دراز کے علاقوں سے جماعتی احباب وفود کی صورت میں شرکت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ کانفرنس کے اختتام کے بعد حیدرآباد سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں کو قاری صاحب نے روک لیا۔ دوسرے دن دوپہر کو ان مہمانوں کی ضیافت اپنے گھر پر ہی فرمائی۔ نماز ظہر کے بعد قاری صاحب مہمانوں کو لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ راقم اور خواجہ عبدالرحمٰن جامعہ ہی میں رک گئے۔

قاری صاحب نے فوراً ہی ہمیں بلوا بھیجا۔ محترم ڈاکٹر عبدالرقیب حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث حیدرآباد، محترم جناب حافظ عبدالصمد حفظہ اللہ بن حافظ محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ اور جناب محمد خالد قریشی دسترخوان پر موجود تھے۔ کھانے کے دوران راقم نے معزز مہمانوں کے روبرو قاری صاحب کے ابتدائی ایام خصوصاً عربی خطبہ جوان کی مخصوص شناخت تھا، اس کے علاوہ کچھ اور یادوں کا تذکرہ کیا، تو قاری صاحب مسکراتے رہے اور پھر خوب دل کھول کر ماضی کے تذکرے چھڑ گئے۔

اسی دوران قاری صاحب فرمانے لگے: ''میں یہ کہتا ہوں کہ علمائے کرام کو روزگار میں خود کفیل ہونا چاہئے۔ تبھی وہ دین کی خدمت صحیح انداز میں کرسکتے ہیں''۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی کسی بات کے جواب میں صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جو جملہ ارشاد فرمایا: اس کی حقیقت واہمیت آج واضح طور پر محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''ہم نے جہاں نکلنا تھا، نکل گئے، اب تو اللہ ہی ہمیں یہاں سے اٹھائے گا''۔

بے شک رب کریم جب، جیسے، جہاں اور جس سے چاہتے ہیں اپنے دین کا کام لیتے ہیں اور صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی یقیناً ایسے ہی پاکباز نفوس میں شامل ہیں، جن کے ذریعے اللہ رب العالمین نے اپنی منشاء کے مطابق ایک عالم کو شرک وبدعات کی گہرائیوں سے نکال کر توحید وسنت کے نور سے منور فرمایا۔ اللہ ان کی حسنات کو قبول ومنظور فرماتے ہوئے انہیں دارین میں بلند ترین اعزازات ومراتب سے نوازے۔ آمین۔

***

كل نفس ذائقة الموت۔

''ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' (القرآن)

ہم عظیم انقلابی قائد، مردِ آہن، جبل استقامت، قائد ملت اسلامیہ، بطلِ جلیل حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کو ان کی طویل علمی، تبلیغی اور اصلاحی خدمات انجام دینے پر خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

منجانب: عبدالقادر مدنی

مدنی کراکری سٹور......احمد پور شرقیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسن جماعت اہل حدیث!

تحریر: جناب مولانا محمد یٰسین شاد (ملتان)

۱۹۷۵ء کے آغاز میں احقر العباد کو مدرسہ دارالحدیث محمدیہ عام خاص باغ ملتان میں بطور طالب علم آنے کا موقعہ ملا اور یہیں محسن جماعت اہل حدیث مرحوم قاری عبدالوکیل صدیقی آف خانپور کے خطابات سننے کے مواقع ملے۔ قاری صاحب بھرپور جوان تھے، عموماً عنواناتِ خطاب اتباع سنت، تقلید شخصی وجامد پر ہوتے تھے۔ قاری صاحب کو زیادہ عرُوج وشہرت اس وقت نصیب ہوئی، جب علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے جماعت کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز کیا، علامہ صاحب دوران خطاب قاری صاحب کا نام لے کر تذکرہ کیا کرتے تھے۔

قضاء وقدر کے فیصلے اللہ کے ہاتھ میں ہیں، قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نوراللہ مرقدہ نصابی تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۷۴ء کو جامع مسجد اہل حدیث خواجگان خانپور شہر میں معلم وخطیب کے طور پر تشریف لائے، خانپور کے قریب علاقہ چاچڑاں میں خواجہ غلام فرید آف کوٹ مٹھن کے عقیدہ وحدۃ الوجود کا بڑا اثر ونفوذ تھا۔ یہ خطہ تقلید شخصی وجمود کا بھی گڑھ تھا۔ اس شہر میں مسجد اہل حدیث دعوت توحید وسنت کے حاملین چند افراد ضرور تھے، لیکن پوری جماعت نہ تھی۔ اس مصلح ومبلغ نے پوری دلجمعی واطمینان کے ساتھ دینی محنت کا ازسرنو آغاز کیا۔ چند سال کے بعد بیرون شہر بائی پاس روڈ کے نزدیک ۲۴ کنال جگہ خرید کر جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کی وسیع عمارت تعمیر کرائی۔ اس کا سنگ بنیاد رکھنے کا اعزاز امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیلؒ کے حصہ میں آیا۔ اس عمارت میں بہت بڑی جامع مسجد، طلباء کے لئے کلاس روم، ہوسٹل، بڑی وسیع لائبریری، طالبات کی تعلیم و تدریس کیلئے الگ الگ شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں۔ قاری صاحب نے اپنی زندگی میں سالانہ سہ روزہ کانفرنس کا اہتمام کیا اور ۳۶ سالانہ سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے کانفرنسیں منعقد کیں۔ یہ کانفرنس ''سالانہ اہل حدیث کانفرنس'' ماموں کانجن کے بعد جنوبی پنجاب کی سب سے بڑی کانفرنس ہوتی ہے۔ شب وروز کامیاب اجلاس ہوتے ہیں، قاری صاحب خود ہمیشہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے وابستہ رہے، لیکن کانفرنس میں کسی تنظیمی تفریق کے بغیر تمام اہم علماء و خطباء اہل حدیث کو مدعو کرتے تھے۔ کراچی سے جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کی قیادت کے ساتھ کثیر تعداد میں سامعین بھی تشریف لاتے تھے۔ تمام علماء اور مہمانوں کا مکمل احترام کرتے تھے۔

اس کانفرنس میں اہم کام بڑے معرکہ کا یہ ہوتا تھا کہ کانفرنس کے آخری روز بعد نماز عصر ریلی نکالی جاتی تھی۔ شہر کے بڑے چوک میں جاکر خطابات ہوتے تھے۔ شہر کے اہل حدیث معاونین اپنی کاریں عوام کے استعمال کیلئے دیتے تھے اور خود ریلی کے ساتھ پیدل چلتے تھے۔ اس ریلی کا اثر کانفرنس سے زیادہ ہوتا تھا۔ اب قاری صاحب کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند حافظ عامر صدیقی سلمہ اللہ تعالیٰ کو مہتمم وجانشین بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے فوز وفلاح سے نوازے۔ آمین۔ معلوم ہوا ہے کہ قاری صاحب نے درسگاہ کی طرف سے سہ ماہی ''نداء الایمان'' خان پور بھی جاری کیا ہوا تھا، جس کے سات شمارے ان کی زندگی میں شائع ہوئے تھے۔ شمارہ نمبر ۸ ان کی وفات کے بعد حیات وخدماتِ دینی وعلمی پر مشتمل ہے۔

تبلیغی میدان میں جنوبی پنجاب خصوصاً اضلاع ملتان، بہاول پور، ڈیرہ غازیخان کے علاوہ سندھ، بلوچستان، سرحد بلکہ پورے پاکستان کے کثرت سے دورے کیا کرتے تھے، کسی جگہ بھی احباب جماعت سے بعض عوامی خطباء کی طرح ''نذرانہ'' وغیرہ نہ لیتے، کتنا

(بقیہ صفحہ 152 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ رحمانیہ

المعروف

جامعہ ابراھیمیہ (رجسٹرڈ)

قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس اور اشاعت دین کے لئے شہر سیالکوٹ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کی قائم کردہ عظیم وقدیم علمی درسگاہ ہے، جس سے لاتعداد سلفی علماء اور حفاظ کرام فیض یاب ہو کر خدمتِ دین میں مصروف عمل ہیں۔

یہ عظیم درسگاہ اب کسی تعارف کی محتاج نہیں، اس کے کارہائے نمایاں کی فہرست بہت طویل ہے اور روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جامعہ میں شعبہ درس نظامی حفظ القرآن، تجوید وقرأت، فتاویٰ جات، تصنیف وتالیف، دعوت وتبلیغ اور طلباء کے لیے مفت کتب وعلاج اور قیام وطعام کا معقول انتظام ہے۔

بفضل اللہ تعالیٰ! حال ہی میں دینی وعصری علوم کو یکجا کیا گیا ہے...... وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے امتحانات کے تحت اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں یقینی داخلہ اور حصول تعلیم کی راہ کو ہموار بنایا گیا ہے تاکہ دینی طلباء اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے دنیوی اعتبار سے اپنے مستقبل کو روشن کرسکیں۔

برائے معلومات

مہتمم: قاری عبدالرحمٰن 0300-6161913

ناظم تعلیم عبدالحنان جانباز ایم اے 0300-7123419

صاحبزادہ پروفیسر عبدالعظیم شعبہ انگریزی لیڈرشپ کالج سیالکوٹ 0300-6122644

منجانب: انتظامیہ جامعہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) سیالکوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! میرے شیخ چل بسے!

تحریر: جناب مولانا محمد عثمان (امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع سکھر)

میں یکم مارچ ۲۰۱۳ء کی صبح نماز فجر کے بعد مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں تھا کہ پاکستان سے برادرم محمد لقمان کا sms موصول ہوا، جسے پڑھتے ہی میرے اوسان خطا ہو گئے۔ زبان پر انا للہ کے الفاظ تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ میرے محبوب قائد، محسن ملت، استاذ العلماء حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اس دارِ فانی سے دارالبقاء کی جانب کوچ کر چکے تھے۔

(اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه)

میں بے اختیار یادوں کے دریچوں میں کھو گیا، آج جمعہ کا دن تھا اور میں رکنِ یمانی کے سامنے بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ سن رہا تھا۔ شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ کا روح پرور خطاب ہو رہا تھا۔ ان کی دعاؤں کی تڑپ سے مجھے قاری صاحب کی شخصیت یاد آ رہی تھی، کہ یہی تو وہ جگہ تھی، جہاں ہم نے اکٹھے بیٹھ کر ۶-اپریل ۲۰۱۲ء کا خطبہ سنا تھا۔ ۱۱-اپریل ۲۰۱۲ء کو جمعہ اور بعد میں مکتبہ اہل حدیث کا پروگرام، یہ زندگی کے سہانے ایام اور پھر وطن کے حوالے سے آپ کی یادیں اور باتیں۔ الغرض یہ کہ چودہ سالہ رفاقت میں گزرنے والے مختلف لمحات مجھے یاد آنے لگے۔

مارچ ۱۹۹۹ء سے لے کر ۲۱-اکتوبر ۲۰۰۳ء تک پانچ سال سے زائد عرصہ میں نے آپ کی تربیت میں گزارا۔ بچپن میں کبھی آپ کے جوش خطابت اور مسلک کے لیے بے پناہ جذبات کو دیکھا کرتے تھے۔ ۲۸ مارچ ۱۹۹۴ء کو آپ نے سکھر پان منڈی میں مسلک اہل حدیث کی عظمت پر تاریخی خطاب فرمایا تھا۔ تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ کے جذبہ سے سرشار اس رجلِ عظیم نے خان پور میں ۳۶ سالانہ سہ روزہ عظیم الشان کانفرنسیں منعقد کیں، جس کے نتیجے میں ایک محتاط انداز کے مطابق ۵۴۰۰-افراد نے مسلک اہل حدیث اختیار کیا۔

مجھے استاد محترم رحمہ اللہ کے ہمراہ سفر و حضر میں قیمتی لمحات میسر آئے، آپ کی نصیحتیں، شفقتیں اور محبتیں میرے لیے مشعلِ راہ اور متاعِ حیات ہیں۔

سکھر کی جماعت خاص طور سے مجھ پر اور میرے دستِ راست اور قابل فخر بھائی رانا عبدالحفیظ پر خصوصی شفقت فرماتے۔ ۴-اپریل ۱۹۹۸ء کو آپ سکھر میں تھے۔ ۵-اپریل ۲۰۰۴ء کے دن بھی آپ نے سکھر کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۷-دسمبر ۲۰۰۴ء کو آپ نے سکھر میں ریکارڈ ۴ پروگرام کیے۔ ۸ سال تک نیو سعید آباد کانفرنس کے سفر میں آپ نے مجھے ساتھ رکھا۔ ۹ مارچ ۲۰۰۶ء کو آپ الشیخ ابراہیم بھٹی حفظہ اللہ کے ہمراہ سکھر کانفرنس میں شرکت اور رانا عبدالحفیظ صاحب کے بھائی عبدالواحد صاحب کے ولیمہ کی دعوت پر تشریف لائے۔ یکم اور ۶ مارچ ۲۰۰۷ء کو بھی دو روزہ دورے پر آپ سکھر تشریف لائے۔ ۲۰۰۸ء میں ۲۲-اور ۲۳-اپریل کو آپ نے سکھر سمیت اندرون سندھ کا دورۂ کیا اور تنظیمی نظم قائم کیے۔ ۲۴ جون کو سندھ کی شوریٰ کا اجلاس منعقدہ کراچی میں آپ اور امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر مہمان خصوصی تھے۔

۱۱-اور ۱۲ جولائی کو ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب (MNA) کے ہمراہ آپ نے سکھر اور اندرون سندھ کا تاریخی دورۂ کیا۔

۴-اپریل ۲۰۱۰ء صبح ۱۰ بجے آپ نے جامعہ رحمانیہ اہل حدیث شاہ خالد کالونی سکھر کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۶-اکتوبر ۲۰۱۰ء کو آپ جامعہ ستاریہ سکھر کی کانفرنس میں شرکت اور شاہ خالد کالونی کے مرکز کا تعمیراتی جائزہ لینے کے لیے تشریف لائے۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۰ء کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر پر آپ نے افتتاحی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۴ مارچ ۲۰۱۱ء کو نیو سعید آباد کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۵ جون کو دار السّلام مسجد خانپور کے افتتاح پر حاضر ہوئے۔ یکم جولائی کی تقریب بخاری پڑھتیٰ کہ آپ ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء کو آخری مرتبہ ہمارے پاس سکھر تشریف لائے۔ میری آپ سے ملاقاتیں تو ہوتی رہیں، یہاں تک کہ ۱۶ فروری ۲۰۱۴ء کو میں نے شیخ زید ہسپتال رحیم یارخان میں آپ کی بیمار پرسی کی۔ میرا قائد اتحادِ امت کا بے لوث داعی، قوم ومسلک کا سچا وفادار، ملت کا غیور سپاہی، اپنی شاندار حیات سعید کا سچا وفادار آخری ایام میں بھی صبر و رضا کا پیکر تھا۔ ہم بوجھل قدموں کے ساتھ ہسپتال سے باہر نکلے۔ انسان ہونے کے ناطے خدشات کے باوجود میں استادِ محترم حافظ عاصم صاحب کی خصوصی اجازت سے سعودی عرب ۲۷ فروری ۲۰۱۴ء کو پہنچ گیا۔ حضرت قاری صاحب خان پور سے اسلام آباد کیلئے روانہ ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ میاں محمد جمیل صاحب اور دیگر رفقاء نے آپ کو لاہور میں روک لیا۔

الغرض میں سعودی عرب کبھی حطیم میں میزاب تلے، کبھی ملتزم کے ساتھ تو کبھی ریاض الجنۃ میں اپنے رب کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا رہا کہ اے اللہ! ہم کو اس عظیم نقصان پر نعم البدل عطا فرما۔ میرے مادرِ علمی جامعہ محمدیہ خان پور کو رہتی دنیا تک آباد وشاد رکھ، اور ملک وبیرون ملک ان کے سینکڑوں شاگردوں، علماء وحفاظ اور قراء کی خدمات کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جو کارخیر میں ان کے دست وبازو بنے، جنھوں نے ان کی تیمارداری کی، طبع پرسی کی اور جنازے میں بھی شریک ہوئے، جنھوں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں رخصت کیا۔

رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ حضرت قاری صاحب کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کی خطائیں معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔

یا اللہ مدد

اہل حدیث کے دو اصول:

اطیعوا اللّٰه و اطیعوا الرسول

اِک شخص سارے عالمِ اسلام کو ویراں کر گیا.........!

وکیل صحابہ، جبل استقامت، فخر اہل حدیث، بطل نبیل حضرت علامہ مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کتاب وسنت کی ترویج واشاعت میں تاحیات مصروف عمل رہے۔ ان کی زندگی بھی قابل رشک اور موت بھی قابل رشک۔ ہم ان کی طویل علمی خدمات پر اللہ کے حضور مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

ہم ان کے چھوڑے ہوئے مشن کی آبیاری کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

منجانب: محمد ندیم راجپوت

کیپٹل کراکری سٹور ......احمد پور شرقیہ

جاں تیری عطا تھی، سو تیرے نام کی ہے
ہم نے جیسے بھی بسر کی تیرا احسان جانا

ہم قائد ملت اسلامیہ، فخر اہل حدیث، بطلِ حریت، وکیل صحابہ حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی مغفرت تامہ کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

منجانب: محمد ارشد بدر (حاصل پور)

رکن ادارہ **تفہیم الاسلام** ......احمد پور شرقیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطل حریت، قائد اہل حدیث کی یاد میں

تحریر: جناب ابو محمد عثمان محمد احسان الحق لیاقت پوری

دنیا کی اس زندگی کا ایک طویل یا قلیل سفر طے کرنے کے بعد ہر کسی نے اس دار فانی کو خیر باد کہہ کر خالق حقیقی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔لیکن کچھ لوگ اس دنیا میں من کان للہ کان اللہ لہ کے مصداق بن کر اپنے شب و روز گزارتے ہیں۔جن کا وقتِ آخر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس مرد مجاہد نے اللہ کی توحید اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اشاعت و ترویج میں اپنی زندگی کو بسر کیا۔تو اللہ ربِ کائنات اس خوش بخت انسان کے اس دارِ فانی سے کوچ کر جانے کے بعد اس کے ایسے جانشین پیدا کر دیتا ہے۔کہ جو اُن کے مشن کو لے کر کمر بستہ رہتے ہیں اور زبانِ حال سے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ جس طرح اس مرد قلندر نے اپنی زندگی کو اللہ کی راہ میں وقف کیا، ہم بھی ان کے مشن کو تابندہ و آباد رکھیں گے۔قائدین اس دنیا سے جاتے وقت اپنی زبان سے کوئی وصیت کریں یا نہ کریں، لیکن ان کا ماضی اور ان کا وقتِ آخر اس بات کی وصیت ان کی حقیقی اور روحانی اولاد کو ضرور کرتا ہے کہ:

آئے تھے مثل بلبل ، سحر گلشن کر چلے
سنبھال مالی باغ اپنا، ہم تو اپنے گھر چلے

اور وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنی زندگی کو گواہ بنا کر ایسے پند و نصائح وارثانِ منبر و محراب کے حوالے کر کے گئے کہ زندگی شاہد ہے کہ جس کوچے اور بستی میں بھی گئے، وہاں سے پیار ملا ہو یا تکلیف، محبت کا اظہار ملا ہو یا پتھروں کی بارش، صدائے انصاف ملی ہو یا اعلائے کلمۃ اللہ کی سزا، ہر حال میں ایک ہی بات اور کلمہ ان کی زبان پر آیا کہ اے مالک وارض وسماء! ان تکلیفوں کو ہماری نجات کا ذریعہ بنا۔شاید بات کسی سے اوجھل نہ ہو کہ وہ دن اور وہ لمحات، دن کی گرمی ہو یا تاریک رات، اس شخص نے اس بات کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنایا کہ عرب کا دُریتیم جب تبلیغ کے میدان میں اترا، تو پورا عرب اُس کا دشمن تھا اور اس سے دشمنی دنیا کے کسی معاملہ میں نہ تھی، صرف اس ایک بات کی دشمنی تھی کہ اس محمد ﷺ نے ایک نئے دین کی بنیاد رکھ لی ہے اور اس دین کا نام لینے والے کو اس دنیا میں بسنے کا کوئی موقعہ نہیں ملنا چاہیے۔

ایسی ہی تکالیف برداشت کرنے والے ہمارے اسلاف میں ایک زندہ و تابندہ نام میرے محسن و مشفق مربی اور میرے روحانی باپ حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔جنہوں نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے آبائی گاؤں ہری پور ہزارہ سے کیا اور جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے رب کے دین کو اپنے سینے میں محفوظ کیا۔اور اس امانت اور اس علمِ دین کو پھیلانے کے لیے ضلع رحیم یار خاں کے ایک پسماندہ علاقہ خان پور کا رخ کیا۔پہلا خطبہ جمعہ ۱۹۷۴ میں خان پور کی ایک چھوٹی سی مسجد میں دیا اور اکتاہٹ سی محسوس کی کہ اس کوچے کی چھوٹی سی مسجد میں رہنا ناممکن ہے واپس ہری پور ہزارہ پہنچے۔تو اللہ رب العزت کی طرف سے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر دین کا کام کرنا ہی ہے تو ایسی جگہ کرو، جہاں دین کا نام لینا ایک جرم سمجھا جاتا ہے۔اور انہوں نے دین کے اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا، جہاں اس سے قبل روشنی کا کوئی مینار دکھائی نہ دیتا تھا۔انہوں نے ایک ایسی تاریک بستی میں دین کا علم بلند کیا کہ جب اس کوچے میں جہالت کا دور دورہ تھا اور لوگ دین سے ناآشنا تھے۔لیکن انہوں نے دینی طرز عمل پر اس علاقے کے لوگوں کی تربیت کی اور جہاں وہ اس مسجد کے ساتھ منسلک تھے، ان کی سب سے بڑی کوشش اسلام کا جھنڈا لہرانا تھی اور اللہ رب العزت نے ان کی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعی میں ان کو کئی ایک امتحانات سے بھی دوچار کیا۔

عرصہ چالیس سال انہوں نے اس سرزمین خانپور میں اللہ کے دین کی اشاعت کی اور اللہ کی توفیق اور اللہ کی رحمت ان کے شامل حال رہی۔ انہوں نے اسی خانپور میں "جامعہ محمدیہ" کے نام سے ایک پودا لگایا۔ جس کی بنیاد ۱۹۸۰ میں امام کعبہ الشیخ محمد بن عبد اللہ السبیل رحمہ اللہ کے ہاتھوں سے رکھوائی۔ اور اپنی ساری زندگی اس کی آبیاری کی۔ جس نے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کی اور ترقی کی وہ منازل طے کیں کہ لوگ اس بات پر رشک کرنے لگے اور وہ ننھا سا پودا ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا۔ صبح کیا، شام کیا، دوپہر کیا، شب و روز اس ادارہ سے لوگوں نے اپنی تعلیمی پیاس کو بجھایا اور دین کے علم کو ملک و بیرون ملک پہنچانے میں سرگرم عمل ہوئے بالآخر ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آیا کہ جس کا سلسلہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ و السلام سے شروع ہوا اور اس کائنات کی ہر ذی روح کے ساتھ پیش آئے گا۔ مورخہ یکم مارچ ۲۰۱۳ بروز جمعہ صبح پونے سات بجے اس دار فانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا۔ وہ کون تھے اور کس بات کی دعوت دیتے تھے۔ ۱۹۷۴ سے لے کر ۲۰۱۳ تک ایک تحریک کی صورت میں کام کیا۔ قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی دعوت ملک کے طول و عرض میں پہنچائی۔ یکم مارچ ۲۰۱۳ کے بعد وہ خود اپنا تعارف نہیں کروائیں گے بلکہ ایک ادارہ، زمانہ اور ایک جماعتِ کثیرہ ان کا تعارف ان الفاظ میں پیش کرے گی۔

؎ کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

اور اس باغ کی آبیاری کرتے ہوئے ان کو کون سی آزمائش نہیں آئی......ان کو کس کس دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا...... مشکل حالات سے دوچار ہونے کے بعد بھی انہوں نے اپنے ادارے کو مستحکم کیا۔ بقول شاعر:

؎ ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا، چمن میں جب بہار آئے

خان پور کا علاقہ کیا تھا اور وہاں کے لوگوں کی دینی حالت کیا تھی۔ لوگ کس طرح ضلالت و گمراہی کے جال میں پھنسے ہوئے تھے، رسوم و رواج میں جکڑے ہوئے تھے اور بقول خطیب کنتم علیٰ شفا حفرة من النار کہ اہل خانپور تمہیں یاد ہوگا کہ تم جہنم کے کنارے پہ جا لگے تھے کہ اس مردِ مجاہد نے اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان سنا سنا کر تمہیں اس گڑھے سے بچایا۔

قاری صاحب علیہ الرحمہ کی ایک انمٹ نشانی جامعہ محمدیہ مرکز اہل حدیث خان پور ہے۔ اسی جامعہ میں تین روزہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوتی تھی۔ اور یہ کانفرنس اس وقت پورے ملک میں اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت قاری صاحب علیہ الرحمۃ نے اخلاص و للّٰہیت کو اپنے دل میں بسایا اور پوری تندہی کے ساتھ راہِ دین میں کمر بستہ تھے۔ اور اپنے حلقہ احباب میں نہ صرف اہل حدیث کو بسایا، بلکہ خانپور میں ہر مکتب فکر کے لوگ قاری صاحب موصوف سے مانوس تھے اور اس بات کا عملی مظاہرہ قاری صاحب کی وفات کے بعد بھی لوگوں نے دیکھا کہ ان کے غائبانہ نماز جنازہ میں ان کے عقیدت مندوں میں، ہزاروں شاگرد، سینکڑوں علماء، اکابرین جماعت، سیاسی و مذہبی قائدین کے علاوہ جماعت اسلامی کے قائدین، انجمن تاجران، وکلاء حضرات حتیٰ کہ اہل تشیع کے مرکزی رہنما جامعہ کے اس اسٹیج پر پہنچے اور ان اشعار کو مختلف انداز میں دہرایا۔

؎ بچھڑا کچھ اس انداز سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص پورے شہر کو ویران کر گیا
جنگل میں اتنی خاموشی پہلے تو کبھی نہ تھی
اے کاروانِ قافلہ! لگتا ہے کوئی ساتھی بچھڑ گیا ہے

(بقیہ صفحہ 156 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوری رحمہ اللہ

تحریر: جناب محمد یوسف نعیم (کراچی)

قاری عبدالوکیل صدیقی جمعرات اور جمعۃ المبارک کی درمیانی شب ڈاکٹرز ہسپتال جوہر ٹاؤن لاہور میں نماز فجر کے بعد یکم مارچ ۲۰۱۳ء کو وفات پاگئے۔ محترم قاری صاحب ۲۰۰۷ء سے ہیپاٹائٹس بی کے مرض میں مبتلا تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ بلاشبہ موت العالم موت العالم، عالم کی موت ایک جہان کی موت ہے اور عالم کے علم کے نور سے ایک جہاں روشن ہوتا ہے۔ معاشرے میں عالم کی موت سے فکری اندھیرا چھا جاتا ہے اور ایک عالم دین اللہ کے دین کا محافظ بھی ہوتا ہے۔ جب اللہ کے دین کی روشنی کو بجھانے کے لیے ناعاقبت اندیش کوشش کرتے ہیں تو عالم دین ہی اس وقت تقریر وتحریر سے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ قاری صاحب نے بھی اس کردار کو نبھایا انہوں نے مختلف موضوعات پر پانچ/سات کے قریب کتابچے بھی شائع کیے اور زندگی کے آخری سالوں میں ''نداء الایمان'' کے نام سے سہ ماہی رسالہ بھی نکالا جوان کے لیے صدقہ جاریہ بنے گا۔ قاری صاحب نے اپنے علم کو پھیلایا بھی اور بڑھایا بھی۔ انہوں نے وفاق المدارس السلفیہ سے شھادۃ العالمیہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم کو جاری رکھا اور MA عربی اور MA اسلامیات کی الگ سے بھی تعلیم مکمل کی۔ انہوں نے اپنے علم سے دوسروں کو بھی متاثر کیا اور دوسرے علماء سے خود بھی متاثر ہوئے اس سلسلے میں ان کے صاحب زادے عامر صدیقی نے بتایا کہ ان کے والد محترم سید بدیع الدین راشدیؒ (محدث سندھ) شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، سید داؤد غزنویؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ بلاشبہ علمی حلقوں میں یہ بہت بڑے نام ہیں۔ میں نے عامر صدیقی صاحب سے پوچھا کہ قاری عبدالوکیل کے بعد صدیقی، لاحقے کا کیا پس منظر ہے، تو جواباً کہا والد صاحب نے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں دوران طالب علمی مدرسے میں ایک مناظرے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفاع میں کامیاب دلائل دے کر مناظرہ جیت لیا، تو ان کے استاد نے متاثر ہو کر فرمایا کہ تم آج سے صدیقی ہو، پھر بعد میں استاد کا یہ دیا ہوا لقب قاری صاحب کے نام کا حصہ بن گیا۔ یہ کوئی خاندانی نسبت نہیں، جس طرح بعض لوگ فاروقی، عثمانی اور علوی کہلاتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ قاری صاحب کا خان پور میں ایک اہم دینی Setup تھا۔ قاری صاحب کی وفات کے بعد اس ذمہ داری کو کون نبھائے گا، تو عامر صاحب نے بتایا کہ اس کام کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے۔

ماشاء اللہ سلف کے بعد خلف بھی اچھے ہوں تو کام چلتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے راقم الحروف کی دعا ہے (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس کے حکم سے نیک کام پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں) اللہ تعالیٰ اس نیک کام میں عامر صاحب کی مدد فرمائے۔ (آمین)

سلسلہ کلام جاری تھا، میں نے دوران گفتگو پوچھ لیا۔ عامر صاحب قاری صاحب تو اللہ کو پیارے ہوگئے اور خان پور کی سالانہ سہ روزہ کانفرنس بعنوان سیرت النبی ﷺ بھی مارچ ۲۰۱۳ء میں منعقد ہونا تھی، تو کہنے لگے فی الحال کانفرنس یک روزہ ہوگی جو ۵-اپریل ۲۰۱۳ء کو ان شاء اللہ منعقد ہوگی۔ پھر میں نے پوچھا ان کے سہ ماہی ''نداء الایمان'' کا معاملہ کیا ہوگا تو کہنے لگے وہ ان شاء اللہ جاری رہے گا۔

قارئین کرام! قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب کا اصل نام ''عبدالوکیل'' ہے نام سے پہلے قاری اور نام کے بعد صدیقی لکھا ہوا ہے۔ نام کے لاحقے سے متعلق تو آپ نے جان لیا۔ آیئے اب نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سابقے سے بھی کچھ سابقہ پڑ جائے۔

قرآن مجید کو حسن آواز وصحیح تلفظ سے تلاوت کرنا بھی قرآن کے حقوق ادا کرنے میں سے ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا قرآنی حق ادا کرنے میں سے ہے، اسی طرح پیغام قرآن کی تبلیغ کرنا یہ بھی قرآنی حق ادا کرنے میں سے ہے اور قرآن سے نسبت پر فخر کرنا یہ بھی ایمان کی علامات سے ہے۔

واہ واہ! نسبت، نسبت میں فرق ہے۔ ایک قرآن پڑھ کر فخر کرتا ہے ایک جاگیردار بن کر فخر کرتا ہے۔ بلاشبہ قرآنی نسبت کا اعزاز اتنا بڑا ہے کہ اتنا بڑا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی سردار، جاگیردار، خانزادے اور دنیا کے تاجدار کا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم.** ''بلاشبہ تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ترین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے''۔ **(الحجرات:۱۳)**

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء.** (فاطر۔۲۸) ''بے شک اللہ کے بندوں میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں''۔ پھر ایک کے دامن میں علم کی دولت اور دوسرے کے دامن میں دنیا کی دولت ہو، تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں جو عالم کی قدر ہے وہ کسی دنیادار اور جاگیردار کی نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ **ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون.** (زمر۔۹) ''کیا جاننے والے اور لاعلم برابر ہوسکتے ہیں؟'' اور یہ بھی حقیقت اور تاریخ ہے کہ خان پور جس خطے میں واقعہ ہے وہ جنوبی پنجاب کہلاتا ہے۔ اس خطے میں وڈیروں، جاگیرداروں اور سرداروں کا کتنا زیادہ اثر ورسوخ ہے، وہ اس خطے کے باسیوں سے پوچھا جاسکتا ہے اور ایسے حالات میں حق کا ڈنکا بجانا بہت بڑی بات ہے۔ بڑی معذرت کے ساتھ، محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ (فاتح سندھ) ہوں یا شیر میسور ٹیپو سلطان رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا پھر شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، ان سب کو جو دکھ درد ملا اور شکستیں ہوئیں یا بظاہر ناکامیاں ملیں، ان میں زیادہ کردار اپنوں کا تھا۔

اسی طرح آپ تاریخ کی مزید ورق گردانی کرتے چلے جائیں، جب اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر محمد عربی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تو وہ اپنے ہی لوگ تھے، جنہوں نے آپ ﷺ کو اور آپ کے ہم نواؤں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور سوشل بائیکاٹ کر کے دیوار کے ساتھ لگانے کی کوشش کی۔ بلاشبہ **افضل الجھاد کلمۃ حق عند سلطان جائر**۔ ''بہترین جہاد جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے''۔ مذکورہ حدیث میں ''سلطان جائر'' کے الفاظ غور طلب ہیں۔ ''سلطان جائر'' میں ظالم حکمران مسلمان بھی ہوسکتا ہے اور غیر مسلم بھی ہوسکتا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ محمد ﷺ نے اہل عرب میں سے کسی کو گالی نہیں دی، برا بھلا نہیں کہا، بداخلاقی نہیں کی، بددیانتی نہیں کی، بیہودگی نہیں کی، کسی پر طعن بازی نہیں کی، کسی کو برے لقب سے نہیں پکارا۔ بس صرف اتنی سی بات تھی۔ ''لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو''۔

مگر یہ بات ان لوگوں نے ایسے محسوس کی، جیسے بہت بڑی گالی ہو اور انہوں نے غور وفکر کرنے کی بجائے اپنے ظالمانہ طرز زندگی پر اس دعوت کو طعنہ سمجھا، اپنی سرداری کو جاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ پر طعنہ وتشنیع اور سب وشتم کی بوچھاڑ کردی۔ بعینہ آج بھی نہ صرف علماء کے کل پرزے کسنے کی کوشش کی جاتی ہے بلکہ ان کی آواز کو بھی مسجد کے اندر ہی محدود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خان پور میں بھی دعوتی کام کیا۔ خان پور سے باہر ملک بھر میں دعوتی سفر کیے اور اسی طرح بیرون ملک بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم سے زندگی کی پہلی اور آخری ملاقات

۲۳ جولائی ۲۰۱۱ء کی گرمیوں کی بات ہے جب میں کراچی سے یعنی سندھ سے پنجاب میں لائبریریوں کی تلاش میں محوِ سفر تھا۔ پاکستان میں جون، جولائی کی گرمی ایک معنی رکھتی ہے۔ لوگ اگر ایمرجنسی میں نہ ہوں تو سفر کرتے وقت موسم کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ مگر مجھے گرمی سے زیادہ وقت کو مفید بنانا مطلوب تھا۔ اس وقت نے مجھے صادق آباد، خان پور، بہاول پور اور جلال پور وغیرہ کے سفر کرنے پر کمر بستہ کر دیا۔ گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ نے میرے عزم و ہمت کو کمزور نہیں کیا۔ گویا کہ:

ارادے جن کے پختہ ہوں، نظر جن کی اللہ پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

۲۳ جولائی ۲۰۱۱ء ہی کو میری ملاقات مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے جامعہ محمدیہ خان پور کے دفتر میں ہوئی۔ میں نے انہیں اپنی آمد کا مقصد بتایا اور ان سے شخصی تعارف کے لیے درخواست کی تو مجھے ماہنامہ ''شہادت'' اسلام آباد کا شمارہ دے دیا اور فرمایا اس میں میرا انٹرویو شائع ہوا ہے۔ آپ اس سے استفادہ کرلیں۔ میری صحت ناساز ہے، آپ سے طویل بات نہیں کرسکوں گا۔ میں نے شکریہ کے ساتھ وہ رسالہ لے لیا اور پھر دفتر کے ملازم سے کہا کہ ''نداء الایمان'' (سہ ماہی) ترجمان جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے شمارے بھی لے کر آؤ۔ پھر مجھے سہ ماہی ''نداء الایمان'' کا پہلا اور دوسرا شمارہ بھی دیا، ابھی یہ دو شمارے ہی چھپے تھے۔ میں نے ان کے چہرے مہرے کی طرف تھوڑا غور سے دیکھا۔ واقعتاً ہی ناساز طبع کے باعث قاری صاحب زیادہ گفتگو کرنے کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے۔

صدیقی صاحب رحمہ اللہ نے پھر ملازم سے کہا کہ ان کو لائبریری وزٹ کرادو۔ ملازم نے کہا، لائبریرین صاحب تو موجود نہیں ہیں اور چابی ہمارے پاس نہیں۔ فرمایا: کوئی سبیل پیدا کرو، نہیں تو پھر تالہ توڑ دو۔ لہٰذا میری خاطر لائبریری کا تالہ توڑ دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید لائبریرین کا بھی قصور نہیں تھا، کیونکہ جامعہ کے سالانہ امتحانات اور نتائج کا مرحلہ گزر چکا تھا اور لائبریری کا کردار بھی تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے لائبریرین صاحب سمجھتے ہوں گے کہ چابی دفتر میں یا دیگر کسی اہم فرد کو دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اب بھلا کراچی سے ہماری لائبریری دیکھنے کون آتا ہے؟ مگر میں پہنچ گیا۔ حسن اتفاق سے ہمارے ایک عزیز نوجوان عبدالوکیل ولد عبدالرحمٰن ناول اسی سال ہی شعبہ درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوئے تھے جو خصوصاً میرے لیے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ثابت ہوئے۔ یہ نوجوان قاری صاحب کے بہت قریب تھے۔ اس مقام پر مجھے کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ قاری صاحب جوانوں کے دلوں کی دھڑکن بنے ہوئے تھے۔ اس کی مثال جامعہ محمدیہ خان پور کے ایک سابق طالب علم (جنہوں نے ۴/۵ سال تک دورانِ تعلیم حفظ قرآن کی تکمیل کی، آٹھویں جماعت تک عصری تعلیم اور درس نظامی کی پہلی جماعت تک پڑھا) کے تاثرات بھی ہیں جو آگے آرہے ہیں۔ (ان شاء اللہ)۔

تاہم میں نے جامعہ محمدیہ کی لائبریری کا مشاہدہ کیا۔ لائبریری مرتب اور منظم تھی۔ الماریوں پر عنوانات کی چٹیں چسپاں تھیں۔ آپ بھی جامعہ کی لائبریری میں ان کے نام پڑھ کر محظوظ ہوں اور اندازہ لگانے کی کوشش کریں کہ قاری صاحب لائبریری کے معاملے میں کس ذوق کے مالک تھے اور کس قدر لائبریری کا خیال رکھتے ہوں گے۔ آئیں ذرا وہ چٹیں پڑھتے ہیں:

☆ برصغیر کے مسلم مفکرین کا دینی لٹریچر

☆ برصغیر کا اردو دینی لٹریچر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ الادیان والفرق
☆ اللغۃ العربیۃ
☆ المطالعہ العمومیہ
☆ قدیم عربی تفاسیر
☆ جدید عربی تفاسیر
☆ اردو تفاسیر
☆ غیر صحاح ستہ
☆ شروحات صحاح ستہ
☆ الحدیث
☆ صحاح ستہ مترجم اردو
☆ سیرت نبوی ﷺ
☆ تاریخ اسلام
☆ اسماء الرجال
☆ اردو فتاویٰ
☆ اخلاق و تصوف
☆ اسلامی عقائد و علم کلام
☆ خطبات

یہ قاری صاحب کی شفقت تھی، جنہوں نے ۱۵/۲۰ منٹ کی ملاقات میں میرے لیے اپنے خوشگوار تاثرات چھوڑے۔ جب دور دراز کے سفر سے کوئی نو وارد آئے تو اسے کھانا کھلانا اور چائے کا پوچھنا اسلامی آداب میں شامل ہے۔ وہ مہمان نواز بھی تھے، یہ بہت اعلیٰ صفت ہے مجھے بھی پوچھا۔ مگر آج مہنگائی کے دور میں یہ صفت عنقا ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ دینی مدارس کی حفاظت فرمائے۔ ان کی مالی و معاشی حالت کو مضبوط کرے اور ان کے سرپرستوں کو اللہ تعالیٰ خدمت کرنے کا خوب خوب جذبہ عطا فرمائے۔ کہاں ہری پور ہزارہ اور کہاں خان پور ایک طویل سفر ہے۔ مگر قاری صاحب نے آنکھ تو ہری پور میں کھولی اور خان پور میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں لیں۔ بلاشبہ ان کا یہ عمل ایک جذبے کے تحت ہی تھا۔ وہ صرف جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے ہی مدیر نہیں تھے، بلکہ اس کے علاوہ درجنوں مساجد کی تعمیر اور ان کی سرپرستی اور دیگر فلاحی کام بھی انہوں نے کیے گویا کہ اپنے ایصال ثواب کے لیے وہ اپنی بساط بھر خوب محنت کر گئے۔ ماہنامہ ''شہادت'' اسلام آباد مارچ/اپریل ۲۰۰۱ء سے ان کے حالات زندگی کے بارے میں جو قابل ذکر باتیں ملیں، آئیں شیئر کریں۔

نام: عبدالوکیل
سن پیدائش: ۱۹۵۵ء
مقام پیدائش: ہری پور ہزارہ
خان پور میں آمد: ۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء
دینی تعلیم: حفظ قرآن، فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، علوم فقہ (دارالعلوم کراچی) دورہ قرآن (راولپنڈی)
چند اہم اساتذہ: شیخ الحدیث حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ، مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ (راولپنڈی) مولانا محمد الیاس اثری (گوجرانوالہ)
خطابت: مرکزی جامع مسجد خواجگان اہل حدیث۔ زیر انتظام۔ جامعہ محمدیہ خان پور
زبانوں سے واقفیت: اردو، عربی، پنجابی، سرائیکی وغیرہ
اندرون ملک دعوتی اسفار: لاہور، راولپنڈی، رحیم یار خان، گوجرانوالہ، فیصل آباد، شیخوپورہ، قصور، کوئٹہ، کراچی وغیرہ
بیرون ملک: سعودی عرب، کویت، بلجیم، متحدہ عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امارات (UAE)

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے صف اول کے رہنماؤں میں سے تھے اور مرکزی جمعیت اہل حدیث میں آنے کے لیے قاری صاحب کو دعوت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے دی تھی۔ جسے انہوں نے قبول کر کے مرکزی جمعیت اہل حدیث میں شمولیت اختیار کر لی اور تاحیات مرکزی جمعیت اہل حدیث سے ہی وابستہ رہے۔ میں نے قاری صاحب کی اردو تقریر کو اسٹیج پر بھی سنا اور ریکارڈنگ بھی سنی ہے۔ وہ ایک منجھے ہوئے خطیب تھے۔

غالباً ۱۹۹۴ء کی بات ہے، میں فاضل پور کی مرکزی جامع مسجد رحمانیہ میں خطیب تھا، تو مسجد کے سرپرست شمشاد خان شیروانی صاحبؒ کے پاس خان پور کی سالانہ کانفرنس کے لیے دعوت نامے اور اشتہار آئے۔ تب مجھے اندازہ ہوا کہ قاری صاحب کس جذبے کے جواں ہوں گے، واقعتاً ہی بڑے متحرک اپنے کام میں لگن رکھنے والے اور مسلسل متحرک رہنے والے انسان تھے۔ گویا کہ جمود موت کی علامت ہے، تو بات سمجھ میں آئی کہ حرکت اور جمود دو متضاد چیزیں ہیں۔

اس کائنات کے اندر ہر انسان کا دوست اور دشمن ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کائنات کی بہترین مخلوق انبیاء کرام کے ساتھ بھی یہ معاملہ رہا ہے۔ ہر دلعزیز ہونے کی صفت سے متصف ہونا ایک نادر و نایاب قسم کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنے اچھے ہیں، مگر کتنے ہی لوگ ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں، نہ ہی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں نہ ہی پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بے شمار تخلیقات ہیں، وہ بھی بہت خوب ہیں اور انسان ان میں خوب تر ہے۔ تو جناب قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی انسان ہونے کے ناطے معصوم عن الخطاء نہ تھے، انہوں نے بھی خیر و شر کے حالات میں زندگی بسر کی۔ مگر تادمِ تحریر ان کے چاہنے والوں کا گراف بلند ہی نظر آیا۔ ان کے چاہنے والوں میں پیر و جواں عالم و طالب اور تقریباً تمام شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ لوگ موجود ہیں۔ مجھے ملتان سے حافظ ریاض عاقب صاحب نے فون کر کے فرمایا کہ الشیخ صدیقی علیہ الرحمہ پر اپنے تاثرات لکھیں۔ احمد پور شرقیہ سے ماہنامہ مجلّہ ''تفہیم الاسلام'' کے ایڈیٹر محترم جناب حمید اللہ خان عزیز صاحب بھی بڑے معرکے کے آدمی ہیں، وہ بہت بڑا قدم اٹھانا چاہتے ہیں، وہ عالم دین کی خدمات کو اپنے مجلّے کے ذریعے خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین۔

کراچی سے حافظ عدنان سلفی صاحب بھی ان (قاری صاحب) پر پمفلٹ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ قاری صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے کہاں کہاں سے کام ہو رہا ہوگا؟ یہ صرف عالم الغیب والشہادہ ہی کو معلوم ہے۔ میری یہ تحریر کس درجے کی ہے، معلوم نہیں۔ اگر قاری صاحب پر چھپنے والے مجلّہ ''تفہیم الاسلام'' کے لیے کام آجائے تو زہے قسمت!

میں قاری صاحب کے لیے نیک جذبات رکھنے والے حافظ عدنان سلفی صاحب کے کچھ تاثرات ہدیہ قارئین کرتا چلوں۔ عدنان صاحب نے اپنے تاثرات کو عنوان دیا ہے۔ ''حافظ عدنان سلفی بن محمد اکمل بڈانی۔ سابق متعلم جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے اشک بھرے تاثرات''۔ ایک افسوس ناک خبر۔ خان پور میں رہنے والے حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی کا انتقال ہوگیا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

حقیقت یہ ہے کہ بہت بڑے عالم تھے، بڑے اعلیٰ پائے کے خطیب تھے، بڑے زبردست مبلغ، متقی اور پرہیز گار تھے اور انہوں نے اس قدر تبلیغی کام کیا ہے، ''اللہ اکبر''! آپ تھے ہری پور ہزارہ کے، لیکن یہاں جنوبی پنجاب میں آکر پڑھا بھی اور پڑھایا بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ نے ایک بڑی علمی قسم کی درس گاہ خان پور میں قائم کی۔ جہاں ہر سال سالانہ جلسہ بھی منعقد کیا جاتا ہے، پورے پاکستان سے اور سعودی عرب سے علماء کرام بھی شرکت کرتے ہیں اور بڑی رونق ہوتی ہے۔

جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر مولانا حافظ عبدالرحمٰن سلفی صاحب کا بھی درس ہوتا تھا، جب آپ صحت یاب ہوا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ جماعت کی جانب سے دیگر علماء کرام بھی قاری صاحب کی دعوت پر لبیک کہہ کر جایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت استاد قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جنوبی پنجاب میں زبردست تبلیغی کام کیا ہے۔ درجنوں کی تعداد میں مسجدیں بنوائیں اور بہت سے مدرسے قائم کیے اور اہل علاقہ کو دعوت دی۔ لوگ انہیں سن کر صحیح اسلام لائے اور انہوں نے صحیح عقیدہ اختیار کرلیا۔ شرک و بدعت اور غلط رسوم ورواج سے انہوں نے توبہ کرلی۔

حضرت قاری صاحب بڑے درد دل رکھنے والے انسان تھے۔ کئی سال سے جگر کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ کئی سالوں سے آپ کا علاج ہوتا رہا پھر چلتے پھرتے رہے۔ اب آ کر آپ کی طبیعت زیادہ بگڑنے لگی تھی، ڈاکٹروں نے مشورہ دیا تھا، آپ کے جگر کی پیوند کاری ہوگی اور اس کا آپریشن دہلی میں ہوتا ہے۔ وہاں بڑا ہسپتال ہے۔ چنانچہ سب ساتھیوں نے قاری صاحب کو تیار کرلیا۔ اچانک خان پور میں آپ کی طبیعت بگڑ گئی۔ پھر آپ کچھ دن رحیم یار خان کے ہسپتال میں رہے۔ آپ کی طبیعت کچھ سنبھلی اور آپ سفر کے لیے لاہور روانہ ہوگئے۔ اس سے دو دن قبل حضرت قاری صاحب کی مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب سے فون پر بات ہوئی کہ میں علاج کے لیے دہلی جارہا ہوں، آپ تمام جماعتی احباب سے میرے لیے دعا کرادیں۔ اللہ تبارک وتعالی میرا آپریشن کامیابی سے کرادے اور میں صحت یاب ہوکر واپس لوٹوں، پھر پتہ چلا کہ لاہور سے اسلام آباد کی طرف سفر کررہے ہیں، لیکن اسلام آباد پہنچ نہ سکے۔ لاہور میں آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی، پھر وہاں کی جماعت نے آپ کو ہسپتال میں داخل کیا۔ ہسپتال میں داخل تھے، امام عبدالرحمٰن سلفی نے فون کیا، لیکن وہاں قاری صاحب سے بات نہ ہوسکی۔ لیکن آپ کے ڈرائیور امان اللہ سے بات ہوئی، تو انہوں نے بتایا کہ قاری صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، ان کو دعاؤں میں یاد رکھیے۔ چنانچہ اگلے دن فجر کی نماز سے قبل خبر آئی کہ قاری صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ یہ خبر حافظ بلال شاہین نے حافظ عدنان اکمل بڈانی کو بتائی۔ حافظ عدنان اکمل نے کراچی کے اکثر علماء کرام کو اطلاع دی کہ نماز جمعہ کے بعد حضرت قاری صاحب کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھادیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمادیں اور اسی طرح کراچی میں ہی نہیں بلکہ فیصل آباد جامعہ سلفیہ، پتوکی اور اس کے علاوہ جماعت غرباء اہل حدیث ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل علی پور میں خیر پور سادات بستی بڈانی اور پاکستان کے دیگر شہروں میں اور خصوصاً جماعت غرباء اہل حدیث کی مرکزی مسجد میں جماعت کے امیر مولانا حافظ عبدالرحمٰن سلفی نے جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور خصوصی دعا کی۔

آپ کی تدفین آپ کے آبائی شہر ہری پور ہزارہ میں کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد الحق اثری نے پڑھائی۔ خان پور سے بھی گاڑیوں اور بسوں میں لوگوں نے جنازہ میں بھرپور شرکت کرنے کے لیے ہری پور ہزارہ تک سفر کیا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمارے قاری صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے۔ آمین۔

اب امام عبدالرحمٰن سلفی حفظہ اللہ امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں: جو ۹ مارچ ۲۰۱۳ء کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات میں انہوں نے مجھے دیئے: ''قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ صف اول کے مبلغ، صاحب تقویٰ، سادہ طبیعت کے مالک اور بہت بڑے عالم دین تھے''۔ ان کی سادگی کے متعلق امام صاحب نے بتایا کہ: ''جب قاری صاحب ہمارے ہاں مرکز میں تشریف لاتے، تو کھانے پینے کے لیے خصوصی فرمائش نہ کرتے، جو حاضر ہوتا وہی طعام تناول فرما لیتے۔ صدیقی صاحب سے جامعہ محمدیہ خان پور کی تعمیر سے بھی پہلے سے ملاقات ہے۔ (جامعہ محمدیہ خان پور کی سنگ بنیاد فضیلۃ الشیخ امام کعبہ محمد بن عبداللہ السبیل رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۸۶ء میں رکھی)۔ سالانہ کانفرنس میں جمعۃ المبارک کے خطبہ کے لیے خصوصی دعوت دیتے۔ باقاعدہ طور پر جماعت کے بیعت یافتہ تو نہ تھے، مگر ان کی انتہا درجے کی قربت کے باعث ایسے ہی لگتا تھا جیسے وہ جماعت سے وابستہ ہیں۔

قاری صاحب کی وفات کے بعد کراچی سے مجھے کسی نے پوچھا کہ کیا قاری صاحب جماعت کے بیعت یافتہ تھے؟ یعنی وہ جماعت کے اس حد تک قریب تھے کہ گمان ہوتا تھا کہ وہ جماعت غرباء اہل حدیث سے ہی منسلک ہیں۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ کراچی میں کسی کی شادی کے موقعہ پر تشریف لائے تھے، ہم نے انہیں جمعۃ المبارک کے خطبہ کی دعوت دی۔ شروع میں تو لیت ولعل سے کام لینے لگے پھر کہنے لگے آپ حکم کریں اور ہم ٹال دیں ممکن نہیں، پھر انہوں نے ہی جمعہ پڑھایا یہ جمعۃ المبارک شوال ۲۰۱۲ء میں پڑھایا گیا''۔ اسی طرح امام صاحب نے بتایا کہ: ''وہ کراچی میں اگر اپنے کسی کام سے بھی آتے، تو وہ مرکز جماعت غرباء اہل حدیث بزنس روڈ میں ضرور تشریف لاتے، ایک دفعہ کوئی خبر آئی کہ ان کے جمعیت اہل حدیث کے اندر کسی بات پر کچھ سخت قسم کے اختلافات ہوگئے ہیں۔ مجھے پتہ چلا تو میں نے انہیں جماعت کے ساتھ مل کر دعوتی کام کرنے کے لیے کہا، تو مسکرا کر ٹال گئے۔

ان کی وفات کے آخری ایام میں بیماری کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا کہ سارے علماء میرے لیے دعا کریں۔ لہٰذا تمام علماء کو قاری صاحب کی صحت یابی کے لیے دعاؤں کے لیے کہا گیا اور خود بھی دعاؤں کا اہتمام کیا۔ میں نے ان کی وفات کے بعد نماز جمعہ کے بعد ان کے لیے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور اسی طرح ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کے بارے میں صحیفہ اہل حدیث کے لیے مضمون قلم بند کیا ہے:

قاری صاحب کے دل میں امام صاحب کا احترام

امام صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ ''کانفرنس کے موقع پر قاری صاحب کراچی والوں کے لیے خصوصی کمرے کا انتظام کرتے، اسی طرح کھانے پینے کے حوالے سے بھی بڑا خیال رکھتے۔ ایک دفعہ میری طبیعت خراب ہوگئی، تو قاری صاحب نے کہا، میں آپ کے لیے کھچڑی بنواتا ہوں سالانہ کانفرنس کے موقعہ پر حالانکہ وہ بہت مصروف ہوتے۔ مگر اس کے باوجود کھچڑی تیار کرانے میں وہ کامیاب ہوگئے۔ خان پور کی سالانہ کانفرنس کے بعد واپسی پر وہ خان پور کے کھوئے کا تحفہ بھی دیتے اور واپسی پر ٹرین کی ٹکٹیں بھی کروا کر دیتے، تاکہ سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ان کی میزبانی بے مثال تھی''۔ اسی طرح جتنے دن ہم کانفرنس کے موقعہ پر رہتے، پھل فروٹ کا بھی بڑا اہتمام کرتے''۔ آنکھیں اشکبار ہوگئیں امام صاحب آبدیدہ ہوگئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اللھم اغفر لہ.

امام صاحب نے قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب کی طرف سے خان پور کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لیے اپنے نام خط کی فوٹو کاپی مجھے دی، جس میں ۲۰۱۳ء کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لیے امام صاحب کو مدعو کیا گیا۔ قاری صاحب لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم المقام عزت مآب جناب حضرت الامام صاحب ﷾

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی اور سلامتی ایمان کے ساتھ تادیر سلامت رکھے اور دارین کی سعادتوں اور بھلائیوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کی سالانہ سہ روزہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس ۲۲، ۲۳، ۲۴ مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ ہر سال اس کانفرنس میں جماعت غرباء اہل حدیث کے علماء کی بھرپور نمائندگی ہوتی ہے، اس مرتبہ بھی آپ کی وساطت سے جماعت غرباء اہل حدیث کے علماء کرام کو مرکزی نظم کے تحت مدعو کیا جا رہا ہے۔ ازراہ کرم مرسلہ دعوت نامے ان علماء کو دے کر حکماً خان پور کانفرنس میں شرکت کے لیے روانہ کریں، دل تو بہت چاہتا ہے کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ لیکن آپ کی علالت طبعی پیش نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے اور آپ پر رحمتیں فرمائیں۔ مرکز میں سب کو سلام مسنون۔ والسلام مع الاحترام۔

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پور

قارئین کرام!

قاری صاحب مرحوم کے حوالے سے جو تاثرات آپ نے ملاحظہ فرمائے وہ مرحوم کی زندگی کا ایک انتہائی مختصر خاکہ ہے۔ ہر انسان کی زندگی کے مختلف پہلو ہوتے ہیں، میں انہیں اجاگر کرنا چاہوں تو بڑے وقت اور کئی صفحات کی ضرورت ہوگی، اگر یہ کام ہو بھی جائے تو آپ کے پاس اتنی فرصت بھی تو نہیں ہوگی۔ آپ چاہیں تو دیگر فاضل اہل قلم کے تاثرات وافکار سے بھی مستفید ہو سکتے ہیں اور ان شاء اللہ ضرور ہوں گے۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خان پور میں آمد اور ان کی وفات پر میرے ذہن میں ان کے لیے ایک شعر آیا، میرا خیال ہے وہ خان پور میں ان کے عقیدت مندوں کے لیے تحفہ ہوگا۔ میں قاری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے سپرد قرطاس کر رہا ہوں:

ع آئے وہ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

❁❁❁

بقیہ: محسن جماعت اہل حدیث

عمدہ کردار ہے......۔ **تقبل اللہ سعیهم**.

اب آخری بات سنئے، ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ لاہور میں اپنے رفقاء مولانا حبیب الرحمٰن یزدانیؒ، مولانا عبدالخالق قدوسیؒ، مولانا محمد خان نجیبؒ ودیگر کے ہمراہ بم دھماکے میں شہید ہو گئے تھے۔ ۱۹۸۷ء کے وسط میں بہاول پور شہر میں احتجاجی جلسہ کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ مقامی جماعت اہل حدیث یہ احتجاجی جلسہ کرنے کے حق میں نہ تھی۔ ان کی درخواست پر پابندی لگا دی گئی۔ اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے اہم رہنماء وعلماء آگے آگئے تھے۔ احتجاجی جلوس شکار پوری گیٹ پر آگیا، وہیں جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے میر کارواں قاری عبدالوکیل صدیقیؒ ہی تھے۔ الحمدللہ جلسہ کامیاب رہا۔ اس جلسہ کی کارروائی ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور میں جناب مولانا عطاء الرحمٰن ثاقب شہید کے قلم سے شائع ہوئی تھی۔ قاری صاحب اس جہاں میں نہیں رہے، وہاں جا چکے ہیں، جہاں سب نے ہی جانا ہے، اپنے اپنے وقت پر۔ دعا ہے کہ: "**توفنا مع الابرار**". (آل عمران۔ آیت نمبر ۱۹۳) ''اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر''۔ آمین۔

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلوص کا پیکر

تحریر: جناب مولانا محمد نعمان جان۔ احمد پور شرقیہ

ہم نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے گھرانے کو عامۃ الناس کی طرح شرک، بدعات اور رسم ورواج کے اندھیروں میں ڈوبا پایا، لیکن من یرد اللہ خیرا یفقھہ فی الدین کے تحت والد محترم پر اللہ رب العالمین نے اپنی خصوصی رحمت فرمائی۔ جہالت کے بادل چھٹے اور دینِ حق کی ضیاء سے منور فرماتے ہوئے ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ والد محترم کی خواہش تھی کہ ان کے بیٹے دین کے خادم بنیں۔ اسی جذبے کے تحت مجھے اور میرے بھائی سلمان جان کو دینی تعلیم کے حصول کیلئے جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور میں داخل کرانے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت راقم سکول میں مڈل اور سلمان جان ساتویں کلاس میں پڑھتے تھے۔ چنانچہ ہم دونوں بھائی اپنے ابو جان اور دادا جی کے ہمراہ خانپور روانہ ہوئے۔

محترم قاری عبدالوکیل صدیقی صاحبؒ نے انتہائی شفقت فرمائی، ہمارا ٹیسٹ لینے کے بعد فرمایا کہ بچوں کو شعبہ علوم اسلامیہ میں داخل کرائیں، اس کی تکمیل کے بعد ان کیلئے حفظ قرآن آسان ہو جائے گا۔

ابھی ہمیں جامعہ میں تین سال ہی مکمل ہوئے تھے، کہ والد محترم کو اللہ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ ۹-اکتوبر ۲۰۱۰ء کا دن جب قاری صاحب کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو اپنے دفتر میں طلب کیا۔ بڑی شفقت ومہربانی سے ہمارے سروں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ آپ کے ابو کی طبیعت خراب ہے، آپ لوگ فوراً گھر چلے جائیں۔ ہمیں کرایہ دے کر اپنے ڈرائیور کو ہدایت فرمائی کہ انہیں بس میں بٹھا کے آؤ۔ جب ہم گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابا جان اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والد محترم کا جنازہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے پڑھایا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

برادری کے تمام لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ یہ بچے جامعہ نہیں جائیں گے بلکہ گھر کے انصرام کیلئے انہیں کام پر لگا دیا جائے۔ ہمیں بہت دکھ ہوا اور ہماری فریاد سننے کو کوئی بھی تیار نہ تھا۔ کم وبیش تین ماہ اسی کشمکش میں گزر گئے۔ اسی اثناء میں محترم قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء کے ہمراہ تعزیت کیلئے ہمارے گھر تشریف لائے اور مدرسہ میں واپس نہ آنے کے استفسار پر راقم نے حوصلہ کر کے تمام حقیقت گوش گزار کر دی اور عرض کی کہ ہم اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ مربی محترم نے ہمارے سروں پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے بڑے پیار سے فرمایا: بیٹے گھبراؤ نہیں، آپ کی تعلیم ان شاء اللہ جاری رہے گی۔ اتنے میں ہمارے ماموں بھی آ گئے تو قاری صاحب نے ماموں سے فرمایا کہ ہم ان بچوں کو لینے آئے ہیں، اگر آپ خرچہ نہیں دے سکتے تو ان بچوں پر ظلم نہ کریں۔ ان کا تمام خرچ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں اور میں اپنی نگرانی میں ہی ان کی تربیت اور تعلیم مکمل کراؤں گا، اب آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے، آپ ان کو جامعہ میں بھیج دیں۔ چنانچہ ہم دونوں بھائی اگلے روز مدرسے روانہ ہو گئے اور حصول علم کا سلسلہ پھر سے چل پڑا۔ اب قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) ہمارے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے اور ہمیں اپنے والدین کی کمی محسوس نہیں ہونے دی اور ایک روحانی والد ہونے کے ناطے ہماری تمام ضروریات کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ مرحوم کی کاوش ومحنت اور خلوص ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم دونوں بھائی الحمدللہ علوم اسلامیہ کی تکمیل کر چکے ہیں ورنہ شاید آج ہم صرف دنیادار ہوتے۔ ہم رب ذوالجلال کے انتہائی شکرگزار ہیں، جس نے ہمیں ظلمت وگمراہی کے اندھیروں سے نکال کر رشد وہدایت سے سرفراز فرمایا اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب کریم ہماری زندگیوں کو محترم قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور والدین کیلئے صدقہ جاریہ بنا دے اور آخرت میں سرخرو فرما دے۔ آمین۔

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ

ایک شعلہ بیان مقرر

تحریر: جناب مظہر السلفی

دعوت وتبلیغ ان کا معمول تھا، چوکوں میں تقریر کرنا اور آگے کی راہ لینا، کسی کے عمل وردعمل کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ ان کے دل میں ایک تڑپ تھی، ایک جذبہ تھا، جو انہیں قریہ قریہ بستی بستی لیے پھرتی تھی، انہیں اپنی صحت کا بھی خیال نہ تھا۔ ان کا عزم مصمم کسی تبلیغی انقلاب کا پیش خیمہ تھا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ خان پور کا کوئی علاقہ، کوئی بستی ایسی نہ تھی جو ابلاغ دین کی شاہد نہ بنی ہو، کسی نگر کی کوئی فضا ایسی نہ تھی جہاں ان کی صدا گونجی نہ ہو۔

بالآخر ان کی یہ جدوجہد، محنت وکوشش اور قربانی اپنی اس منزل کے لیے کارآمد ٹھہری۔ چھوٹی سی، کچی، گمنام مسجد جہاں وہ اپنے مادرِ وطن ہری پور ہزارہ کے میٹھے پانی، پاکیزہ آب و ہوا، سرسبز وشاداب وادیاں اور کئی قدرتی رونقیں چھوڑ کر ایک خطیب وامام کی حیثیت سے تعینات ہوئے تھے، اب یہاں اہل حدیث مساجد کا جال بچھا ہے۔ جامعہ محمدیہ خان پور ملک بھر کے جماعتی حلقوں میں مشہور ہے، جو ان کی کوششوں کا ایک شاہکار ہے۔ آج وہاں سرخ رومال اور سفید وردی میں ملبوس علماء وطلباء کی کثیر تعداد دکھائی دیتی ہے، تشنگانِ علوم وفنون کا مرکز ومحور بن چکا ہے۔

کبھی وہ وقت تھا کہ مشکل سے کچھ لوگ وہاں آتے تھے اور اب ہر سال لوگوں کا ہجوم نظر آتا ہے۔ ہر سال باقاعدگی سے عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ دور دراز علاقوں سے قافلہ در قافلہ لوگ یہاں پہنچتے ہیں کہ اس کانفرنس کا انتظام والصرام اپنی مثال آپ ہے، اس کی اک اپنی ہی ٹھاٹھ باٹھ ہے۔ اب ان ویرانوں کی کوئی الگ سی چہل پہل ہے۔ سائیکل پر دعوت دینے والے اس خطیب کو اللہ نے کیا عظمتیں بخشیں، کیا رفعتیں عطا کیں، کیسا مقام دیا، پاکستان کے چپے چپے سے ان کے چاہنے والے یہاں پہنچتے ہیں۔ گلی کوچوں میں خطابت کرنے والا یہ سائیکل سوار اپنی مثالی خطابت کے جواہر دکھاتا ہے، لوگ سننے کے لیے بے تاب رہتے، اس طرح اس کے گرویدہ ہیں۔ وہ خطیب لاثانی سے جانا جاتا ہے، کبھی جرنیل اہل حدیث سے ملقب ہوتا ہے، للکار علامہ شہید بن کر ابھرتا ہے اور ملک بھر میں چھا جاتا ہے۔

تقلیدی شریعت کے حاملین صنعت کاروں کا ہجوم تھا، باوجود اس کے وہ غالب تھا۔ یقیناً ان حالات میں وہاں دعوت اہل حدیث پھیلانا بڑا ہی مشکل کام تھا مگر اسے اللہ نے ہمت دی، حوصلہ دیا، وہ ڈٹا رہا، آخر عظیم الشان کردار سے تاریخ پر احسان کر گیا۔

ہمارا کمزور قلم اس تاریخ ساز شخصیت کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے، روانی قلم، ذخیرہ الفاظ، سلیقہ تحریر اور نہ ہی اسلوبِ نگارش سے کوئی آشنا ہے۔ باوجود اس کے یہ میرا حق تھا یا میرے اوپر قرض تھا کیونکہ وہ میرا ہم دیس تھا، میرے ہزارے کی خوش بخت مٹی کو اس کے جسم ہونے کا شرف حاصل ہے۔

میں اس ناقابل فراموش پر کیا لکھوں، اس کی حیات کا کون کون سا جھروکہ وا کروں، اس کی زندگی کے کس کس دریچے کو حوالہ قرطاس کروں، اس عمارت کا درش درش وسیع تر ہے۔ لائق تحریر ہے، قابل ذکر ہے، اس کی حیات، خدمات وکردار پر لکھا جائے۔ اس کی شخصیت وفن کے پہلو اجاگر کروں، ان کی خطابت کا تذکرہ تو بڑا طویل ہوگا، اس کی قیادت وسیادت پر کچھ کہوں، اس کی تبلیغ پر کچھ عرض کروں یا اس کے اوصاف، عادات وخصائل اور قابل قدر کردار سپرد قلم کروں۔

(بقیہ صفحہ 156 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پُر اثر تحریکی شخصیت

تحریر: جناب حافظ محمد عزیز سلفی صدر اہلحدیث یوتھ فورس ضلع بہاولپور

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اعلیٰ اوصاف کی حامل شخصیت تھے، علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت کے موقع پر بہاول پور ڈویژن میں احتجاجی تحریک کی قیادت محترم قاری صاحب ہی نے سنبھالی اور خوب حق ادا کیا۔ بہاول پور کے جس پارک میں احتجاجی جلسے کا پروگرام تھا، اس میں انتظامیہ نے پانی چھوڑ دیا، لہٰذا قاری صاحب نے عیدگاہ چوک ہی میں جلسے کا اعلان کر دیا، شدید پابندیوں کے باعث لوگوں کا اشتعال بڑھ گیا۔ پولیس نے گرفتاریاں شروع کر دیں، لیکن عوام کے شدید ردعمل کے سامنے بالآخر گرفتار کارکنوں کو رہا کر دیا گیا۔

اہل حدیث یوتھ فورس ضلع بہاول پور کے صدر سمیع اللہ بٹ جو کہ ایک ٹریفک حادثہ میں جاں بحق ہوئے، تو ان کے تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محترم قاری صاحب نے فرمایا: ''جب حضرت علامہ شہید کو ریاض (سعودی عرب) منتقل کیا گیا تو میں ان کی عیادت کے لیے سعودی عرب گیا، علامہ شہید نے آنکھ کھولی اور فرمایا کہ: ''قاری صاحب! پاکستان میں کتاب وسنت کی دعوت کا کام رکنا نہیں چاہیے، اگرچہ حالات کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں!''۔

والد محترم حضرت مولانا عبدالرزاق سلفی رحمہ اللہ، اپنے استاد جناب پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاول پوری رحمہ اللہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے، ایک مرتبہ دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں ان سے وقت لینے گئے، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ:

''اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، آپ خان پور چلے جائیں، وہاں ایک نوجوان ہے، آپ ان کے ساتھ مل کر کام کریں''۔ اس طرح والد محترم کا حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ تعارف و تعلق پختہ ہوتا گیا اور جب بھی ان کو کسی تبلیغی پروگرام کی دعوت دی گئی تو وہ بلا تکلف تشریف لے آئے۔

۲۰۰۹ء کے آخر میں عنایت پور میں ایک تبلیغی پروگرام کا اہتمام کیا گیا، لیکن قاری صاحب سے اجازت لئے بغیر ان کا نام بھی اشتہار میں دے دیا گیا۔ راقم نے ایک ساتھی کو خان پور قاری صاحب کے پاس روانہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن تو میں نے جامعہ سعیدیہ خانیوال کے جلسے میں شرکت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ آپ اپنا پروگرام بعد میں کر لیں، لیکن ہم نے اپنا پروگرام مؤخر کئے بغیر وقت مقررہ پر منعقد کر لیا۔ قاری صاحب خانیوال کے پروگرام میں خطاب کے بعد دسترخوان پر بیٹھے تو کسی نے ان کو بتا دیا کہ آج عنایت پور میں جلسہ ہو رہا ہے، تو انہوں نے کھانا چھوڑا اور فوراً واپس چل پڑے، عنایت پور آ کر انہوں نے تقریر کی، یہ ان کا جماعت اور جماعتی احباب کے ساتھ خلوص کا رشتہ تھا کہ وہ بلاتفریق ہر شخص کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری سے پیش آتے تھے۔

کوئی تیس برس پہلے یہاں ایک مقامی ساتھی کے بیٹے کی شادی کے موقع پر قاری صاحب ولیمہ پر تشریف لائے، دیہاتی ماحول تھا، مجھے آج تک یاد ہے کہ محترم قاری صاحب نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تقریر فرمائی تھی، اب اس ساتھی سے جب بھی ملاقات ہوتی ہے تو وہ اس منظر کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔

۲۰۰۸ء میں عنایت پور میں ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاری صاحب نے فرمایا کہ: ''مجھے ضلع بہاول پور میں مرکز جماعتی ساتھیوں کی تلاش تھی اور میری نظر انتخاب مولانا عبدالرزاق سلفی پر پڑی، کیونکہ ان کے مقابلہ میں کوئی ایسی شخصیت نہ تھی۔ جو دین کے جذبہ سے سرشار اور فعال ہو، اس سلسلے میں ضلع بہاول پور میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نظم کو فعال ومتحرک بنانے میں ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بہت بڑا کردار ہے"۔

کراچی میں "حزب اللہ" نئی نئی وجود میں آئی تھی، ہمارے ایک بزرگ جو چنی گوٹھ کے رہائشی ہیں، کو ایک شخص نے کہا کہ آپ "حزب اللہ" میں شامل ہو جائیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں قاری صاحب سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ جب قاری صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: "آپ کو ایک پلیٹ فارم دیا گیا ہے، اسی میں رہ کر دین کی خدمت کریں"۔ یہ ان کی جماعتی وابستگی کا خاصہ تھا کہ ساتھیوں کو ہمیشہ اس پر مضبوط رکھتے اور خود بھی اس کی مثال قائم کر گئے۔

بے نظیر بھٹو کے دوسرے دور حکومت میں جب مرکزی جمعیت اہل حدیث نے مسلم لیگ (ن) کے شانہ بشانہ تحریکِ نجات چلائی، تو قاری صاحب نے بھی اس میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جہاں سیاسی سطح پر جماعت کا وقار بلند ہوا، وہاں دوسرے لوگوں پر بھی اس کا اثر پڑا، محترم قاری صاحب بغیر کسی لالچ اور طمع کے بے لوث ہو کر اپنے فرائض کو بخوبی انجام دینے کی خداداد صلاحیت سے مالا مال تھے۔ میاں محمد نواز شریف نے ضلع رحیم یار خان اور ضلع بہاول پور میں مسلم لیگ کی سیاسی بالادستی کے لیے مذہبی جماعتوں سے معاونت کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر سے درخواست کی، چنانچہ امیر صاحب نے میاں نواز شریف کو دونوں اضلاع سے محترم صدیقی صاحبؒ اور والد محترم مولانا سلفی صاحبؒ کے نام دیئے۔ اسی طرح قاری صاحب کے ساتھ ہمارے خاندان کی دینی، علمی اور روحانی وابستگی ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گی۔

بقیہ: بطل حریت، قائد اہل حدیث کی یاد میں!

قاری صاحب کی زندگی کے اختتام پر چند اقوال بقول شاعر:

اج یاد کسے دی آئی اے　　سخت اداسی چھائی اے
کی جی نوں ہوندا جاندا اے　　کجھ جگرنوں وڈوڈ کھاندا اے
اج کجھ وی نہیں چنگا لگدا اے　　بے چینی دا ہڑ وگدا اے
کلیجہ غم دی چھری نے کوہ لیا اے　　اک ساتھی موت نے کھو لیا اے

قاری صاحب کی وفات پر صرف ایک شعر کہہ کر بات سمیٹتا ہوں۔

سارے جہاں کی دھوپ، میرے گھر میں آ گئی
سایہ تھا جس درخت کا، وہ درخت گر گیا

اللھم اغفر له وارحمه وادخله الجنة الفردوس

بقیہ: ...... ایک شعلہ بیاں مقرر

قیادت و سیادت کی صلاحیت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، دعوتی آداب سے خوب آشنا تھا، اردو خطابت کا شہسوار تھا، مفکر تھا، دانش ور تھا، عالم تھا، علم دوست تھا، بصیرتوں، بصارتوں سے لبریز تھا، نشانی اسلاف تھا، پارسائی کی ایک مثال تھا۔ پیکر اخلاص و اخلاق تھا، باوفا تھا، ملتِ سلفیہ کا صحیح ہمدرد و غم خوار تھا۔ منہج سلف کا علمبردار تھا، علم نواز تھا، ملن سار تھا، منکسر المزاج تھا، نڈر تھا، بے دریغ تھا، فی البدیہہ متکلم تھا، اس کے کلام میں ادب کی چاشنی تھی، ہر اہل حدیث کا دوست تھا، علامہ شہید کے مشن کا جانشین تھا وہ...... صحیح معنوں میں علامہ کی یادگار تھا۔

آہ! عظیم جرنیل اہل حدیث سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا، اپنے چاہنے والوں پر قیامت صغریٰ طاری کر گیا، انہیں حزن و ملال میں تڑپتا، بلبلاتا، آہیں بھرتا، سسکیاں بھرتا چھوڑ گیا، انہیں افسردہ کر گیا، اداس کر گیا۔ خان پوری اپنے عظیم قائد کے صدمے میں تین یوم تک لقمہ نہ تناول کر سکے۔ ایسے اشخاص خال خال ہوتے ہیں، تاریخ جن سے بنا کرتی ہے۔ اُس کا عظیم کردار سدا یاد رکھا جائے گا، یہ نام ارضِ پاک کی فضاؤں میں گونجتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

اللہ کریم اس عظیم شخصیت کی وہ منزل بھی آسان کر دے۔ آمین!

اس شخصیت سے میری مراد نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب مرحوم و مغفور ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم!

تحریر: جناب میاں ضیاء الرحمٰن پنوار۔ دی ایمز سکول احمد پور شرقیہ

حق نے کی ہیں دوہری دوہری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے
خود سراپائے نور بن جانے سے کب جلتا ہے
اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے

مجاہد ملت جناب قاری عبدالوکیل صدیقی ؒ ایک تاریخ ساز شخصیت تھے، آپ ایک وجود ہی نہیں بلکہ ایک جاندار تحریک تھے جو تاریخ کی کتابوں سے نکل کر ہمارے پاس آئے اور پھر ایک تاریخ بنا کر ہمیشہ کے لیے تاریخ کی کتابوں میں چلے گئے، آپ جادۂ حق پر چلنے والے ایسے مسافر تھے کہ کانٹوں بھری راہوں کی صعوبتیں اور طویل مسافتیں بھی ان کے عزمِ سفر کو شکست نہ دے سکیں، وہ ایک ہدی خواں تھے، جو بھٹکتے قافلوں کو ہمیشہ نشانِ منزل دکھاتے رہے۔ وہ ایسے چراغ آخرِ شب تھے کہ جن کے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے۔ بلاشبہ وہ ہمارے درمیان سعادت کی ایسی زندگی گزار کر گئے کہ وہ حیاتِ جاوداں کا عنوان بن جاتی ہے۔

وہ مینارہ نور تھے، اتحاد امت کے نقیب تھے، داعی انقلاب کے رہبر تھے، محبت کرنے والی شخصیت تھے کہ جن کا پیغام محبت دور دور تک جا پہنچا۔ آج جب کہ وہ ہم میں نہیں رہے تو ہر لکھنے والا قلم یہ لکھ رہا ہے کہ ان کا سب سے زیادہ تعلق میرے ساتھ تھا۔ دوست تو لکھتے ہی ہیں، ان کے تو نظریاتی مخالف بھی ان کے لیے رطب اللسان ہیں۔ رفقاء تو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہی ہیں، ان کے لیے محبتوں کے پھول تو اغیار بھی نچھاور کر رہے ہیں، جنہوں نے ان کے پیغام، ان کی دعوت حق کو، قبول نہیں کیا، ان تک بھی ان کی محبتوں کی خوشبو ضرور پہنچی ہے۔

سب نے ان کے لیے کلمات خیر کہے اور لکھے ہیں ہر ایک نے ان سے ذاتی تعلق کی گواہی دی ہے، ایسا ہی ایک تعلق ان کا میرے ساتھ بھی تھا۔

یادوں کی اتھاہ گہرائیوں میں
میں ڈوبتا ہوں اور سوچتا ہوں
میں نے رب کو جانا کیسے؟
دنیا کو پہچانا کیسے؟
دور بہت دور
روشنی کے مینار نظر آتے ہیں
جن میں چند چہرے دھندلاتے ہیں
دھند کے جب بادل چھا جاتے ہیں
تو یہ مینار
ہمارے عظیم اساتذہ کہلاتے ہیں

میرا یہ تعلق رفاقت کا نہیں، تابعداری واطاعت کا تھا، میں ایک کارکن اور وہ میرِ کارواں تھے، ہمارے شفیق رہبر تھے۔ ہم ان کے خوشہ چیں تھے۔ ان سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں، ان کے بے شمار خطبات سنے، ان کی سربراہی میں منعقد کی گئی کئی تقاریب، مجلسوں، محفلوں اور کانفرسوں میں شرکت کا موقع ملا۔ ان سے حکایتِ غمِ آرزو اور حدیثِ ماتمِ دلبری کے قصے بھی سنے۔ وہ ایک سچے کھرے اور منافقت سے پاک انسان تھے۔ یعنی ظاہر و باطن ایک تھا، جو دل میں ہے وہ زبان پر ہے اور جو قول ہے وہی عمل بھی ہے۔

نیا زمانہ نئے ماہ و سال دے مجھ کو
جنوں دیا ہے تو حسبِ حال دے مجھ کو
میں اپنے وقت کے چہروں میں اجنبی چہرہ
مثال ہے تو کسی کی مثال دے مجھ کو

(بقیہ صفحہ 125 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا محسن...... قاری عبدالوکیل صدیقی خانپوری رحمہ اللہ

بزمِ جہاں سے پیکر ایماں چلا گیا!

تحریر: جناب خواجہ عبدالرحمن بن خواجہ عبدالکریم (خان پور)

میرا نام عبدالرحمن ہے اور میرے والد صاحب کا نام خواجہ عبد الکریم صاحب ہے۔ جو کہ ۲۴/ ۲۵ سال سے جامعہ محمدیہ اہلحدیث خانپور میں کچن انچارج کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ استاد محترم قاری عبد الوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) میرے روحانی باپ، عظیم قائد اور خطیب تھے۔ آپ کی دینی خدمات جو کسی شہرت کو حاصل کرنے کی وجہ سے نہیں، بلکہ خالصتاً اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے تھی۔ اس حوالے سے چند ایک پہلو جو کہ عرصہ دراز سے میرے ذہن میں ہیں درج کرتا ہوں۔

بات کا آغاز اپنے بچپن سے کرتا ہوں۔ جب میں قرآن پاک سیکھنے کے لیے مرکزی مسجد محلّہ خواجگان میں جاتا تھا۔ تو اس وقت قاری صاحب محلّہ خواجگان میں رہتے تھے۔ نماز عصر کی جماعت کے بعد وہ خود مسجد کے صحن میں کھڑے ہو کر ہمیں مکمل نماز کا طریقہ سکھاتے تھے۔ ہمارے استاد حافظ اللہ بخش صاحب اور قاری سیف الرحمن بھی وہاں موجود ہوتے تھے، لیکن قاری صاحب معمول کے مطابق عصر کی نماز کے بعد ہمیں نماز کا طریقہ اور دعائیں وغیرہ سکھاتے اور ہم نے بہت سی قرآن کریم کی سورتیں اور دعائیں ان سے سن سن کر یاد کی ہیں۔ جب ہم ناظرہ قرآن پڑھتے تھے تو اس وقت ہم روٹین سے ایک آیت یا دو آیت سبق لیتے تھے، لیکن جب ہم سورۃ الاعلیٰ اور سورہ غاشیہ پر پہنچے تو ہم نے اپنے مشفق استاد کی یہ سورتیں جمعہ کے دن سن سن کر حفظ کی ہوئی تھیں۔ وہ ہم نے زبانی اپنے سبق میں ایک ہی دن سنا دی تھیں۔ اس کے علاوہ غالباً بہت ساری سورتیں سورہ البقرۃ کا آخری رکوع، قرآن کے مختلف حصوں سے نماز کی تلاوت کے دوران سن سن کر یاد کیا ہے۔ کبھی کبھار ایسا ہوتا تھا کہ ہمارے امتحان کا وقت اور سکول کا وقت ایک جیسا ہوتا۔ تو ہمارے والدین سکول والوں سے چھٹی لینے آتے تھے۔ جب سکول والے چھٹی کی وجہ پوچھتے تو والدین یہ کہتے کہ بچوں نے مسجد میں قرآن پاک کا امتحان دینا ہے۔ تو سکول والے حیران ہوتے تھے۔ کہ مسجد میں قرآن پاک کے بھی امتحان ہوتے ہیں۔ اور ہم امتحان کے دنوں میں شوق سے مسجد جاتے تھے۔ وہ اس وجہ سے کہ جب ہم امتحان دینے جاتے تھے تو ممتحن ہم سب کو خرچی کے طور پر 5,5 روپے دیتے تھے اور جس دن رزلٹ ہوتا تھا تو قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف سے گفٹ کی صورت میں ایک کتاب پیارے رسول کی پیاری دعائیں اور ساتھ 10,10 روپے بطور انعام ملتے تھے۔ حضرت قاری صاحب نے محنت اور کمال حکمت عملی سے عورتوں کو بھی دین کی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ مساجد میں باپردہ عورتوں کو جمعہ وعیدین کے پروگراموں میں علیحدہ انتظام کرتے۔ جامعہ محمدیہ اہلحدیث للبنات کا سنگ بنیاد رکھا، جس سے ہر سال بچیاں بھی علوم اسلامیہ کا مکمل کورس اور حفظ قرآن کی تعلیم مکمل کر کے اسناد وصول کرتی ہیں اور ان کی چادر پوشی کی جاتی ہے، اس علاقہ میں خواتین کی دینی درسگاہ نہ تھی۔ قاری صاحب کی دیکھا دیکھی اب دوسرے دینی مدارس نے بھی خواتین کی تربیت گاہیں بنائی ہیں۔ سالانہ سہ روزہ سیرت کانفرنس خانپور کو میں اس دن سے جانتا ہوں جب یہ کانفرنس مرکزی جامع مسجد اہلحدیث محلّہ خواجگان میں ہوتی تھی، لیکن اس وقت ان کانفرنسوں میں ۹۰۰/ ۱۰۰۰ کے قریب سامعین آتے تھے اور اس کانفرنس کا تعارف غالباً ضلع یا صوبے تک تھا، لیکن قاری صاحب کی محنت اور کاوشوں سے آج یہ کانفرنس جو ہمارے شہر خانپور کی جماعت کی پہچان ہے۔ پورے پاکستان میں اس کی شہرت ہے۔ دور دور سے ملک کے کونے کونے سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کانفرنس میں تشریف لاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جامعہ محمدیہ اہلحدیث رحمان کالونی خانپور جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتداء میں ایک چھوٹا سا مدرسہ تھا۔ صرف ایک مسجد اور چند کوارٹر تھے، جن میں اساتذہ رہتے تھے اور دفتر کے ساتھ یہ چند کمرے ہوتے تھے ۔لیکن اب یہ جامعہ ایک ادارے کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اساتذہ کے رہنے کے لیے جامعہ سے الگ کوارٹر موجود ہیں۔ جامعہ دن دوگنی، رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ الحمد للہ۔

قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کو جماعتی احباب سے محبت اور پیار تھا، ان کے ساتھ خلوص سے پیش آتے تھے۔ وہ سال میں ایک بار رمضان المبارک کے موقع پر شعبان میں پہلے ان کو خود دعوت دیتے ان سے مشورہ کر کے درس قرآن وحدیث ودعوت افطار کا پروگرام ترتیب دیتے تھے اور روزانہ ہر مسجد میں الگ الگ احباب سے بذات خود جا کر ملتے اور قرآن مجید کا درس دیتے تھے۔ اسی طرح تمام جماعتی بھی خوشی محسوس کرتے تھے اور دلچسپی کے ساتھ ان پروگراموں میں بذات خود ہر شخص شامل ہوتا کسی پر کوئی بوجھ نہیں بنتا تھا اور یہ کام پایا تکمیل تک پہنچ جاتا تھا۔ قاری صاحب کی باکمال محنت اور لگن جو دیکھنے کے قابل اور حیران کن ہوتی تھی۔ وہ رمضان المبارک کا پرمسرت موقع ہوتا، جب وہ روزہ رکھ کر مسجد خواجگان آجاتے اور فجر کی نماز کے بعد درس قرآن وحدیث دیتے، پھر سارا دن ظہر کی نماز تک مرکز کی ذمہ داریاں، ظہر سے عصر تک اپنی گھریلو مصروفیات، پھر عصر کی نماز کے بعد درس قرآن وحدیث ودعوت افطار میں دیئے گئے۔ پروگرام میں شرکت اور مغرب کے بعد واپسی اور عشاء کی نماز کے بعد نماز تراویح میں قرآن پاک کی ہونے والی تلاوت کا خلاصہ تفصیلی بیان کرتے تھے۔ یہ شروع رمضان کی معمولات تھے لیکن جمعہ اور آخری عشرہ میں تو ان کے معمولات تبدیل ہوتے، جمعہ کا خطبہ دیتے، جمعہ کے بعد آئے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات کرتے، پھر عصر کی نماز کے بعد درس قرآن وحدیث ودعوت افطار میں دیئے گئے پروگرام میں شرکت اور مغرب کے بعد واپسی اور عشاء کی نماز کے بعد شہر کی مساجد اور گھروں میں بچوں کی حوصلہ افزائی کے لیے تکمیل قرآن کے پروگراموں میں دعا کے لیے شرکت کیا کرتے اور اس کے بعد دوبارہ مرکزی مسجد میں نماز تراویح میں قرآن پاک کی ہونے والی تلاوت کا خلاصہ تفصیل سے بیان کرتے تھے اور ہم حیران ہوتے تھے کہ قاری صاحب روزہ کی حالت میں ۸/۷ گھنٹے مسلسل بولتے۔ یہ سب کچھ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے۔

قاری صاحب میرے استاد تھے، میں نے ان سے ترجمہ قرآن پڑھا، ان کے ترجمہ قرآن پڑھانے کا انداز ایسا ہوتا کہ ایک ایک لفظ ذہن کے نہاں خانوں میں اترتا گیا۔ آپ نہایت سادہ اور تحت اللفظ ترجمہ پڑھاتے، روزانہ جو سبق دیتے، وہ سنتے تھے۔ ترجمہ لکھواتے تھے، بعد میں اسکی مکمل تشریح فرماتے۔

استادِ محترم دعوت وتبلیغ کے امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، آپ نے ۲۰۰۹ء سے باضابطہ طور پر پورے شہر کی اہل حدیث مساجد میں درس قرآن وحدیث کا اہتمام کرایا، جن میں مسجد اللہ والی محلّہ صدی وال کی انتظامیہ کا دل کشا ہوٹل میں پروگرام، سید رضوان شاہ صاحب محلّہ رحیم آباد کا پروگرام، نمرہ مسجد اہلحدیث محلّہ خواجگان میں لائبریری کے افتتاح کا پروگرام، اس کے علاوہ، دارالسلام، بیت المکرّم، ریاض الجنۃ، اور غریب آباد میں درس قرآن کے مؤثر پروگرام ہوئے، خاص کر دل کشا ہوٹل اور محلّہ رحیم آباد کے پروگراموں نے تو شرک وبدعات کے خاتمے کے لیے تہلکہ مچا دیا تھا۔ کافی ساتھیوں نے اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ شرک وبدعت سے منہ موڑا اور قرآن وسنت کے علمبردار بنے۔ یہ تمام کریڈٹ قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کو جاتا ہے۔ ان کی محنت اور شوق کی وجہ سے جماعت کی عزت میں اضافہ ہوا اور آج پورے ضلع میں قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند ہورہی ہے۔

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

(بقیہ صفحہ 125 پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل علم کے تاثرات

مرتب: ابوثمامہ بہاول پوری

۱۔ مرکزیہ کا عظیم سرمایہ

عالم اسلام کے ممتاز اسکالر، مایہ ناز ادیب ودانشور جناب ڈاکٹر فیض احمد بھٹی فاضل مدینہ یونیورسٹی لکھتے ہیں:۔

قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری ایک علمی، عملی اور سنجیدہ فکر عظیم رہنماء تھے، وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا عظیم سرمایہ تھے، گزشتہ ستائیس برس سے جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے منصب اہتمام پر فائز تھے، ان کا دورِ اہتمام جامعہ کی تاریخ کا ایک تابناک حصہ ہے، ان کی قیادت میں جامعہ نے بے مثال ہمہ جہت ترقی کی۔ تعلیمی اور تعمیری اعتبار سے جامعہ کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہے۔ آپ کی شخصیت جمال وجلال کا عمدہ نمونہ تھی۔ مرحوم زبردست قسم کے مقرر تھے۔ قسام ازل نے آپ کو استنباط واستخراج اور استدلال کی وافر صلاحیت سے نوازا تھا۔

ان کی وفات سے تحریک اہل حدیث اور کارکنان طبقہ اپنے بہترین استاد سنجیدہ فکر مبلغ، تنظیمی لیڈر اور ایک نامور رہنماء سے محروم ہوگئی ہے۔ لیکن ان کا چھوڑا ہوا فکری اثاثہ، نوجوان تنظیمی کارکن اور جامعہ سے فارغ التحصیل علماء کی شکل میں اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔ تحریک اہل حدیث پاکستان کے قائدین اور مبلغین کی جماعت کو اپنے اس عظیم سپوت پر ہمیشہ فخر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے، پسماندگان کو صبر جمیل مرحمت فرمائے کہ ان کی رحلت کا صدمہ آج بھی ان گنت دھڑکنوں کو بے ترتیب کیے ہوئے ہے۔

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اُتر جانے کے بعد
اس گلی میں دوسری جانب کوئی رستہ نہیں

۲۔ قافلہ حدیث کا راہی!

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل احمد پور شرقیہ کے امیر جناب مولانا محمد اشفاق سلفی، قاری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

واپس نہیں پھرا کوئی فرمان جنوں کا
تنہا نہیں لوٹی کبھی آواز جرس کی

حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ شرافت واخلاق، حلم وبردباری، سیاسی تدبر اور معاملہ فہمی، صلح جوئی اور باہمی احترام اور برداشت کے اعلیٰ نمونہ تھے۔ ۱۹۷۴ء میں جب قاری صاحب خان پور آئے تو والد محترم چوہدری محمد حسین ڈھلوں مرحوم نے انہیں تبلیغ کے لیے ہماری بستی ڈھلواں موضع عنایت پور میں دعوت دی، جسے آپ نے بسروچشم قبول کی۔ یاد رہے اس موضع میں آج سے کم وبیش ساٹھ برس قبل جامع مسجد اقصیٰ اہل حدیث تعمیر ہوئی۔ یہاں سہ روزہ جلسے منعقد ہوتے رہے، مولانا عبدالرزاق فاروقی ؒ، مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، قاری عبدالوکیل صدیقیؒ، مولانا عبداللہ نثار حفظہ اللہ ودیگر اکابر علماء یہاں تشریف لائے اور اپنے مواعظِ حسنہ سے اہل علاقہ کو مستفید ومستنیر فرمایا۔ بہر حال یہ ایک نادر تاریخی داستان ہے، پھر کبھی سہی۔

بات حضرت قاری صاحب کی ہورہی ہے، آپ کی جہاد واجتہاد سے بھرپور مثالی زندگی دین اسلام کی سربلندی، اہل حدیث مکتب فکر کے تحفظ اور معاشرتی ودینی ارتقاء کے سلسلے میں قدرت کا عظیم فیضان تھی۔

میرے استاد محترم حضرت مولانا عبدالرزق سلفی عنایت پوریؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت قاری صاحبؒ کے دیرینہ ساتھیوں میں سے تھے، قاری صاحب بڑی چاہت کے ساتھ ان کے پاس قدم رنجہ فرماتے، ان کی زیر سرپرستی تبلیغی وتنظیمی پروگراموں میں اپنی شرکت کو یقینی بناتے۔ اسی طرح حضرت سلفی صاحب مرحوم وقتاً فوقتاً خان پور ان کے پاس تشریف لے جاتے، بہاول پور میں مرکزیہ کے کام کو آگے بڑھانے کے لیے طویل مشاورت فرماتے۔ ناچیز کو قاری صاحب کے ساتھ دعوتی وتبلیغی امور میں کافی مرتبہ کام کرنے کا موقع ملا ہے، ان میں تین نمایاں خوبیاں دیکھیں:۔

ایک یہ کہ جب تک اپنا مفوضہ کام نہ کر لیتے تھے، اس وقت تک کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔

دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اپنا کام پوری محنت کے ساتھ کرتے تھے۔ تیسری خوبی یہ دیکھی کہ کبھی کسی کا مشورہ تخفیف کی نظر سے نہ دیکھتے تھے اور نہ ہی مشورہ لینے میں ہچکچاہٹ تھی۔

روزمرہ زندگی میں ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ نیک نیتی کے ساتھ تنقید کرنے میں مضائقہ نہ کرتے تھے۔

قاری صاحب نے جماعت کی تعلیم وتربیت اور استحکام کے لیے جہاں بہت سے اقدام فرمائے (جس کی تفصیل اس اشاعت خاص میں آپ کو نظر آئے گی) وہاں آپ کا قلمی جہاد بھی نمایاں ہے۔ جو ''نداء الایمان'' کی صورت میں ترقی کا زینہ طے کر رہا ہے۔ خان پور کے لوگوں سے انہیں خصوصی الفت تھی، اس شہر سے ان کا ایسا دل لگا، واپس ہری پور ہزارہ نہ گئے۔

اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے، ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین۔

www.KitaboSunnat.com

۳۔ سراپائے شفقت قائد

مرکزیہ احمد پور شرقیہ کے سابق ناظم اعلیٰ، قانون دان جناب ملک محمد عبداللہ چنڑ ایڈووکیٹ، حضرت قاری صاحب کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:۔

قاری صاحب کی وفات سے ایسا علمی اور سنجیدہ فکر رکھنے والی شخصیت ہم سے بچھڑ گئی ہے جو ایک مفکر اور دانشور ہونے کے تمام امکانات لئے ہوئے تھے۔ قاری صاحب ایسے دیدہ ور تھے، جن کی رحلت نے ان کے چاہنے والوں کو تڑپا کر رکھ دیا۔ وہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ سراپائے شفقت قائد تھے، انہوں نے اپنی خداداد صلاحیت اور مثالی تدبر سے مثالی انداز میں دعوت وتبلیغ کی خدمات انجام دیں۔

ضلع رحیم یارخان کے ہر چک اور بستی میں مساجد و مدارسِ عربیہ کے قیام میں تاریخ ان کا نام سنہری لفظوں میں لکھے گی۔ جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور ۱۹۸۶ء میں اپنے قیام کے وقت ہی سے اپنی نوعیت اور مقاصد کے لحاظ سے مثالی درسگاہ ثابت ہوا ہے۔ یہ ادارہ تعلیمی اور علمی میدانوں میں نئے دور کے تقاضوں کو پورا کر رہا ہے۔ یہ سب حضرت قاری صاحب کا فیضان ہے، جو ان شاء اللہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

ے ایک روشن دماغ تھا، نہ رہا
شہر میں ایک چراغ تھا، نہ رہا

۴۔ عجز وانکسار کے پیکر!

جماعت اہل حدیث احمد پور شرقیہ کی معروف شخصیت، حضرت قاری صاحب کے دیرینہ رفیق جناب چوہدری عبدالسلام اپنے قلبی تاثرات کا یوں ذکر کرتے ہیں:۔

حضرت قاری صاحب دورِ حاضر کی ناقابل فراموش شخصیت ہیں۔ حضرت علامہ شہیدؒ کے بعد جماعت میں نظم ونسق کے قیام میں ان کی کوششوں کا جائزہ لیا جائے تو وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد پور شرقیہ میں جماعت کا ایک مضبوط سیٹ اپ بنانے میں ان کا کردار یقیناً یادگار رہے گا۔ ان کی تبلیغی سرگرمیاں صرف ضلع رحیم یار خان نہیں بلکہ ضلع بہاول پور کے بھی چپے چپے پر پھیلیں۔

یہ ابھی ماضی قریب کی بات ہے، جب احمد پور شرقیہ چمنستانِ حدیث کا مرکز ہوا کرتا تھا، حضرت قاری صاحب نے جامع مسجد اقصیٰ، جامع مسجد ٹاہلیاں والی اور محمود پارک کی سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنسوں میں متعدد خطابات کیے۔ اس شہر سے تو ان کا مستقل رابطہ رہتا تھا۔

قاری صاحب میرے محسن بزرگ تھے، والد محترم جناب حاجی عبدالعزیز کے ساتھ پرانا تعلق تھا، ہمارے گھر العزیز منزل نزد حمزہ ٹاؤن بنفس نفیس تشریف لاتے۔ سب اہل خانہ کی خیر وعافیت دریافت کرتے اور دعائیں دیتے۔

قاری صاحب کی شفقت، محبت بالخصوص ان کی تنظیمی آبیاری، جماعتی خدمت، اداروں کی معاونت اور اقامتِ دین کی تحریکوں میں شمولیت اس دور کی تابناک مثالیں ہیں۔

میرا ان سے نہایت شفقت بھرا تعلق تھا، ہم حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے کارکن تھے، شاید یہی وجہ تھی کہ میرے ساتھ بہت سی تنظیمی اور جماعتی امور زیر بحث لاتے۔ آف دی ریکارڈ باتیں شیئر کرتے، وہ کچھ اہل حدیث قائدین کے مرکزیہ سے ناروا رویہ پر پریشان رہتے کہ وہ جماعت کے اندر اختلافات اور تضادات کا بیج بو رہے ہیں۔

وہ جماعتی وتنظیمی عروج وزوال کے ادوار کو مخصوص نکتہ نگاہ سے دیکھتے، بعض اعلیٰ قدروں کے زوال پذیر ہونے پر کافی دکھ محسوس کرتے، تنظیمی امور پر ان سے کافی نشستیں ہوئیں۔ انہیں معلوم تھا کہ میرا حضرت علامہ احسان الٰہی شہیدؒ کے خانوادہ علمی جانشین حضرت حافظ ابتسام الٰہی ظہیر حفظہ اللہ ودیگر برادران سے دیرینہ اور گھریلو قسم کا تعلق ہے۔ قاری صاحب نسبتوں کے پاسدار تھے، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے ناراض بعض قائدین کو تنظیمی دھارے میں لانے کے لیے قاری صاحب کے حکم پر میں نے متعدد مرتبہ کوشش کی۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان کا میری ذات پر اعتماد کا بہت بڑا مظہر ہے۔ کارکنان سے اس درجہ محبت! اس کی ایک اور مثال دوں گا۔ جب آخری مرتبہ حج کے لیے حجاز مقدس تشریف لے جارہے تھے تو میں لاہور تھا، مجھے فون پر بتایا کہ حج کی ادائیگی کیلئے روانہ ہورہا ہوں۔ اپنے چند قریبی رفقاء کو اس کی اطلاع کی ہے۔ میں نے عرض کی...... قاری صاحب میرے لیے خصوصی دعا کیجئے گا۔ فرمانے لگے! آپ میرے ان رفقاء میں سے ہیں جن کے لیے دعا مانگی نہیں جاتی بلکہ دل سے نکلتی ہے۔

اللہ! اللہ! اتنا باوفا، عظیم انسان......! جس کی چاہت ہزاروں دلوں میں موجود ہے، وہ اس کارکن کے ساتھ بہ درجہ غایت محبت رکھتا ہے۔ اپنے سے چھوٹے کے سامنے عجز وانکسار کے پیکر......!

چلے وہ غنچوں کی مانند مسکرا کے چلے
ہر اپنے چاہنے والوں کو خون کے آنسو رلا کے چلے

بایں ہمہ قاری صاحب کی علمی، تنظیمی اور تبلیغی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کے دور میں ان کی محنت سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نظام میں جو تبدیلیاں عمل میں لائی گئیں۔ ان کا اثر بہت دیر تک جماعت پر قائم ودائم رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ میں یہاں ایک جملہ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ حضرت قاری صاحب کی زندگی ان اہل علم اور قائدین کے لیے تابندہ مثال ہے، جو اپنی جماعت اور کارکنان کے سامنے انا کا بت بن جاتے ہیں۔ اور جگ ہنسائی کا باعث بنتے ہیں۔

ایک طویل عرصہ سے ان سے میل ملاقات اور ٹیلیفونک رابطہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، میں نے انہیں ہمیشہ غیر معمولی متحمل مزاج پایا۔ دلیل سے بات کرتے، اپنے نظریہ اور موقف میں پختہ واضح، دوٹوک اور غیر متزلزل تھے، وہ کسی سے مرعوب ہوتے نہ کسی مادی قوت کے سامنے جھکنے والے تھے بلکہ ہمیشہ دبنگ آواز میں بات کرتے تھے۔ دلیل کے ذریعے مخاطب سے قائل بھی ہوئے اور اسے قائل بھی کیا۔ میں نے متعدد مرتبہ یہ چیز ان میں نوٹ کی کہ وہ ریاست پاکستان کو ایک اسلامک اسٹیٹ کی صورت میں دیکھنے کی تمنا رکھتے تھے، ان کا قائم کردہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث طویل مدت سے شائقین علومِ خصوصاً سندھ اور جنوبی پنجاب کے طلباء کے لیے بے پناہ کشش رکھتا ہے، یہاں سے فارغ التحصیل علماء حیدرآباد، سکھر، کراچی، اسی طرح ڈیرہ غازی خان، رحیم یارخان، بہاول پور اور احمد پورشرقیہ کے مختلف علاقوں میں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں شبانہ روز مصروف ہیں اور یوں چراغ سے چراغ جلنے کا جاری عمل ماحول کو منور کیے ہوئے ہے۔ قاری صاحب اب اس دنیا سے رخصت ہوگئے، ہم ان کے صاحبزادے حافظ عامر صدیقی کے ساتھ ہیں اور ان کے اِدارے جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کی دامے، دِرمے، سخنے، قدمے معاون رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب اپنے دامانِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین اور اَرادت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، ان کی وفات ایک دنیا غمگین ہے اور وہ اسے بہت بڑا نقصان قرار دے رہے ہیں۔ کتاب وسنت کے لیے ان کی خدمات کا تذکرہ چند سطور میں ممکن ہی نہیں بلکہ اس کے لیے تو مکمل کتاب ہونی چاہیے۔

؎ اڑادی بلبلوں نے، قمریوں نے، عندلیبوں نے
چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستان میری

۵۔ مضبوط عزم وہمت کی درخشاں مثال

ممتاز ماہر تعلیم، احمد پور پبلک ہائیر سیکنڈری سکول احمد پورشرقیہ کے چیف ایگزیکٹو، پریس کلب احمد پورشرقیہ کے صدر جناب محمد سلیمان فاروقی قاری صاحب سے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے یوں قلم کے موتی بکھیرتے ہیں:۔

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ ایک تحریک، ایک ادارہ تھے، مردِ خلیق کا جامعہ ان کی قامت رعنا پر راست آتا تھا، وہ دل وجان سے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے رکن وقائد تھے اور تاحیات جماعت کے نصب العین اور کتاب وسنت کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے۔ ان کی جدائی مرکزیہ کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے اور ملک ایک متوازن اور معتدل عالم دین سے محروم ہوگیا ہے۔ وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات اور جہود کو قبول فرمائے اور ان کو اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ قاری صاحب اس آفت زدہ دور میں مضبوط عزم وہمت کی درخشاں مثال تھے۔ وہ حضرت والدمحترم شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ کے ساتھ انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔ جب کبھی کسی تقریب میں قاری صاحب سے ملاقات ہوئی، والدمحترم کا ذکر خیر کرتے...... فرماتے: جامعہ محمدیہ خان پور میں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں ان کی تقاریر آج تک بھی کانوں میں رس گھول رہی ہیں۔ احمد پورشرقیہ میں جب تشریف لائے، ہم سب بھائی انہیں بڑی چاہت سے ملتے، وہ بھی ہمارے ساتھ بزرگانہ شفقت کا مظاہرہ کرتے۔ خان پور کی سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس اہل جنوبی پنجاب اور سندھ کے لیے روحانی کشش کا باعث اور اس میں شمولیت کے لیے لوگوں میں ایک خاص جذبہ اور شوق پایا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سمجھتا ہوں کہ جامعہ محمدیہ ان کی بہت اہم علمی آثار ہے، اسے انہوں نے پوری ملتِ اسلامیہ کے لیے ورثہ میں چھوڑی ہے۔ جو اہل علم وادب کے لیے روشنی کا سامان مہیا کرتا رہے گا اور آپ کے خوان سے ہم علم کے موتی چنتے رہیں گے۔

تو وہ خاک کو مت جانیو تربت میری
میرا مرقد میرے احباب کے سینے ہوں گے

۶۔ صائب الرائے دل نواز رہنماء

احمد پور شرقیہ کی معروف سیاسی وسماجی شخصیت، ممتاز ماہر تعلیم احمد پور پبلک سکول کے پرنسپل اور قاری صاحب کے دیرینہ بہی خواہ جناب حاجی محمد یوسف فاروقی (سابق کونسلر) اپنے خیالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''قاری عبدالوکیل صدیقی'' کا شماران لوگوں میں ہوتا ہے جو نظریہ پاکستان کے داعی، کتاب وسنت کے ماہر، عظیم مربی اور دردمند مصلح تھے۔ خاندانی نسبت کی وجہ سے میرے ان سے نہایت مخلصانہ اور مشفقانہ تعلقات تھے، آپ صائب الرائے اور دل نواز تھے۔ آپ کی شخصیت سے ہم اس لیے متاثر ہیں کہ انہوں نے دعوت الی اللہ کی انجام دہی میں دیگر مکاتب فکر کے ساتھ از خود مخاصمانہ محاذ قائم نہیں کیا۔ قرآن وحدیث کی دعوت ڈنکے کی چوٹ پر پیش کی، اس میں کوئی مداہنت نہ کی، لیکن یہ سب کام انتہائی حکیمانہ انداز میں سرانجام دیئے۔ ان کی خدمت کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے، ان کی عزت اور عظمت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ انہیں جماعتی کارکنوں کے ساتھ والہانہ محبت تھی اور ان کے دکھ، درد اور غمی وخوشی میں سب کام چھوڑ کر شریک ہوتے۔

قومی وملی تحریکوں میں حضرت قاری صاحب کا کردار آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ موصوف حضرت والد گرامی شیخ مولانا عبدالرزاق فاروقی رحمہ اللہ کی دینی وتبلیغی خدمات کے بہت زیادہ معترف تھے۔ احمد پور شرقیہ کے جلسوں اور خطبوں میں ان کا ذکر خیر کرتے، یہ ان کی اپنے اسلاف سے محبت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ آپ کا اخلاصِ عمل تا قیامت زندہ رہے گا۔ اللہ انہیں جنت الفردوس نصیب کرے۔ آمین۔

آئے عُشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

۷۔ نفسِ مطمئنہ کی عملی تصویر

احمد پور شرقیہ کے معروف تاجر جماعت کی انتہائی مؤثر شخصیت جناب حاجی عبدالرشید، حضرت قاری صاحب کی علمی خدمات کے متعلق اپنی رائے یوں دیتے ہیں:۔

قاری صاحب نے جامعہ کے ذریعے قومی وعالمی سطح پر علمی اور فکری ان گنت چراغ روشن کیے۔ چالیس سال کی عہد آفرین خدمات ان کی نجات اخروی کے لیے ان شاء اللہ کافی ہوں گی۔ تحریک اہل حدیث دنیا میں کتاب وسنت کی وہ واحد تحریک ہے جس نے دنیا کے ایک معتد بہ حصہ کو اعتقادی وفکری گمراہیوں سے بچا کر علم حدیث کے پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے۔ میرے خیال میں یہ سہرا قاری صاحب کے سر پر بھی بندھتا ہے کہ انہوں نے اپنے عظیم اسلاف کے نقوش کے مطابق انتہائی معتدل طریقے سے دوسروں پر تنقید کیے بغیر اصلاح احوال کا کام کیا اور عالمِ اسلام میں اسلام کی معتبر ترین علمی شخصیت کے طور پر اپنا لوہا منوایا۔ ان طویل اور صبر آزما دعوت کے باوجود آپ نفس مطئنہ کی عملی تصویر تھے۔

راہِ طلب میں جذبہ کامل ہو، جس کے ساتھ
خود اس کو ڈھونڈتی ہے، منزل کبھی کبھی

قاری صاحب ایک عہد ساز شخصیت تھے، آپ اپنے دور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عظیم محدث، مفسر، مقرر اور صحافی تھے، فرقِ باطل کے مقابلہ میں آپ کو "بطلِ حریت" کا لقب عطا ہوا اور یہ لفظ آپ کے اسم گرامی کا ایسا سابقہ بنا کہ آپ اس لقب سے ممتاز ہوئے۔

قاری صاحب کی ذات کے حوالے سے بہت سے مشاہدات اور ان کے ارشادات ذہن میں موجود ہیں، جن کا احاطہ پھر کسی اور نشست میں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ آمین۔

۸۔ صاحب علم ودانش

قاری صاحب کی دینی خدمات سے متاثر، ہمدرد اہل حدیث، احمد پور شرقیہ کے تاجر جناب حاجی حسن محمود (عبدالتواب جنرل سٹور والے) اپنے قلبی خیالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

حضرت صدیقی رحمہ اللہ ایک صاحب علم اور صاحب عمل شخصیت تھے، انہوں نے دینی اور تحریکی حوالے سے گراں قدر خدمت سرانجام دیں۔ ان سے بڑے بڑے علمائے کرام اور دینی اسکالرز نے استفادہ کیا۔ انہوں نے جس چیز کو حق سمجھا، اس پر ثابت قدم رہے اور اس حوالے سے کسی مخالفت کو خاطر میں نہ لاتے اور ہمیشہ دعوتی امور اور تحریک اہل حدیث کی علمی آبیاری میں پیش پیش رہے۔ وہ صحیح معنوں میں مفکر اسلام صاحب علم ودانش انسان تھے۔ انہوں نے ہر سطح کے لوگوں میں دعوت کا کام کیا۔ تحریک اہلِ حدیث احمد پور شرقیہ کی ترویج وترقی میں بھی ان کی یادگار خدمات ہیں۔ یہ تاثرات لکھتے ہوئے ان کی صحبتوں اور رفاقتوں کی یادیں انگڑائیاں لے رہی ہیں۔ اپنے مقصد سے سچی وابستگی اور پیہم ریاضت نے انہیں وقار اور اعزاز بخشا۔ اسی اعتبار کے ساتھ وہ اپنے ربِ جلیل کی بارگاہ میں چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں غریقِ رحمت کرے۔ اعلیٰ علیین نصیب کرے۔ آمین۔

؎ جانے والے کو نہ روکو کہ بھرم رہ جائے گا
تم پکارو بھی تو کب اس کو ٹھہر جانا ہے

۹۔ عالم باعمل، درویش منش انسان

قاری صاحب کی خان پور میں اوائل دعوتی وتبلیغی خدمات کے عینی شاہد، بقیۃ السلف جناب ڈاکٹر میاں عبدالغنی پنوار (اے رحماں میڈیکل سٹور) فرماتے ہیں:۔

؎ ان کا سایہ اِک تجلی، ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے، روشنی ہوتی گئی

قاری صاحب جماعت اہل حدیث کے محسن تھے، انہیں مرحوم کہتے ہوئے دل پر شاک گزرتا ہے، انہوں نے مقامی جماعت کو جیتی جاگتی متحرک قوت اور فعال تنظیم کے روپ میں کھڑا کر دیا، لیکن ان کی جاذبِ نظر شخصیت کے اس پہلو سے کم لوگوں کو آگاہی ہے کہ برابر چار عشروں (۴۰ سال) تک اس جماعت کے لیے دن رات ایک کرنے اور ساری زندگی نچھاور کرنے کے باوجود انہوں نے اس خدمت کے عوض مقامی جماعت سے ایک پیسہ بھی اپنے لئے نہیں لیا، وہ خود ایک کاروباری آدمی تھے، اپنی جیبِ خاص سے مقامی جماعت اور دور دراز کی کمزور جماعتی تنظیموں کو بھرپور مالی سپورٹ کرتے تھے، آپ عالم باعمل، درویش صفت انسان تھے۔

قاری صاحب کی دینی خدمات، تبلیغی کوششوں اور خان پور سے وفا سے ہم یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو اللہ کو اپنا رب مان لینے کے بعد اس پر جم گئے اور اللہ کی اطاعت، اس کے دین کی سربلندی اور اس کی مخلوق کی خدمت میں ساری زندگی اور اپنے سارے وسائل خوشی خوشی لٹا دیئے، اللہ تعالیٰ ان کے نیک اعمال کو قبول فرمائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ سب کے ہمدرد، سب کے خیر خواہ

پوسٹ ماسٹر خان پور جناب ملک محمد اکرم جوئیہ صاحب قاری صاحب کے لیے رطب اللسان رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات میں لکھا کہ: قاری عبدالوکیل صدیقی اس صدی کے نامور سکالر اور بے باک مبلغِ اسلام تھے، میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم ان کی مجاہدانہ اور سرفروشانہ زندگی تھی، انہوں نے خان پور کی جماعت کو جدید انداز میں منظم کر کے انہیں مرکز سے مربوط کر دیا، دعوت و تبلیغ کے میدان میں بغیر کسی حیل و حجت کے علی الاعلان حق بات کہی۔ اپنے اصولی مؤقف سے کبھی دستبردار نہیں ہوئے، بلکہ پورے استقلال اور ہمت سے ہر مشکل کا مقابلہ کیا۔ اہل خان پور ان کا یہ قرض صدیوں نہیں اتار سکتے۔

مرحوم اچھا قد و کاٹھ، متناسب الاعضاء ہونے کے ساتھ وجیہہ اور حسین و جمیل بھی تھے، اس پر بڑی سرگیں آنکھیں اور گرجدار آواز سونے پہ سہاگہ!

؎ وہ کیسے لوگ تھے یارب جنہیں ہم نے گنوا دیا
انہیں پھر ڈھونڈ لاؤں ، میں مگر یہ ہو نہیں سکتا

آپ کی تحریر و تقریر مدلل، بامقصد، پُر مغز اور پُر اثر ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ عصری تقاضوں کے مطابق ہوتی تھی اور علم و ادب کا شاہکار۔

اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں سے صرف نظر فرماتے ہوئے درجات بلند کرے اور جنتِ فردوس عطا کرے، جس کا اس نے اپنے مومن بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ آمین۔ یا الٰہ العالمین۔

۱۱۔ نافع الناس وجود

مکرم مولانا سید محمد اقبال شاہد صاحب ایم۔اے۔ علومِ اسلامیہ [احمد پور شرقیہ] تحریر کرتے ہیں:

؎ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے، چمن میں دیدہ ور پیدا

دنیا میں بہت سے اشخاص ایسے پیدا ہوئے ہیں، جو اپنی خداداد صلاحیت کی بناء پر اپنا نام پیدا کر جاتے ہیں، ان لوگوں میں سے ایک شخصیت حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی بھی ہے، جنہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن وسنت کی ترویج و اشاعت میں گزاری۔ دینی علوم و فنون میں رسوخ کی وجہ سے آپ نے جنوبی پنجاب میں اچھی شہرت پائی۔

مرکز اہل حدیث جامعہ محمدیہ خان پور میں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کے موقعہ پر کئی مرتبہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، پرتپاک انداز سے گلے ملتے، خیر و عافیت دریافت کرتے اور اچھی خواہشات کا اظہار فرماتے۔

قاری صاحب عالم باعمل تھے اور زاہد و متقی بھی۔ سنت نبوی ﷺ پر بہت سختی سے عمل کرتے، دین کے معاملے میں قطعاً مداہنت کے قائل نہ تھے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر جذبہ ایمانی کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، یہ آپ کی ایمانی جذبے ہی کا اثر تھا، کہ نئی نسل کو کتاب وسنت کے علوم سے آشنا کرانے کے لیے جامعہ محمدیہ اہل حدیث کی بنیاد رکھی، اس وقت جامعہ کا شمار ملک کی نامور جامعات میں سے ہوتا ہے۔

آپ نے سرزمین خان پور میں اُس وقت قدم رکھا، جب شرک و بدعت اور شخصیت پرستی زوروں پر تھی۔

آپ نے شب و روز ایک کر کے قرآن وسنت کی تبلیغ کو شہر و دیہاتوں اور چکوک میں پھیلایا، تھوڑے ہی عرصے بعد یہ سرزمین قرآن وسنت کی تعلیم سے منور ہوگئی، دیکھتے ہی دیکھتے شرک و بدعات اور شخصیت پرستی کے بادل چھٹنے لگے اور ہر طرف علومِ وحیین کا آوازہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند ہونے لگا۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہر چیز فانی ہے، ایک نہ ایک دن ہر شے نے فنا ہونا ہے، قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ بھی اپنی زندگی کا دورانیہ مکمل کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ چکے ہیں، آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۲۔ دانشور، مفکر، باصلاحیت انسان

پندرہ روزہ ''حدیبیہ'' کراچی کے چیف ایڈیٹر، صحافی نامور جناب سید عامر نجیب صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں:۔

''مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی تحریکی جذبے سے سرشار، تنظیمی صلاحیتوں کے حامل کامیاب جماعتی رہنماء تھے۔ انہوں نے خان پور میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا مثالی نظم قائم کر رکھا تھا، ان کی سرپرستی میں ہونے والی سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس بہترین انتظامات اور مثالی نظم وضبط کے باعث ایک ممتاز حیثیت رکھتی تھی، ان کے حلقہ اثر میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شامل تھے۔

علاقے کی سیاست میں انتہائی مؤثر کردار کے حامل تھے، سنجیدہ حلقوں میں ان کی خطابت کو بڑی پذیرائی حاصل تھی، ان کی تقریر علم وخطابت کا امتزاج ہوتی تھی''۔

۱۳۔ تحریک اہل حدیث کے عظیم نقیب

معروف قانون دان جناب میاں عبدالرزاق پنوار ایڈووکیٹ نائب صدر تحصیل بار ایسوسی ایشن احمد پور شرقیہ، قاری صاحب سے اپنے قلبی تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

قاری عبدالوکیل صدیقی (رحمہ اللہ) اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے، دل کو ایک دھچکا سا لگا، ان سے بہت پرانا تعلق تھا، ۱۹۸۴ء سے دسمبر ۱۹۹۷ء تک بطور لاء آفیسر خان پور میری پوسٹنگ رہی، کم وبیش پندرہ برس جامع مسجد خواجگان اہل حدیث میں ان کے خطباتِ جمعہ اور دروس قرآن وحدیث سے مستفید ہوتا رہا۔

مرحوم عالم باعمل انسان تھے، قول وفعل میں قطعاً تضاد نہ تھا، وہ تحریک اہل حدیث کے بہت بڑے نقیب تھے، اس سلسلے میں ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ ان کی عظمت کا اندازہ اس سے لگائیں، ریٹائرمنٹ کے بعد میں نے احمد پور شرقیہ میں اپنی ذاتی رہائش اختیار کی اور سینئر وکیل کی حیثیت سے تحصیل کچہری میں اپنی وکالت کا آغاز کیا۔ اس دوران قاری صاحب برابر رابطہ میں رہے، سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کے حوالے سے مشاورت کرتے، خصوصی دعوت نامہ اپنے رفقاء کے توسط سے بھجواتے۔

سالانہ تعاون کے لیے رسید بھجوا دیتے، میں سمجھتا ہوں، یہ ان کا میری ذات پر اعتبار کا مظہر تھا، ان کے ساتھ دیرینہ محبانہ، مشفقانہ، تنظیمی، جماعتی، علمی مراسم کبھی بھی نہیں بھلائے جا سکتے، ان کی وفات سے قرآن وحدیث کی محفل کا ایک روشن چراغ گل ہو گیا ہے۔ کوئی ان کی جگہ لینے والا نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم ان کے اہل خانہ اور ان کے قدر دانوں کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں، کیونکہ یہ دکھ ہمارا بھی ہے، یہ نقصان ہمارا بھی ہے۔

۱۴۔ رہبر انقلاب

جامعہ عثمان بن عفان منڈی یزمان کے مدرس جناب حافظ محمد عاصم صاحب رقمطراز ہیں؛

موت ایک اٹل حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا، جانے والے واپس نہیں آتے، بہت سوں کو دنیا بھول جاتی ہے، مگر کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکباز نفوس اپنے اخلاق وسیرت اور اعلیٰ کردار کی چھاپ عوام الناس کے دلوں پر چھوڑ جاتے ہیں، جنہیں دنیا مدتوں تک بھول نہیں پاتی، ایسے ہی نیک سیرت اور باعمل لوگوں میں ایک نام قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا ہے، جن کی شخصیتِ پُراثر کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ اپنی ذات میں ایک مکمل ادارہ کی حیثیت رکھتے تھے، تمام عمر دین حنیف کی آبیاری کے لیے وقف کر دی اور ایک لحہ کے لیے بھی غافل نہیں ہوئے۔ جامعہ محمدیہ اہل حدیث مرکز خان پور ان کی کاوشوں اور محنتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے، جہاں سے سینکڑوں کی تعداد میں علمائے کرام حصول علم کی تکمیل کے بعد ملک کے کونے کونے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جامعہ محمدیہ مرکز اہل حدیث یزمان کے قیام میں بھی آپ کی سعی قابل قدر ہے۔ آپ اکثر یہاں تشریف لاتے اور انتظامی اور تنظیمی امور کی سرپرستی فرماتے، جب بھی یزمان تشریف فرما ہوئے، میں ان کی علمی اور پراثر گفتگو سننے کی سعادت حاصل کرنے کی بدرجہ اتم کوشش کرتا اور ان سے مستفید ہوتا۔

تبلیغ دین کیلئے آپ سفر میں کسی بھی رکاوٹ کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور یہ آپ کا وصفِ اولیٰ تھا۔ ایک مرتبہ یزمان میں کانفرنس کے موقع پر محترم قاری صاحب رحمہ اللہ علالت کے باعث تشریف نہ لا سکے، تو اس موقع پر کانفرنس میں شریک جم غفیر نے ان کی صحت یابی کیلئے خلوصِ دل کے ساتھ دعا کی۔

آپ کی رحلت کی اطلاع پر یقین نہیں آتا تھا، مگر چونکہ یہ امرالٰہی ہے اور بہرحال یہ ہوکر ہی رہتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. اللہ ان کی حسنات کو قبول فرمائے، ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور انہیں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کے فیض یافتہ تلمیذ رشید حضرت مولانا عبدالستار صاحب جامعہ محمدیہ مرکز اہل حدیث یزمان میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے نماز جمعہ کے بعد حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی، جس میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اسی طرح پورے ملک میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ کا اہتمام کیا گیا۔

محترم قاری صاحب کی خدمات کا احاطہ کرنا میرے جیسے طالب علم کیلئے ممکن نہیں، میرے شفیق بھائی جناب حمید اللہ خان عزیز صاحب حفظہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب (قاری عبدالوکیل صدیقی خان پوری رحمہ اللہ، احوال وآثار، افکار وسوانح) میں تفصیل کے ساتھ ان کی خدمات وآثار کا تذکرہ فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ ان کی اس مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر آخرت کا ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

۱۵۔ اسلام کا بے باک ترجمان!

معروف کالم نگار مولانا قاری لیاقت علی باجوہ فیروز پوری (کوٹلی لوہاراں، ضلع سیال کوٹ) قاری صاحب مرحوم کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:۔

''ماضی قریب میں ہمارے بہت سارے علمائے کرام رب کے پاس جا چکے ہیں، حافظ عبدالمنان نورپوری، ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر شہید، مولانا محمود احمد غضنفر، علامہ ابراہیم خادم قصوری، مولانا محمد اسحاق گوہڑوی اور ان کے علاوہ بھی کئی علماءِ دین اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ **اللھم اغفرلھم وا دخلھم جنۃالفردوس**۔ آمین۔ یکم مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعہ یہ خبر آئی کہ مسلکِ اہلِ حدیث کے ممتاز عالم دین، مبلغ توحید وسنت، قاطعِ شرک وبدعت، بطلِ حریت حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ لاہور ہسپتال میں انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

یہ سن کر میں حواس کھو بیٹھا، مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ سیالکوٹ کی سالانہ اہل حدیث کانفرنس میں جمعہ کا خطبہ آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا تھا، اجتماع بہت بڑا تھا، قاری صاحب کی تقریر سن کر لوگ کہہ رہے تھے کہ آج حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی یاد تازہ ہوگئی ہے، گویا وہ ہماری جماعت میں حضرت علامہ شہیدؒ کی طرز کے عظیم مبلغ تھے، مولانا صدیقی مرحوم زیادہ تر خطابت کے جوہر دکھاتے رہے، البتہ آپ نے چند رسائل بھی تصنیف کیے۔ ان میں نسخۂ کیمیاء، عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت، رمضان کے مسائل اور عیدین کے مسائل وغیرہ شامل ہیں۔ مولانا صدیقی مرحوم نے مسلک اہل حدیث کی تبلیغ وترویج کے لیے دن رات کام کیا، اپنے علاقے خان پور کے علاوہ پورے ملک اور بیرون ملک تبلیغ کے لیے جاتے اور کئی کئی گھنٹے علمی خطاب فرماتے، آپ کے جنازے پر ہر آنکھ اشک بار تھی، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔

۱۶۔ محبوب عوام......شمس الخطباء

معروف دانشور ومعالج محترم ڈاکٹر عبدالماجد بھٹی اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

بنا کردن خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا نام ذہن میں آتے ہی ایک ایسی ہستی اور شخصیت کا تصور ابھرتا ہے جو اپنی ذات میں ایک مکمل ادارہ اور انجمن تھے۔ کون جانتا تھا کہ دور دراز کوہساروں میں پلنے والا بچہ اپنے آبائی شہر ہری پور ہزارہ سے اتنی دور جنوبی پنجاب کے ایک شہر خان پور میں سورج بن کر چمکے گا اور ان علاقوں میں توحید کی شمع روشن کرے گا۔ یہاں پر اس سالار لشکر کی سوانح حیات کا تذکرہ مقصود نہیں، بلکہ محترم برادرم حمید اللہ خان عزیز کی فرمائش پر قاری القرآن، فصیح اللسان اور خطیب عالی شان حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی روشن اور قابل تعریف زندگی پر اپنے جذبات کا اظہار کرکے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا ہے جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ آج کے اس پرفتن دور میں حق پر چلنا کتنا مشکل ہے، مگر اہل حق نے ہمیشہ ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے علم حق بلند کردیا۔

قاری صاحب نے تقریباً چالیس سال کا عرصہ خان پور میں گزارا اور سچائی، حقانیت، علم پروری، امن پسندی اور یک جہتی کی جو مثال قائم کی وہ سب پر عیاں ہے۔

اس بطل حریت، داعی قرآن وسنت، قاطع شرک وبدعت اور مبلغ انسانیت نے اپنی جدوجہد کا آغاز خان پور کے محلّہ خواجگان کی ایک مسجد سے کیا، آپ کے مدلل، مفصل خطبات جمعۃ المبارک اور آپ کے قول وفعل کی ہم آہنگی نے عوام وخواص کو متاثر کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے گرد شمع توحید کے پروانے جمع ہوگئے۔ آپ کو قدرت کی طرف سے بے شمار اوصاف حمیدہ سے نوازا گیا تھا، جس کی بدولت اس عظیم سپوت نے اپنے دعوتی مشن قرآن وحدیث کو عملی جامہ پہنانے کے لیے رحمان کالونی میں جامعہ محمدیہ اہل حدیث کے نام سے ایک دارالعلوم کا قیام عمل میں لائے، جس کا سنگ بنیاد امام کعبہ جیسی عظیم المرتبت اور عالم اسلام کی معتبر ترین شخصیت نے رکھا۔ دین کی آبیاری کے لیے ان میں خلوص اور للٰہیت کا جذبہ کارفرما تھا، جلد ہی ادارہ ایک عظیم درسگاہ کی حیثیت اختیار کرگیا، جس میں روایتی انداز سے ہٹ کر علماء کو علوم کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق اور کردار کی خصوصی تربیت کا اہتمام ملحوظ رکھا جاتا ہے اور آج قاری صاحب رحمہ اللہ کی یہ روحانی اولاد ملک کے طول وعرض میں نیر تاباں بن کر ملک وقوم کو منور ومعطر کیے ہوئے ہے۔ چونکہ ذہین اور سنجیدہ انسان کا ہر لحظہ فکرِ آخرت، دردِ انسانیت سے بھرپور ہوتا ہے اور یہی درد ان کے لیے دردِ جگر بن گیا، جو کہ ناسور کی شکل اختیار کرگیا۔ سچ یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری صاحب کے اس دردِ جگر کو شاعر نے کیا خوب الفاظ کا جامہ پہنایا ہے:۔

خنجر لگے ہے ان کو اور تڑپے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قاری عبدالوکیل صدیقی ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں سوگواروں کو چھوڑ کر راہی عدم ہوئے، ان کی یاد میں آنکھیں پرنم، لبوں پر دعائیں اور قلم پُر تحریر ہیں کہ اللہ رب العزت مرحوم کی باقیات الصالحات اور ان کی اولاد خصوصاً مولانا محمد عامر صدیقی، محمد عمیر صدیقی وغیرہم کو شاد و آباد رکھے اور ان کا اپنے ہاتھ سے لگایا باغ جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور تا قیامت ثمر بار رہے۔ آمین۔

۱۷۔ صدیوں تجھے گلشن کی فضا یاد رکھے گی

احمد پور شرقیہ کے قدیم اہل حدیث گھرانے کے فرد فرید جناب عبدالقیوم بن حاجی عبدالجبار مرحوم اپنی تحریر میں لکھتے ہیں:۔

قاری عبدالوکیل صدیقی مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قائد اور رہنماء تھے، آپ ۴۰ برس مسلک اہلِ حدیث کی آبیاری کرتے رہے، آپ کو قومی وملی تحریکوں میں قیادت کے مواقع میسر آئے، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کو آپ نے قادیانیت کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ولولہ انگیز تقاریر کیں اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی قیادت میں تاریخی کردار ادا کیا۔ قاری صاحب جماعت اہل حدیث خان پور کے لیے عظیم سرمایہ تھے، انہوں نے خان پور کی اجڑی ہوئی بستی کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے آباد کیا، دعوت کتاب وسنت کی ترویج کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دیا ان کی دعوت کی بازگشت خان پور سے نکل کر جب پورے ضلع رحیم یار خان میں پھیلی تو شرک وبدعت کے جغادری ان کے خلاف محاذ بنا کر کھڑے ہوگئے۔ لیکن اللہ کے اس بندے نے گالیوں، مخالفتوں اور اس دور کی نامی شخصیات کا مقابلہ اپنے حسنِ اخلاق، تدبر اور دلائل کی قوت سے کیا۔ قاری صاحب احمد پور شرقیہ کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے تھے، اس حوالے سے میرے دل کے نہاں خانوں میں ان کی چند یادوں کا چمن آباد ہے جسے میں قلم کے ذریعے قرطاس پر منتقل کر رہا ہوں۔

① ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء میں مولانا عبدالرزاق سلفی عنایت پوری رحمہ اللہ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع بہاول پور نے احمد پور شرقیہ کے محمود پارک میں دو سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنسیں منعقد کیں، جس میں ملک بھر سے جید علماء وشیوخ حضرات تشریف لائے۔ احمد پور شرقیہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ایک طویل عرصہ بعد یہ کانفرنسیں برپا ہوئیں۔ قاری صاحب نے اس میں خصوصی دلچسپی لی اور اس کے انعقاد میں پیش پیش رہے۔

② محترم قاری صاحب اپنی جماعت کے ہر فرد کے ساتھ نہایت محبت اور الفت سے پیش آتے۔ ان کی خوشی غمی میں برابر شرکت فرماتے۔ خان پور کی ایک کانفرنس کے موقع پر میرے پھوپھی زاد خواجہ بشیر مرحوم (ولد حاجی واحد بخش مرحوم) وفات پا گئے، قاری صاحب جنازہ سے لے کر تدفین تک ساتھ رہے اور بعد ازاں دعا کرائی۔ حالانکہ کانفرنس کی مصروفیت بہت زیادہ تھی، لیکن اس کے باوجود کارکنان کو غم کی حالت میں سہارا دینے کے لیے مسلسل رابطے میں رہے۔

③ میرے والد محترم حاجی عبدالجبار ۷ دسمبر ۱۹۹۳ء کو وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ مرکزی عیدگاہ اہل حدیث چونگی پیرواہ میں ادا کیا گیا، جنازہ کے موقع پر قاری صاحب بھی تشریف لائے۔ چنانچہ ان سے جنازہ پڑھانے کا کہا گیا تو انہوں نے وہاں موجود مقامی علماء حضرت مولانا مفتی سراج احمد حفظہ اللہ، حضرت مولانا ابوبکر شرف الحق الاثری رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد اسحاق فاروقی حفظہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اور پروفیسر حافظ محمد اسرائیل فاروقی حفظہ اللہ کے متعلق فرمایا..... کہ وہ یہاں موجود ہیں، مقامی علماء ہیں، ان کا حق مجھ سے زیادہ بنتا ہے۔ تاہم بعد میں متفقہ طور پر حضرت قاری صاحب نے ہی جنازہ کی امامت کرائی۔ اس واقعہ سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ قاری صاحب ہر حلقہ کے علماء کو کتنی اہمیت دیتے اور ان کے وقار کا کتنا خیال کرتے۔ اللهم اغفرله وارحمه وعافه وعف عنه۔

۱۸۔ بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

قاری صاحب کے شاگرد مولانا عبدالشکور خطیب جامع مسجد عبادالرحمٰن اہل حدیث احمد پور شرقیہ لکھتے ہیں:۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویراں کرگیا

ہری پور ہزارہ سے اِک ستارہ چمکا اور دیکھتے ہی دیکھتے خان پور جو کہ اس وقت ضلالت وگمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، کے افق پر ماہتاب بن کے چھا گیا۔ چہار سو قرآن وسنت کی کرنیں پھیلنے لگیں۔ بہت ہی کم انسان ایسے ہوتے ہیں جن کو قدرت کی طرف سے کچھ غیر معمولی صلاحیتیں ودیعت ہوتی ہیں۔ ایسے ہی بندگانِ رحمان میں ایک نام قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کا بھی ہے، جنہوں نے محلّہ خواجگان کی ایک چھوٹی سی مسجد سے قرآن وسنت کی دعوت کا آغاز کیا۔ مرحوم قرآن وسنت کا خود بھی عملی نمونہ تھے اور اخلاص وتقویٰ کی بدولت بے باکی سے اس مشن کو بڑھاتے چلے گئے۔ لاتعداد مساجد کی تعمیر، بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کا قیام ان کے کارہائے نمایاں کا بین ثبوت ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں ان کی روحانی اولاد جو کہ ملک وبیرون ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، جو یقیناً ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

میں نے بھی درس نظامی کا چھ سالہ کورس جامعہ محمدیہ خان پور ہی سے مکمل کیا اور استاد محترم قاری صاحب رحمہ اللہ کو بہت قریب سے دیکھا، استاذ محترم خود بھی شعائرِ اسلام کی پابندی فرماتے اور طلباء کو بھی سیرت وکردار میں پختگی لانے کی نصیحت اور تربیت کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ طلباء سے شفقت اور ادارہ کے اساتذہ کرام کی ازحد تکریم، عجز وانکساری کا پیکر، جس کے سبب ہر آنے والے کا دل جیت لیتے۔ دعوت وتبلیغ کی ترویج ان کی اولین ترجیح تھی اور اس کے لیے دن رات کوشاں رہتے، اس مقصد کے حصول کے لیے کسی بھی رکاوٹ کو خاطر میں نہ لاتے اور نہ ہی کبھی کسی کے سامنے اپنی علالت کا اظہار فرماتے۔

خان پور میں سہ روزہ ''سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس'' اور تکمیل ''تقریب بخاری'' کا تسلسل سے انعقاد، ان کے عزم مصمم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کانفرنس میں تشریف لانے والے علماء کرام اور شرکاء کی سہولیات کا ازحد خیال رکھتے۔ خان پور کی جماعت، جامعہ، طلباء اور اساتذہ سے بے لوث محبت تھی کہ آپ نے زیادہ وقت اسی علاقے کو ہی دیا اور اپنے آبائی شہر ہری پور ہزارہ بہت ہی کم تشریف لے گئے۔

بیماری کے آخری دنوں میں احمد پور شرقیہ سے ہم ایک قافلہ کی صورت میں عیادت کیلئے خان پور پہنچے، مرض کی شدت اور معالجین کے منع کرنے کے باوجود آپ نے ملاقات کا وقت دیا اور مشفق استاد محترم کے حکم پر محترم محمد اصغر سلفی صاحب نے ہماری ضیافت فرمائی۔ چند دنوں بعد استاذ محترم کی وفات کی خبر ملی۔ صدمے سے چور ہمارا قافلہ ہری پور ہزارہ کی طرف رواں دواں تھا۔ سفر چونکہ طویل تھا، باوجود کوشش کے جب ہم ہری پور پہنچے، تو استاد محترم کی تدفین ہوچکی تھی، خان پور کی جماعت، جامعہ کے اساتذہ وطلباء کی کافی تعداد وہاں موجود تھی۔ اگلے دن صبح ہم ان کی قبر پر گئے اور نماز جنازہ ادا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔اب جامعہ موجود ہے مگر قاری صاحب اللہ کے مہمان بن گئے۔ ان شاء اللہ۔

ان کے دینی مشن کی ذمہ داری انکے فرزند ارجمند جناب عامر صدیقی حفظہ اللہ کے سپرد ہوئیں جسے وہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ان کے ہمراہ ایک مضبوط ٹیم محترم جناب استاد حافظ محمد اصغر سلفی، محترم جناب استاد محمد اسلم شاکر، محترم جناب محمد عاصم شاہین، جامعہ کے فضلاء اور وہاں کی مقامی جماعت کی صورت میں موجود ہیں۔ میری دعا ہے کہ رب کریم قاری صاحب کی محنتوں کو قبول فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں بھی اس طرز پر دینی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

۱۹۔بے باک مقرر، مثالی خطیب

جماعت اہل حدیث کے معروف صحافی، جنرل سیکریٹری کوالیفائیڈ اطباء کونسل جناب حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی ایڈیٹر ''تفہیم الاسلام'' کے نام اشاعت خاص پر تاثراتی مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

مکرمی جناب مولانا حمید اللہ خان عزیز

مدیر مجلہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ دین حنیف کی اشاعت وترویج میں کوشاں ہوں گے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینی سعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر ہماری نجات کا باعث بنائے۔آمین۔

مجلہ تفہیم الاسلام کی خصوصی اشاعت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نمبر کا اعلان پڑھ کر دلی مسرت ہوئی کہ آپ کا ادارہ مسلک حقہ اہل حدیث کے ترجمان اپنے نامور خطیب دلنشین کے زندگی کے حالات واقعات اور خدمات کے سلسلہ میں کوشاں ہے۔ دعا ہے کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ آپ حضرات پر خاص رحمت فرمائے۔آمین۔تاکہ اپنے مقصد کو مکمل کرسکیں۔

دارالحدیث جامعہ کمالیہ منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بندہ متعدد بار کانفرنس میں سٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیتا رہا اور اسی دارالحدیث میں ہی محترم قاری صاحب رحمہ اللہ سے تعارف ہوا اور ان سے ٹیلیفونک رابطہ بھی رہا۔ راقم نے آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں انٹرویو کے سلسلہ برائے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور کے سوال نامہ کے خطوط میں الگ الگ ۲۶ مئی او ۳۰ جولائی ۲۰۰۹ء کو ارسال کئے لیکن اپنی مصروفیات کی بناء پر مجھے جواب ارسال نہ فرما سکے، حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی بڑی ہی خوبیوں کے مالک تھے۔

ایک صاحب علم، مثالی خطیب اور مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ مبلغ اور عظیم الشان جامعہ محمدیہ خان پور جیسی درسگاہ کے مہتمم بھی تھے۔حضرت قاری صاحب متقی، پرہیزگار، اکابر علماء کے ترجمان، حلیم الطبع، بڑے ہی متحمل مزاج تھے۔آپ کی عملی زندگی کے کردار اور حسن خلق کی وجہ سے تو اس علاقے میں مسلک اہل حدیث کو فروغ ملا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کی دینی، مسلکی، جماعتی اور دفاعی خدمات کو قبول فرما کر انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔

والسلام

حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی

جنرل سیکریٹری کوالیفائیڈ اطباء کونسل

تحصیل کوٹ رادھا کشن۔ضلع قصور۔

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۔ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی

وفات حسرتِ آیات!

لوخان پور میں پیارا صدیقیؒ بھی چل بسا

جو دین مصطفیٰ کا سپاہی بنا ہوا تھا
اپنے بیگانے جس سے سبھی فیض یاب تھے
کسے کیا خبر وہ آخرت کا راہی بناہوا تھا
ہر اک جو یاد کرتا محبت سے نام لیتا
ہر ایک مسلماں کا وہ بھائی بنا ہوا تھا
سب تشنگانِ علوم سیراب ہورہے تھے
وہ مسلک حقہ کی سچائی بنا ہواتھا
ہرطرف شرک و بدعت، خانقاہیں آستانے
واں توحید وسنت کی روشنائی بنا ہوا تھا
وہ چراغِ رہگزر تھا، وہ سالارِ قافلہ تھا
وہ مسلکِ محمدی کا سپاہی بنا ہوا تھا
مرکز کے درودیوار صدیقی کو رو رہے ہیں
جن کے لیے وہ نعمتِ کبریائی بنا ہوا تھا
بدعات و خرافات کی گھٹا ٹوپ وادیوں میں
ہرجائیوں کے ہجوم میں یکجائی بنا ہوا تھا
باطل کی دھمکیوں سے کبھی مرعوب نہ ہوا
مرکز کے لیے حوصلہ افزائی بنا ہوا تھا
کہاں ہری پور ہزارہ، کہاں ارضِ خان پور
تبلیغ دین میں یوں انتہائی بنا ہوا تھا
اک لمحہ اپنے فرض سے غافل نہیں ہوا
اس قدر وہ دیں کا شیدائی بنا ہوا تھا

الٰہی نصیب کرا سے حوضِ کوثر کا جام
ہرتشنۂ لب کے لیے ماہی بنا ہوا تھا

[قاری تاج محمد شاکر]

❀❀❀

۲۱۔ پاسبانِ حق......

قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

دینِ حق کے علمبردار تھے قاری عبدالوکیل
مسلک نبوی کے پیروکار تھے قاری عبدالوکیل
جو رسول اللہ کے ارشاد سے منہ موڑ دے
اس کے حق میں عمرؓ کی تلوار تھے قاری عبدالوکیل
کفروباطل کے مقابل شرک وبدعت کے خلاف
دہر میں توحید کی للکار تھے قاری عبدالوکیل
کیف جب مصطفیٰ سے بے خود و سرمست تھے
بادہ توحید سے سرشار تھے قاری عبدالوکیل
دین کی حفظ واشاعت ان کا پہلا فرض تھا
راہِ حق میں ہر گھڑی تیار تھے قاری عبدالوکیل
کوبہ کوبہ قریہ بہ قریہ بستی بستی شہر شہر
دینِ حق کی تیغ جوہردار تھے قاری عبدالوکیل
حفظ و ناموسِ پیمبر ان کا عین ایمان تھا
جانثار سید ابرار تھے قاری عبدالوکیل

[مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی۔سعودی عرب]

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیر سرپرستی حافظ رضا اللہ رؤف صاحب حفظہ اللہ

زیر نگرانی فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری صاحب حفظہ اللہ

اہل علاقہ کے لیے عظیم خوشخبری

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر

جالندھر کالونی حاصل پور ضلع بہاولپور 0622442916

اجرائے محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے اغراض ومقاصد

١... صرف اور صرف وحی الٰہی کے اتباع کی دعوت
٢... سلف صالحین کے منہج کے مطابق قرآن وحدیث کا پرچار
٣... شرک وبدعت اور خرافات کا علمی محاسبہ اور تحقیقی مناقشہ
٤... فقہی تعصبات کی بجائے خالص دین اسلام کی ترجمانی
٥... فرق ضالہ اور ادیان باطلہ کا مضبوط علمی رد
٦... قرآن وحدیث پر اتحاد امت کے لیے جہد مسلسل
٧... تمام مسالک کی کتب سے تقابل کی سہولت مہیا کرنا
٨... جمود کی اندھیر نگری سے اجتہاد واستنباط کی طرف رہنمائی
٩... روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا قرآن وحدیث کے مطابق حل
١٠... سنی سنائی کہاوتوں کی بجائے مطالعہ کے ذریعہ حصول علم کا ذوق پیدا کرنا

برانچ نمبر 2 مرکز صوت القرآن چشتیاں 0300-3735978
برانچ نمبر 3 مظفر آباد 0300-7851291
برانچ نمبر 4 گوجرانوالہ 0321-7202700

0304-4411896
0301-6131916
0313-2501221

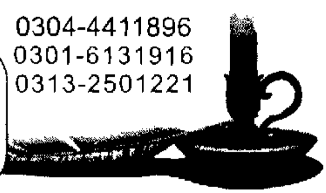

قارئین سے گزارش

ماہنامہ مجلّہ ''تفہیم الاسلام'' کے نئے اور پرانے قارئین سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن کا سالانہ بدلِ اشتراک ختم ہو چکا ہے اور بار بار یاد دہانی کے باوجود کوئی مثبت جواب نہیں دے رہے۔ مجلّہ تفہیم الاسلام کی مجلس مشاورت نے ان تمام قارئین کے نام جنہوں نے خریداری کی تجدید نہیں کروائی، مالی مجبوریوں کی وجہ سے رسالے کی ترسیل بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا ان احباب و علماء سے خصوصی التماس ہے کہ اپنا سالانہ زرتعاون 350 روپے جلد از جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ تاکہ علم کی یہ شمع آپ کے تعاون سے بغیر کسی تعطل کے جاری رہے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ بصورت دیگر مجبوراً ہم رسالے کی ترسیل جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ (ادارہ)

کتاب دوست حضرات کے لیے خوش خبری

رمضان المبارک پیش کش کے توسیعی پروگرام کے تحت انتہائی محدود مدت کیلئے درج ذیل کتب بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ارسال کی جا رہی ہیں

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد صفحات
①	اسلام اور فقہی مکاتب فکر	120
②	محمد رسول اللہ ﷺ کی حکمت بھری شادیاں	056
③	اہل علم کے خطوط	128
④	خیر القرون قرنی ''الفاظ حدیث'' کا تحقیقی جائزہ	048
⑤	سفرنامہ پنجاب	048
⑥	کراچی کے عوامی کتب خانے	280

خواہش مند حضرات خوب صورت فور کلر سرورق سے آراستہ کتب رعایتی قیمت پر بمع رجسٹرڈ ڈاک خرچ -/330 روپے پیشگی منی آرڈر ارسال فرما کر درج ذیل پتہ سے منگوائیں۔

پتہ: محمد یوسف نعیم

مکان نمبر 304 گلی نمبر 7 سیکٹر H نزد ملک امان جنرل اسٹور غزالی روڈ منظور کالونی کراچی پوسٹ کوڈ 75460 Cell # 0333-2220834

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہرِ اقبالؒ میں پہلی بار

قرآن مجید حفظ و ناظرہ، باترجمہ اسکول کے ساتھ
منفرد انداز میں (مار پیٹ کے بغیر)

اِدارہ یَسَّرنا القرآن سیالکوٹ
(علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کیمپس)

خصوصیات کشادہ بلڈنگ، صاف ستھرا ماحول، سلفی منہج، فل ڈے اسکول سسٹم

داخلہ جاری ہے
نرسری تا کلاس ششم

صرف مقامی طلباء وطالبات کے لئے

قرآن مجید کا انسائیکلوپیڈیا
شعبہ ڈاکٹر ذاکر نائیک

آیئے اپنے بیٹے/بیٹی کو قرآن مجید کا حافظ/ماہر بنائیں۔

قرآن مجید کے فہم میں ہمارا ساتھ دیجیے!

زکوٰۃ، عطیات کیلئے کرنٹ اکاؤنٹ نمبر

بنام عبدالرؤف آزاد تیمی 0602-0100851081 میزان بنک کینٹ برانچ سیالکوٹ

بانی و مدیر
ڈاکٹر عبدالرؤف ظہیر

لنک مرادیہ روڈ
ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ

0321-7137 906
0300-5455 906

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت الکرسی کے فضائل وتفسیر

تالیف: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی

مبحث اول

- قرآن کریم کی عظیم ترین آیت
- آیت الکرسی میں اسم اعظم
- اسے پڑھنے سے شیطان کا دور رہنا
- بعد از نماز پڑھنے سے آئندہ نماز تک حفاظت الٰہی
- بعد از نماز پڑھنے والے اور جنت کے درمیان صرف موت کا حائل ہونا

مبحث دوم

- آیت الکرسی کی تفسیر

عمدہ امپورٹڈ کاغذ رعایتی قیمت -/250 روپے

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

تالیف: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی

اس کتاب میں:

- ★ احتساب کے متعلق خواتین کی ذمہ داری
- ★ خواتین کے احتساب کرنے کی اہمیت
- ★ خواتین کے عام لوگوں، اقربا اور معارف کے احتساب کے ۵۷ واقعات
- ★ خواتین کے علماء اور خلفاء کا احتساب کرنے کے ۱۷ واقعات
- ★ خواتین کے اہل اقتدار کے احتساب کرنے کے ۹ واقعات
- ★ بازار میں بحیثیت محتسبہ عورت کی تقرری کی ممانعت کے دلائل
- ★ اس بارے میں چند شبہات اور ان کی حقیقت

عمدہ امپورٹڈ کاغذ رعایتی قیمت -/250 روپے

جھوٹ کی سنگینی اور اس کی اقسام

اس کتاب میں توفیق الٰہی سے مندرجہ ذیل عناوین کے متعلق قرآن وسنت اور علماء امت کے فرمودات کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے

- جھوٹ کی قباحت اور برائی (12) پہلوؤں سے
- جھوٹ چھوڑنے کا عظیم الشان صلہ
- جھوٹ کی (14) اقسام کا تفصیلی بیان
- جھوٹ بولنے کی اجازت کی (4) حالتیں

تالیف: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی

عمدہ امپورٹڈ کاغذ رعایتی قیمت -/200 روپے

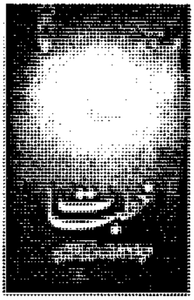

خطبات

دو جلدوں پر مشتمل

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

رعایتی قیمت -/600 روپے

سیرۃ النبی ﷺ پر ایک جدید کاوش

رؤوف رحیم ﷺ

تالیف: پیرزادہ شفیق الرحمن شاہ الدراوی

فاضل اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ

عمدہ امپورٹڈ کاغذ رعایتی قیمت -/550 روپے

ایام خلافت راشدہ

معاشی وسماجی عدل وانصاف اور امن وامان کا ایک بہترین دور

تالیف لطیف حضرت مولانا عبد الرؤف رحمانی حفظہ اللہ

رعایتی قیمت -/250 روپے

ملنے کے پتے

دار النور اسلام آباد

0333-5139853
0321-5336844

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور

Find us on Facebook

Ph: 42-37230585 , Cell: 0321-4460487
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

www.KitaboSunnat.com

SERIES

Majallah

Jan to May 2014

TAFHEEM-UL-ISLAM

Email: tafhemulislam@gmail.com Ahmad Pur East

Bahawal Pur (Punjab) Pakistan. Mob: 0302-2186601

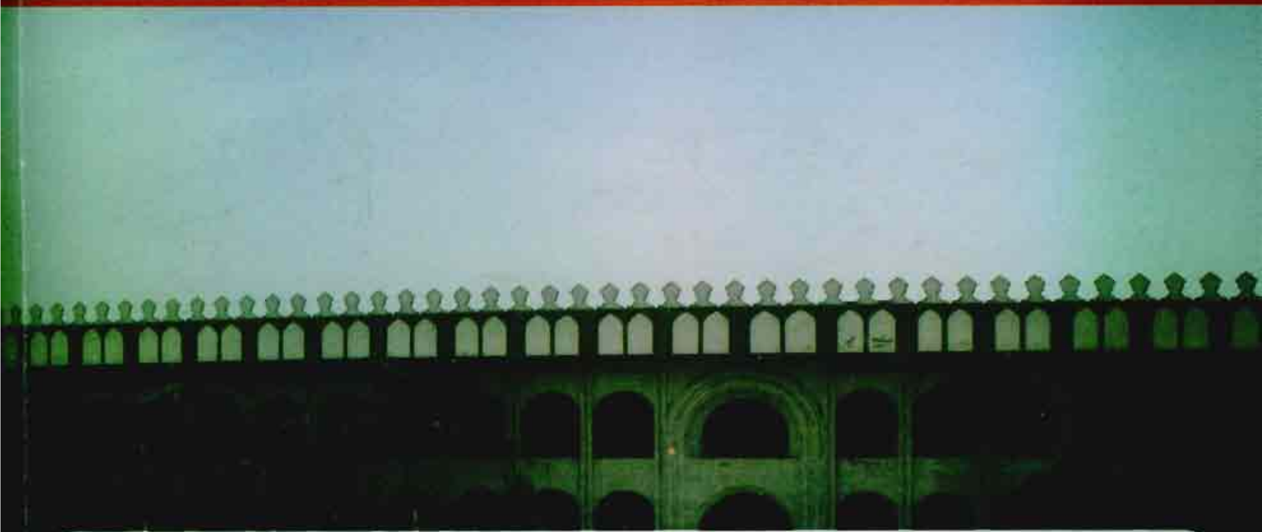

جامعہ محمدیہ اہلحدیث خانپور ضلع رحیم یار خان پاکستان

قرآن وسنت کی ترویج کی عظیم علمی تحریک
اور دینی و دنیاوی تعلیم کی منفرد درسگاہ

جامعہ محمدیہ اہلحدیث خانپور ملک کی ممتاز، مثالی، معیاری درسگاہ اور تعلیم و تربیت کا اعلیٰ مرکز ہے۔
جس کی بنیاد قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی اور پورے دردِ دل اور خلوص کے ساتھ اس کی آبیاری کی۔ اللہ کے فضل و کرم اور مخلص احباب کے تعاون
اور قرآن وسنت کی بے لوث خدمت واشاعت اور نہایت اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے یہ جامعہ اب ایک عظیم تحریک کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس عظیم جامعہ کا
سنگِ بنیاد امام خانہ کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ امام وخطیب المسجد الحرام مکہ مکرمہ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔

جامعہ کے مختلف شعبہ جات شعبہ تعلیمات • شعبہ دعوت وتبلیغ • شعبہ تعمیر مساجد • شعبہ خدمت خلق • شعبہ نشرواشاعت • دارالافتاء • تنظیم جماعت
• فری ڈسپنسری • تقسیم لٹریچر • آڈیو کیسٹ لائبریری وغیرہم شعبہ جات پوری تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ کا تعلیمی نصاب و نظام جامعہ کا تعلیمی نصاب ونظام انتہائی اعلیٰ و مثالی ہے۔ جو کہ قدیم وجدید علوم کا حسین امتزاج ہے۔ الحمدللہ اس وقت
جامعہ میں تقریباً 600 بیرونی و مقامی طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ جبکہ 45 اساتذہ کرام و معلمات ان طلباء وطالبات کو زیور تعلیم سے آراستہ کر
رہے ہیں۔ اب تک جامعہ سے 1200 سے زائد علماء، قراء، حفاظ سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ امسال بھی مختلف تعلیمی شعبہ جات سے 55 طلباء
وطالبات تکمیل تعلیم کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ان 55 تعلیم کی تکمیل کرنے والے طلباء وطالبات کو 38 ویں سالانہ سہ روزہ عظیم الشان
سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقدہ 28 29 30 مارچ 2014ء • ۲۶-۲۷-۲۸ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار
کی آخری نشست میں اسناد وانعامات اور دستار فضیلت سے نوازا جائے گا۔ آپ جناب کو اس روح پرور اور پرمسرت موقعہ پر بمعہ احباب ورفقاء تشریف
آوری کی خصوصی اور پرخلوص دعوت دی جاتی ہے۔ تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص سے دین متین کی خدمت کی توفیق عنایت
فرمائے اور ہماری ان کوششوں کو ہمارے لئے ذخیرہ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین